UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226054
UNIVERSAL
LIBRARY

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

اثبات وجود الاحدیۃ

فی

دفع تشویشات الخارجیۃ

مصنفہ

واقف رموز خفی و جلی کاشف اسرار ابدی و ازلی فیض عالم جناب مولوی سید احمد علی صاحب حسنی

بزمان نصرت توامان

اعلیٰحضرت قوی شوکت سکندر رو فریدون فر
کیوان ایوان خورشید پاسبان خاقان ابن خاقان
نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک
مظفر الممالک آصف جاہ سادس سلطان دکن

ادام اللہ ظلہ و خلد اللہ سلطنتہ

باہتمام

مطبع نظام دکن واقع ریذیڈنسی حیدرآباد دکن طبع ہو کر فروغ افزائے چشم ناقدین ہوئے

سنہ ۱۳۲۰ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الاحد والصلوۃ والسلام علی مظہر الصمد وعلی آلہ واصحابہ الی الابد

اس حقیر ناچیز نے جب کتاب (رفع الاشتبہ عن صفات الصوفیہ) جسکی نظاہر زیادہ تر غایت یہی ہے کہ خصم کے نادانستہ حملون اور واردن کے لئے سپر کا کام دے اور مخالفین و معترضین کے حق مین وہ تیز باڑ دار تلوار رہے جو ہر مقام اور موقع پر بیدریغ اپنا کام کئے بغیر رہ نہ سکے - اور بالخصوص مبتدیان راہ سلوک کے استحکام عقاید اور استقلال کے لئے درسی چھلی کتاب بنے اور ملاحدین اور جلدبازون کے لئے نمونہ عبرت ہو اور مبصرون کے لئے پرکامل کے شناخت کا آلہ ہو - لکھ چکا تو بعض خاص احباب نے یہہ فرمایش کی کہ آجکل مسئلہ وحدۃ الوجود پر کثرت سے اعتراضات ہو رہے ہین - اور اسی مسئلہ کے باعث صوفیہ صمانیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا ہو رہا ہے - لہذا مختصر طور پر اسبارہ مین کچھہ لکھا جائے تو احسن ہے مینے اون سے عرض کیا کہ تالیف و تصنیف جب ہی مقبول عام ہوتی ہے یا تو رنگینی عبارت ہو یا فصاحت بلاغت ہو - یا اعلی مضامین - یا دلچسپ قصص ہون - مجھے ایسا علمی مادہ نصیب نہین جو ناظرین کے دل کو خوش کر سکون - ہر ہر جملہ زبان حال سے میری لاعلمی اور خوشہ چینی کا کھلی زبان اظہار کریگا - کسی مضمون کے تحریر کی جرات کرنا کم حوصلگی کو طشت ازبام

کرنا ہے۔ ہر چند کوشش کی کہ نشانۂ ملامت نہ ہون۔ لیکن احباب نے ایسا بڑہایا اور ایسی
قدر کی جیسے کوڑے سے ٹھیکریون کو جواہرات سمجھکر اوٹھالتے ہین اور رصنۂ قبول
مین جگہہ دیتے ہین بلکہ اس کم مایہ کی عزت اس سے بھی زیادہ بڑہائی۔ اور ہر طرف سے
عذر کے راستے تنگ کر کے خاموش کر دیا بالآخر بڑے ردّ و قدح کے بعد مجھے اسپر
مجبور ہی کیا کہ اپنا خیال ناقص توٹے پھوٹے جملون ہی مین ظاہر کرون۔ یہہ ایک
ایسا اہم اور سُترگ کام میرے سپُرد کیا گیا جو میرے حوصلے سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے۔ کیونکہ
ایک زمانہ دراز سے اسکی اولجھن چلی آرہی ہے جسکا سُلجھانا کچہہ آسان امر نہین۔
میرا منُہہ نہین کہ اسکو صاف طور پر ہدیۂ ناظرین کرون۔ اور نہ مجھہ مین ایسا علمی
سرمایہ ہے کہ ایسی باریک باریک باتون کو واضح کردون۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ
اجناس مختلفہ ملا کر اندہے مادرزاد سے یہہ فرمایش کیجائے کہ ہر ہر چیز جُدی جُدی
کردیجاوے۔ پہلے تو وہ خود اندہا۔ دوسرے اُس بیچارے سے وہ کام لیا جاتا ہے
جو اوسکے اِمکان سے خارج۔ علاوہ اسکے آجکل کا زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جہالت و تعصب
خواہشونکی پیروی اور اپنی ناقص رایون پر ناز کرنا شایع ہو رہا ہے۔ کیونکہ باہمی انفرت کی
جڑ ہمعصر ہونا ہوا کرتا ہے اور اہل تصنیف تو ہمیشہ ملامت کا ہدف ہی رہتا ہے جونکہ
بُرون ہی سے اچھون کا تمیز ہوتا ہے۔ اور اچھے لوگ اپنی اعلی نظر خطا کی گرفت اور
خفیف باتون کے جانب معطوف نہین کرتے۔ پس مینے خیال کر لیا کہ میری بُرائی
عمدہ لوگون کی اظہار اچھائی کا باعث ہے جیسے حبشی زنگی کا کالاپن زشت رُوئی
حسینون کے حسُن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ جو کچہہ ذہن ناقص مین آتا ہے اوسکے
اظہار مین دریغ نکرون۔ مین ہرگز ہرگز اسکا دعوے نہین کرتا کہ اس مسئلہ کو عام فہم کردونگا

اگر یہہ مسئلہ اس قابل ہوتا تو ہرگز آج تک پیچیدہ نہ رہتا۔ بڑے بڑے لوگ جنکی عقل اور تیزی فہم نے دنیا کے اس کنارے سے اوس کنارے تک اپنی روشنی پھیلا کر آیندہ آنیوالی نسلون کے لئے دلون کی آنکھون مین نور پیدا کرادیا وہ کب اسکو گوارا کرتے کہ ایسے بزرگ مسئلہ کی تفہیم مین عالم کی آنکھین مثل چمگادڑ کورکے کورہی رہین مگر اس ہیچمدان نے باوجود ناعلمی اور بے بضاعتی کے بقول کسی شاعر کے **شعر**۔

دارد ہنر اردرکہ صدف دم نمی زند ۔۔۔ مرغیکہ بیضہ دارد وفریادمی کند

جو کچھہ ذہن مین آیا بیدریغ عرض کردیا۔ جنکے سینون مین علوم کے دریا موج زن ہین اون سے قوی امید ہے کہ وہ ہرگز گندہ نالون کے شور وغل سے ذرا بھی جنبش نکرینگے۔

یہہ معلوم رہے کہ مینے حتی المقدور اسکا التزام کیا ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بحث نکیجاوے۔ اور نہ اجماع امت کا خلاف ہو اور نہ وہ امور بیان کیے گئے ہین جو صدر اول مین نہ تھے صحابہ تابعین تبع تابعین مین جسکا رواج نہ تھا یا جسکو مسلمانونکی کثیر جماعت نے قبول نکیا ہو اگر کہین اسکے خلاف پایا جائے تو وہ میری بالکل غلطی ہے خدا کی رحمت ہو اوسپر جو مجھکو خواب غفلت سے جگادیوے۔

واضح ہو کہ اس کتاب کو ایک مقدمہ۔ اور ایک ہدایت۔ اور ستائیس ۲۷ فصلون اور ایک خاتمہ پر اتمام کر کے (**اثبات وجود الاحدیتہ فی دفع تشویشات التحار جیتہ**) نام رکھا۔ ناظرین سے امید ہے کہ مصنف کتاب ہذا فیض عالم المعروف سید احمد علی ولد سید وزیر علی حسینی کے حق مین دعائے خیر فرماوینگے۔

مقدمۂ کتاب

دنیا کے کل علوم مین افضل العلم علم رضائے الٰہی ہے۔ اور وہ طلب کرنا ہے صراط مستقیم کا

جسپر کہ اوسنے نعمت کی ہے اور اسی راہ کے پلنیکے لئے قایم کرتا ہے دین کا۔ اور وہ کیا ہے (اسلام) یعنے اسلام راہ نمائی کرتا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ) کے جانب۔ اور یہی عبادت خالص زینہ ہے پروردگار عالم کی رضا جوئی کا۔ اور اسکا حاصل کرنا بغیر معرفت کردگار کے محال ہے۔ اور حصولِ معرفت بغیر شوق واشتیاق کے غیر ممکن۔ اور شوق واشتیاق بلا استقلال واستحکامِ عقاید کے بیکار۔ اور عقاید بغیر توحید کے باطل۔ کیونکہ اوائل دنیا سے اسی منزلِ توحید کی تعمیر کے لئے ایک لاکھہ اسی ہزار پیغمبر نازل اور ماموراور مصروف بکار رہے ہیں یعنے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت خاتم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ہوا۔ جیساکہ پہونچا حکم رب جلیل کا بجانب حبیبِ رب العالمین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ آج کے روز کامل کئے ہم واسطے تمہارے دین کو اور تمام کئے ہم اوپر تمہارے نعمت اپنی اور خوش کیا میں واسطے تمہارے اسلام کو دین۔ پس بغیر معرفت توحیدِ کامل کے نہ عبادت خالص نصیب ہوسکتی ہے اور نہ اصل حقیقتِ دین ہاتھہ آسکتی ہے۔ الحق بالخصوص حضرات اہل عرفان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہایت اعلیٰ درجہ کی توحید بطفیل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پائی ہے۔ اسلیئے اس کتاب مین علوم اہل عرفان کے مسایل سے مسئلہ توحید کا بیان کیا گیا ہے اور وہ مسئلہ وجود ہے جو ترقی توحید ہی توحید سے ملا ہے۔ خداوند عزوجل کی وحدت حقیقی کا ذکر ہے۔ اوسکا یکتا ہونا۔ بےمثل اور بےمانند ہونا۔ وحدہ لاشریک لہ ہونا بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ

عوام نے اوسکے ظاہر عنوان یا اوسکے استعمال مین باوجود منزیہ مطلق ہونیکے غلط فہمی کی ہو اسلیئے اون کے اشکال کا ذریعہ ہے - اوسکے اصلی مقاصد اور مطالب اور طرق اور اوسکے حصول کے ذرایع اور مدارج ہی اور ہین - الغرض حیوان خاص کیا گیا ہے حس و حرکت ارادی سے - مگر حضرت انسان کی یہہ کیفیت نہین ہے - کیونکہ اللہ صاحب ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کے خلعت سے سرفراز ہے اور عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا سے ممتاز ہوکر مسجود ملایک ہوا کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے - رباعی -

همین آدم تو لی گر راز دانی | همین آدم تو لی گر راز دانی
بلا منا ترا تشریف داده | در معنی بروے تو کشاده

و (فِیْ اَنْفُسِہِمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ) کے تحت ملا حسین کاشفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین رباعی -

اگر سوے خود کنی که تو جان و ربائی | میفگن بخاک خود را که تو از بلند جائی
تو بچشم خود نهانی کمال خود را تو چه دانی | چو در از صدف بیرون آئی که تو بس گران بہائی

اور مولانا حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ شعر -

توئی همچو سیر در یک پوست | بود تو است همچو پیاز تو بر تو است

پس حضرت انسان مخصوص کیا گیا ہے اکتساب علوم اور اقتباس انوار سے طبیعت اشیاء کا جاننا کوئی بڑی بات نہین یہہ فعل تو حکما کا ہے - ہان اشیاء کی خاصیتون کا جاننا البتہ یہہ کام اعلی درجہ والون کا ہے - اور یہہ مراتب انبیا کو حاصل ہین - اشیاء کی حقیقت سمجھنا اولیاء اللہ کا کام ہے - ایسا ہی وجود سے

ایک جاننے سے کوئی نتیجہ نھین۔ کمال اسکو نھین کھتے یھہ تو محض تقلید ہی تقلید ہے۔ یھان سالکانِ راہ طریقت کو دعوت صدق حق کا سب سے اول دین اسلام کا پہلا نشان۔ شرک و نار سے بچانیوالا۔ ذنوب وخطایا کا مٹانیوالا حق الحسنات کلمۂ طیبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) تقویٰ اور شہادت حق مع الاخلاص کے ساتھہ تفہیم کرایا جاتا ہے۔ اہل ظاہر کے یہان تقلید ہے تو اہل باطن کے یہان تحقیق۔ یہان مُقلّد ہے تو وہان مُحقّق۔ یہان ابتدائی سبق ہے تو وہان منتہائی تحصیل۔ یہان اسلام تازہ ہوتا ہے تو وہان سالک فنا پاتا ہے۔ یہان اسلام اور تصدیق قلبی ہے تو وہان کشف اور مُشاہدہ۔ رباعی

برذات مقدسش کسی را راہ نیست ۔ وز عزّ و جلال او کسی آگاہ نیست

سرمایۂ رہ روان کہ راہش طلبند ۔ جز معنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نیست

سچ تو یہ ہے کہ انسان کا کمالِ درجہ یہی ہے کہ اپنی ہستی موہوم کو خداوند تعالےٰ وتقدس مین فنا کرے۔ جیساکہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تو در و گم شو وصال اینست و بس ۔ گم شدن گم کن کمال اینست و بس

ہدایت ضروری

العزیز۔ خداے تعالےٰ نے تجھے اگر کچھہ بھی عقل سلیم دیا ہے تو ہماری اِس ہدایت کو سُن اور بجان و دل قبول کر خداوند کریم اِسکا ثمرہ وہ عطا فرمادیگا جسکی تمنا نیک لوگون نے کی اور اللہ صاحب نے اچھا بدلہ دینیکا وعدہ فرمایا ہے۔ یہائیجان مسائلِ صوفیہ کو معمولی اور آسان مت خیال کر یھہ مسائل ایسے نھین ہین

جو باتون سے حل ہون۔ اِس راہ مین بڑی بڑی گہاٹیان ہین اسکا طے کرنا کچھہ آسان امر نہین۔ جیساکہ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

ہزارون اس دریاے ناپیدا کنار مین غوطے لگاے الّنادر کالمعدوم بعضون ہی نے حسب استعداد دُرِ مقصود کو پایا۔

کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند بلا احصے از تک فرو ماندہ اند

اسلیئے ہم کہتے ہین کہ عام جلسون مین ایسے تذکرون سے ایسا پرہیز کر جیسے ایک یہودی یا نصرانی طبیب کے کہنے سے حالت مرض مین کرتا ہے اور یہہ یاد رکھہ کہ امراضِ بدنی مین بدپرہیزی ہو بھی جاے تو اطبا دوسرا علاج کر سکتے ہین مگر امراضِ روحانی کا علاج نہایت ہی مشکل ہے۔ عام جلسونمین اسکا ذکر کرنا مہلک امراض کا پہیلانا ہے جسکی وجہ سے آخرت کی خرابی کا سامنا ہے۔ اور جُہال کے عقاید کی کشتی کو تو گردابِ بلا کے تلاطم مین پہنسا کر غوطے کہلانا ہے۔ ابد الآباد اِس بربادی کے وبال کا بوجھہ اوسکے سر ہوگا جو الحاد کے راستے کو نااہلون پر کہولیگا۔ عاقبت کار جسوقت گردن پکڑی جائیگی اوسوقت سواے مایوسی اور افسوس کے کچھہ ہاتہہ نہ آئیگا۔ اور میدان قیامت مین جہان بڑے بڑے اولوالعزم نبیون کے ہوش ٹھکانے نہون گے وہان ما و شما کو بجز حسرت اور خُسران کے اور کیا ہاتہہ آئیگا۔ اور یہہ خوب سمجھے ہوے رہو کہ یہہ اہم مسائل جو تیری سمجھہ سے بہت پرے ہین غیر کی تفہیم کا دعوے کرنا فعلِ عبث ہے کیونکہ بڑے بڑے لوگ اسمین عاجز رہے ہین۔

ہان شیخی اور آبروے ظاہری کے لئے اسکا ذکر وہ بھی بے سر و پا فقط زبان سے مزخرفات نکالکر عظیم جرم و خطر مین محض بوالہوسی اور شیخت کی بدولت گرفتار ہونا کسی عقلمند کا کام نہین۔ بہائیجان بات تو یہہ ہے کہ تجھے خداطلبی مقصود ہے یا دنیاطلبی خداطلبی اگر مقصود ہے تو تو خدا کے جانب لگا رہو۔ دنیا اگرچہ چاہتا ہے تو وہ بھی تجھے نصیب نہوگی بیوقوف جاہل کہنے والے کثرت سے ہونگے تو شاذ و نادر ہی کوئی تیرا شریک ہوگا تو پھر اس سے کیا پھل پائیگا۔ پس ہماری کہنے کو مان اور آداب صوفیا کو پیش نظر رکھہ اور خصم کے ساکت کرنے مین کوشش نکر۔ خدا جسکو راہ بتلاتا ہے وہ خود راہ مستقیم پر رہیگا خبردار خبردار الحاد اور زندیقیت پھیلانے سے ہمیشہ بچار ہو۔ اور مین اسکی مطلق اجازت نہین دیتا اور نہ یہہ میرا مطلب ہی اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون کہ اہل جہال اس کتاب کو دیکھین اور خدا سے بھی میری یہی التجا ہے کہ خداوند اس کتاب کو انکی نظرون سے ہمیشہ بچار کہہ جو متعصب اور انصاف پسند نہون یا جنکو علم تصوف سے کچہہ بہرہ نہین۔ آمین یا رب العالمین۔

تمہید

بہائیجان اہل عرفان صاحبان راہ طریقت و معرفت جماعت صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے اپنے تابعین اور راہ روان راہ مستقیم کے خواہشات نفسانی کے روکنے اور اخلاق ذمیمہ کے مہلک امراض سے نجات دلاکر اخلاق فاضلہ کو حاصل کرکے روحانی قوت بڑہانیکے لئے بنظر عمدہ جو جو دسائل

پہم پہونچائے ہین اونھین مین سے یہہ ایک مسئلہ وجود بھی ہے۔ نہایت
لطافت و پاکیزگی سے اپنے اصول کے اظہار کا جو طریقہ اکابران سلف نے
اختیار فرمایا ہے وہ کب اس قابل ہے کہ ہر کس و ناکس اوسکے سمجھنے کا اپنے کو
اہل قرار دے۔ اونکے اقوال اور اشعار نہایت سنجیدہ ہین ان ادق اور غامض
اوزان کے لئے ایسا ہی میزان ہی چاہئے جو لطافت سے ملا ہو۔ بلکہ لطیف و
الطف ہو۔ الغرض یہہ وہ مسئلہ ہے جسکا انکشاف مجرد الفاظ و عبارت کے
ملبوسات کے معاینہ سے ہونا نہایت مشکل ہی نہین محال ہے بلکہ یہہ وہ حروف
ہین جنکا ظرف استعارہ ہے اور الفاظ اسرار۔ یہہ وہ بیاض ہے جو چشم دل
مین سبزہ کی سواد اوگاتا ہے۔ اور یہہ وہی سواد ہے جو روح دماغ مین سودا
اوٹھاتا ہے کہین نور دیدہ افروز ہے تو کہین نار پردہ سوز۔ (ما شجر اخضر
لطہ ھم) یہہ اونھین محققون کا حصہ ہے جنکی قابلیت اور استعداد ایسے
عظیم الشان بوجھ کے اوٹھانیکی متحمل ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے کا یہہ ادنی
اثر ہے کہ اسکا (عالم) اہل دنیا کے روبرو ذلیل و خوار مانا جاتا ہے۔ یہہ کیسکا
جبہ ہوگا کہ محض ایک مسئلہ کے جاننے کے لئے جو وہ بھی ضروریات دین سے
نھین زمانہ سے ناکارہ ہو کر نشانہ ملامت بنے۔ ناکارہ ہونے سے یہہ مراد
ہے کہ اہل دنیا کی عقل اون سے سلب ہو جاتی ہے لوگ اونکو مجنون اور دیوانے
سے تعبیر کرتے ہین۔ بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے۔

کسی را درین بزم ساغر دہند   کہ داروی بیہوشیش در دہند

بات یہہ ہے کہ وہ کمالات دین حاصل کرنے مین سعی بلیغ کرتے ہین۔ اسلئے

عاقلانہ نجات کی راست تدابیرین اونکی رگون مین برقی تاثیر پیدا کرا کے اخروی
و دینی منازل مین تیز گام مستعد چست و چالاک بنادیتی ہین۔ اہل ایمان و اتقان
امورات دنیوی سے بے بہرہ ہوکر فیضان بارگاہ (لم یزلی) کی امیدواری مین
محویت پیدا کرنیکی کوشش مین اسباب عالم پر حقیر نگاہ ڈالنا بھی باعث خسران
سمجھے ہین۔ اپنے ذوق اور شوق وجدان حالت استغراقی مین لذات دنیوی
پر پشت پاتک مارنا عیب تو عیب گناہ کبیرہ تصور کرتے ہین۔ اون کا تو
یہہ قول ہے۔

از آخر کار عالم اندیشہ کنید ای سوختگان زماتم اندیشہ کنید
با قحبہ دنیا مکنید آمیزش عریان ہمہ تن شوید و شرمندہ کنید

دنیا مین اپنا کام یہی سمجھے ہوئے ہین کہ عبادات تہذیب نفس کے علوم حاصل کرکے
تقرب الی اللہ پیدا کرین۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ ذکواۃ۔ تلاوت
قران۔ ذکر۔ شغل۔ مین ہمہ تن مصروف آمرونواہی کے پورے
پابند سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل پیرو۔ کیونکہ وہ خوب سمجھے ہوئے
ہین اس حدیث شریف کو جو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (الحدیث
مَن اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَد اَحَبَّنِی وَمَن اَحَبَّنِی کَانَ مَعِی فِی الجَنَّۃِ) یعنے
جو شخص میری سنت کو دوست رکھتا ہے پس تحقیق وہ مجھکو دوست رکھتا ہے
اور جس شخص نے مجھے دوست رکھا پس وہ ہوگا جنت مین میرے ساتھہ اس
موقع پر سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

درین بحر جز مرد راعی نرفت گم آنشد کہ دنبال راعی نرفت

پس انھین لوگون کے لئے (الدنیا مزرعة الآخرة) واقعی دنیا انکے لئے آخرت کے سودا خریدنیکا بازار ہے۔ کسی شاعر نے اس موقع پر کیا خوب کہا ہے۔

آنانکہ باصل کار نیکو بینند ۔ کار این سو برائے آنسو بینند
زان گونہ کہ روئے جامۂ راخیاطان ۔ زین رو دوزند حسن زان رو بینند

اور یہہ خوبیان اوسوقت تک جمع نھین ہوتین جبتک علوم دینی سے کماینبغی بہرہ حاصل نہو اسلئے کہا گیا ہے کہ فقیہ تصوف نہ جانیوالا زاہد خشک ہے اور بے فقہ کے صوفی زندیق۔ جو لوگ کہ قرب خداوند عزوجل پیدا کرنے مین اپنے کو منہمک رکھتے ہین اونکا علوم دینی مین کامل اور اکمل ہونا شرط ہے۔ اسلئے علمائے باعمل اور محقق کہلائے جاتے ہین ورنہ ایسے دقیق مسائل کا حل ہونا جاہل اور عامی سے دشوار ہی نھین محالات سے ہے جہلا ہرگز ہادی اور رہبر نھین ہوسکتے جو باتین ان سے نکلین گی ضلالت اور گمراہی سے بھری ہونگی۔ کیونکہ جو علم سے عاری ہوگا وہ خدا اور رسول کے احکام کو کیا جانیگا۔ بقول سعدی صاحب کے ۔ (کہ بی علم نتوان خدارا شناخت) پس جو احکام کو نہ سمجھے گا وہ تابعداری کیا خاک کریگا۔ اور جو تابعداری نکریگا وہ گمراہ ہوگا۔ اور جو گمراہ ہوگا وہ (خسر الدنیا والآخرة) کا مصداق ہوگا جیساکہ سعدی علیہ الرحمتہ نے بوستان کے دیباچہ مین فرمایا ہے۔

کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند ۔ برفتند و بسیار سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسی راہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مپندار سعدی که راه صفا   توان رفت جز بر پئے مصطفےٰ

برخلاف ان بزرگان دین کے کہ جنکی ہدایت اور رہبری نے سارے عالم کو اپنے جانب مخاطب اور مطیع و منقاد بنادیا۔ جنکی تصنیفات اون کے عالم متبحر ہونے پر سارے عالم کو منا دیا پس یہی لوگ (اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ) کی تعریف مین داخل ہین۔ الغرض جب تو یہان تک مان لیا تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارا منصب نہین کہ اس مسئلہ کو صاف صاف تبلائین اسلیے کہ اسکا سمجھنا تیری سمجھ سے بہت پرے ہے۔ اسلیے (كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ) صاف حکم آچکا ہے پس ہم اشارتاً و کنایتاً بظاہر اتنا ہی تبلاتے ہین کہ جو لوگ بے سمجھے بوجھے اس مسئلہ کے عقیدے والون پر طعن کرتے ہین فی الجملہ بر مدعی ع ۔ اونکو جواب لکھا ہے اور مبتدیان راہ سلوک کا یہان دور ہیں۔ اگر خداے کریم کو منظور ہے اور وہ اپنے خزانہ غیب سے مدد دیگا۔ اور اوسکی بارگاہ بے نیازی اور رحمت نامتناہی سے امید ہے کہ وہ ضرور مدد دیگا۔ کیونکہ ہر ایک کام اوسکی رضا جوئی کا باعث ہے بشرطیکہ مقبول ہو۔ تو انشاء اللہ تعالے اصل مسئلہ وجود کی حقیقت اور اوسکے اسرارات اور رموزات اور حصول معرفت کو سلف کے طریقہ پہ ہدیہ ناظرین کرینگے اور ہم ناظرین سے اسکی معافی چاہتے ہین کہ اصل مطلب سمجھنے کے آسانی کے خیال سے جہان کہین تمہیداً بعض عبارتین لائی گئی ہین اگرچہ کہ وہ بظاہر غیر متعلق معلوم دینگی۔ مگر اسکا خیال رہے کہ مقتضاے بیان اور اصل جواب کے معلوم کرنیکو اوسکا ہونا ضرور تصور کیا گیا ہے جو خالی از مصلحت نہین پس اوسکے مطالعہ سے گرانی کو اپنے دلمین جگہ نہ دین۔ تاوقتیکہ کتاب کو کامل نہ دیکھ لین

ہر ہر جگہ اپنے خیالات کو پریشانی مین نہ ڈالین اور یہہ یاد رہے کہ اِس کتاب کی ترتیب
مین زیادہ تر اسکا خیال رکھا ہے کہ اہل عرفان کے اصطلاحات نہ لکھے جائین اسلیئے
کہ اونکے مضمون کا مفہوم نہایت غامض ہے جسکو ہر شخص سمجھنے کی قوت نہین رکھہ سکتا
اس کتاب مین صرف ظواہر پر بحث ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ کے معارف اور اسرار کی
نازک اور گہری باتین ہین جیسا کہ میرے چچا مولانا مولوی حضرت سید منور علیہ صاحب
حسینی المعروف غریب نے فرمایا ہے۔

نام شیرین سے مزہ نہ زبان پر آوے ‌ ‌ ‌ جو چکھا ہو مزہ وہی حلاوت پاوے

فصل اوّل

الغرض اکثر لوگ اس مسئلہ کے نسبت استدلال شرعی دہونڈنے مین بے فائدہ ناقابل
برداشت زحمت گوارا کرتے ہین۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ اگر مسئلہ وجود مین
نص صریح وارد ہوتی تو عام لوگ کب اِس عقیدہ کے پابند نکرائے جاتے بلکہ
کل مومنین اور مومنات پر فرض یا واجب۔ کا حکم ہو جاتا حالانکہ ایسا نہین ہے
اور حکمت الٰہیہ بھی اسیکے مقتضی تھی کہ جسکا جیسا ظرف ہو حسب استعداد دے سکتا ہے
(لا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا) اگر یہہ حکم عام ہو جاتا تو بارِ امانت سے
سر اوٹھانا مشکل پڑ جاتا۔ تفاوت مراتب رحمت عام و خاص کی تمیز مین مشکل واقع ہوتی
خاص لوگ ہی اِس حکم کے دایرہ مین گہرے ہوئے ہین۔

گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے ‌ ‌ ‌ پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے

ایسے باریک اور نازک باتون کی پابندی اونھین پر لازم ہوتی ہے جنکو مراتب

قرب مین سے کوئی حصہ نصیب ہوتا ہے۔ یہہ چشم دید بات ہے کہ امور
مملکت کے خاص احکام اور آداب شاہی جیسے وزرا اور مقربین کو معلوم ہوتے
ہین ایک ادنی پولیس کے سپاہی پر مراسم شاہی کا وتنا بار ہوتا ہے۔ اور نہ اون
خاص احکام سے وہ مطلع ہو سکتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ کسی کے دو لڑکے ہین
ایک طالب علم اور دوسرا شیرخوار۔ اور یہہ بدیہی بات ہے کہ طالب علم پر تحصیل علم
کا ہی بار رہیگا خانہ داری کے بوجھ سے اوسکو کوئی تعلق نہین اور شیرخوار تو ہر طرح سے
آزاد ہی ہے۔ اور یہہ بات کسکو معلوم نہین ہے کہ جسکے قوائے معدہ ضعیف
ہون وہ ثقیل اور بطی الہضم غذا کو ہرگز گوارہ نہین کر سکتا اور اگر کہا لیا تو اوسکے
حق مین وہ غذا زہر ہلاہل ہے جان جوکہون مین پڑ جائیگا۔ بہائیجان یہہ یاد رکہنے
کی بات ہے کہ جتنا قرب شاہی ہوگا وتنا ہی خوف و رجا کی زیادتی ہے ذرا ذراسی
بے اعتدالی اوسکے حق مین سمِ قاتل کی تاثیر رکہتی ہے۔ جیسے حضرت ذکریا علیہ السلام
کے سر پر آرا چلتے وقت حکم ہوا تہا کہ اگر اُف کروگے تو پیغمبرون کے زمرہ سے
تمہارا نام نکالا جاویگا۔ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے فراق مین نہ
رونے کی دہمکی دیگئی تہی۔ ذراسی لغزش مین یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین رہنا
پڑا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوستی کے پیرایہ
مین امتحان صدق ہوا۔ یہی حالت اولیا رکرام کی بہی ہے کہ ذرا ذراسی بات پر
اونکی نگاہ رہتی ہے۔ کہ کہین لغزش نہو اور دربار شاہی سے نکالے نہ جائین۔
باوجودیکہ زہد اور تقوے داخل شعار ہے۔ تسپر بہی خوف و رجا کے بار سے
دبے ہوئے رہتے ہین جب ہی تو (عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل) کی خلعت

سے ممتاز ہین ۔بہائیان بعض لوگ بزرگان دین کے اشعار اور احوال واقوال پر جو یہہ اتہام لگاتے ہین کہ یہہ لوگ شریعت مطہرہ کے پابند نہین ہین یہہ محض غلط ہے۔ جن احکام کی وہ پابندی کرتے ہین بہلا انصاف سے سچ تو کہنا کہ عام لوگ کب ایسے احکام کے مکلف کئے گئے ہین ۔اگرچہ کہ یقینی طور پر سب جانتے ہین کہ ہر ادنیٰ کی ذمہ داری سے اوساط اور اعلیٰ کی ذمہ داری بدرجہا بڑی ہوی ہے پس جان تو ایسے مطالب یہہ مسئلہ خاص لوگون کے لئے ہے نہ کہ عام کو اسکے سمجھنے کی ضرورت داعی کرائی گئی ۔بلکہ تاکیداً بزرگان سلف نے یہہ کہدیا ہے کہ عام لوگون مین ایسے مسائل کا ذکر کرنا ضلالت اور گمراہی کا پہیلانا ہے ۔عام جلسون مین ان باتون کے ذکر سے قطعاً ممانعت کردی ہے کیونکہ جب ایک عام حکم نہین اور خاص لوگون کے لئے بھی معاملہ راز ہے تو اوسکے لئے عامیون کا استدلال ڈہونڈنا محض زیادتی ہے ۔ہان اگر اس راز سے آگاہ ہونا غرض ہے تو تقرب شاہی کے اسباب پیدا کئے جاین تو ممکن ہے کہ دربارِ خاص کے امورات خاص سے بعضے امور اوس پر منکشف ہو سکتے ہین ۔ایعزیز یہہ خوب یاد رکھہ کہ جبتک اون بزرگان دین کی ذلہ برداری اختیار نکریگا اور وہ جس راہ پر چلاتے ہین نہ چلے گا ہرگز ہرگز اپنے مقصود تک نہ پہونچیگا ۔بہائیان تو جو استدلال چاہتا ہے تو یہہ تیرے سمجھہ کی غلطی ہے ۔کیونکہ استدلال تو علم حصولی کے لئے ہوا کرتا ہے عارفون کا علم علم حصولی نہین ہے ۔یہان تو علم حضوری ہے ۔اور علم حضوری کی تعریف ہی یہہ ہے کہ وہ محتاج استدلال نہو ۔بقول کسی کے (ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہے) "ہمین گوئی وہمین میدان" یہہ تو ظاہر ہے

کہ ہر شخص کو اپنے وجود پر علم حضوری ہوتا ہے۔ اوسکو استدلال کی ضرورت ہی کہان رہتی ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدت ازوی رو متاب

پائے استدلالیان چوبین بود پائے چوبین پر تمکین بود

پس اہل عرفان مسئلہ وحدۃ الوجود کو جو برحق سمجھتے ہین وہ حق پر ہین۔ انشاء اللہ آیندہ ہم اسکو کسی موقع پر بتلائینگے۔ یہان صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہین اور وہ یہہ ہے۔ کہ کوئی شخص جاہل۔ یا نصرانی یا یہودی آفتاب سے نظر چھپایا ہوا اور وہ یہہ کہے کہ چراغ اور سارا عالم ظلمت اور تاریک ہے تو لوگ اوسکو باور کرینگے استدلال اوس سے ہرگز طلب نکیا جاویگا بغیر استدلال کے بھی اوسکی تکذیب نہین کیجاتی تو اولیاء اللہ کے قول کا کیون اعتبار نہین کیا جاتا اور کیون استدلال مانگا جاتا ہے۔ کیا انصاف اسیکا مقتضی ہے کہ اہل اسلام اور صاحب قبلہ تو جھوٹے۔ اور مشرک یہودی یا نصرانی سچے باور کئے جائین حالانکہ ازروئے شریعت کافر کی شہادت مقبول نہین۔ پس العیاذ اولیاء اللہ سے بدظن نہو اور رہو تو نیکوکارون سے شاید نازل ہو تجھپر دہا نب سے اللہ غالب وبرتر کے۔

فصل دوم

بھائیجان۔ پہلے یہہ تو دیکھ لے کہ ازروئے لغت واجب اور ممکن کی مختصر تعریف کیا ہے۔ واجب کی معنی۔ دایم اور ہمیشہ۔ لازم۔ اور سزاوار ہو سکتی ہین۔ اور حکما کی اصطلاح مین یہہ ہے کہ وجود بقا مین غیر کا محتاج نہو اور وہ حق تعالیٰ

ہے۔ اور ممکن کی یعنی دست دہندہ اور پیدا شوندہ کی ہیں لغت ہی نے جب واجب اور ممکن میں فرق بتلادیا کہ واجب کیلئے قدم ہے اور اولیت میں ایک ہی ذات ہونا چاہیئے اور وہ حق سبحانہ تعالےٰ عزوجل کی شان ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سی ہے اور ہمیشہ رہیگا ممکن تو پیدا شوندہ اور حادث ہے۔ فنائیت اسکا لازمہ ہے واجب اپنے بقائے وجود میں محتاج غیر نہیں۔ اور کُل عالم کے حق میں معطی ہے ہمہ وجوہ ساری عظمت اور استغنا اوسیکے لئے ہے۔ اور ممکن کے پیچھے صدہا محتاجیان ہاتھ جھاڑ کر ساتھ لگی ہیں۔ محتاجیوں کے علاوہ ہزارہا اونکی حرات اور قید کی مصیبتوں میں مبتلا۔ بھوک۔ پیاس۔ مرض۔ موت۔ بول و براز وغیرہ۔ العزیز باوجود لاگنتی محتاجیوں کے کوئی اپنے ہی وجود ہونیکا دعوےٰ کرے تو اوس سے بڑھکر کوئی ناوان نہیں۔ عام محاورہ پر نظر ڈالی جاسے تو بالعموم کروڑ روپیہ رکھنے والے کے مقابل میں ایک روپیہ رکھنے والے کو کوئی مالدار نہیں کہتا۔ بقول کسیکے ننگا لچا۔ گھڑی نہ بچہ کوئی تعقفس کتناہی شاہ زور کیوں نہو بادشاہ سے مقابلہ کرنا چاہے تو اوسے پاگل اور مجنون کہتے ہیں پہلوان کے مقابل میں ضعیف کو کہتے ہیں کہ کچھ حال نہیں۔ حالانکہ نسبت روپیہ کی روپیہ سے۔ بادشاہ کی شاہ زور سے۔ پہلوان کی ضعیف سے نسبت نوعی موجود ہے۔ بہائیجان نسبت کے مساوی ہولنے سے منسوب اور منسوب علیہ کا برابر ہونا ضرور نہیں۔ تساوی نوعی سے مراتب شخصی کا برابر ہونا لازم نہیں آفتاب کے مقابل شمع کا وجود نہیں۔ جب عالم ہی میں نسبتوں کے لحاظ سے ایکدوسرے کی نفی کیجاتی ہے تو جب جاسے کہ ربّ العزت کے وجود کے مقابلہ میں

مخلوق کے وجود کی مساوات کیونکر جایز ہوگی۔ متکلین کے نزدیک وجود کے مفہوم سے جو متبادر ہوتا ہے وہ صحیح نہین صوفیا رکرام کے نزدیک جو شئے اپنے وجود مین غیر کی محتاج ہے دراصل اوسکے لئے وجود ہی نہین کھتے کیونکہ اونکی نظرون مین سوائے واجب الوجود یعنے وحدۃ الوجود کے اور کوئی غیر نہین ہے جیساکہ نظامی گنجوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

چو سلطان عزت علم برکشد جہان سر بجیب عدم درکشد

اولیاراللہ کے نزدیک جہان اللہ کا نام آیا ماسوا اوسکی ذات مطلق کے اور کچھہ باقی نہین رہتا۔ العزیز یہہ مسئلہ نہایت نازک اور ایک بہت بڑا بھید ہے حال قال مین نہین آتا۔ جو کچھہ بیان ہوا وہ سب اسباب ظاہری پر ہی اصل مطلب سمجھہ سے بہت دور ہے۔ بمصداق اسکے۔

(قلندر آنچہ گوید دید گوید) العزیز تو طلب کر راہ راست کو اللہ بزرگ و برتر سے شاید نازل ہو تجھپر اوسکے جانب سے رحمت۔

فصل سوم

اے میرے پیارے دوست۔ جب تو واجب اور ممکن کو معلوم کرلیا تو اب واجب الوجود اور ممکن الوجود کو بھی سمجھہ لے۔ واجب الوجود کی معنی از روے لغت (ذات از مقتضی وجود او باشد) چنانچہ (ذات بارے تعالیٰ) کہ ذات او محتاج غیر نسیت۔ ممکن الوجود کی تعریف یہہ ہے کہ وجود اوسکا ضروری ہو نہ عدم اوسکا ضروری ہو اور یہ بالواسطہ ہے جیسے مخلوقات۔ پس یہین سے ہم اپنے مطلب پر آتے ہین۔ صوفیا رکرام نے

دیکھا کہ وجود عالم کی باگ خداوند عالم کے ید قدرت مین ہے۔ اوسکے ارادۂ ایجاد
سے یہہ تمام کارخانہ پردۂ عدم سے جلوۂ شہود مین آیا۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ
نے فرمایا ہے۔

بامرش وجود از عدم نقش بست کہ داند جز او کردن از نیست ہست
دگر رہ بکتم عدم در برد وز انجا بصحرای محشر برد

معہذا اوسکے ارادہ فنا سے عدم ہو جائیگا۔ پس جس شئے کا عدم اور شہود مساوی
ہے وہ دراصل عدم ہے جو کچہہ شہود برائے نام ہے وہ عاریتاً ہے۔ دیا۔
دیا۔ نہ دیا۔ نہ دیا۔

ہر صورت دلکش کہ ترا روئے نمود خواہد فلکش زود ز دست تو ربود
رو دل بکسی دہ کہ در اطوار وجود بودست ہمیشہ با تو خواہد بود

اسلیئے وہ کہتے ہین کہ وجودِ عالم فانی اور نیست اور عدم محض ہے۔ اور اللہ باقی
اور قایم اور دایم ہے۔ اسے ظاہر ہین ممکنات کے وجود کا فی الخارج ہونے پر
جو تجھے استدلال ہے یہہ صحیح نہین اسوجہ سے کہ وہ بخود نہین محتاج بغیر ہین چونکہ
وجود او رہستی سارے عالم مین مشترک پاتا ہے اسلیئے تیرے ذہن مین یہہ بات
جمگئی ہے کہ ممکنات کا بھی وجود ہے۔ اور یہ بات تونے سمجھہ لیا ہے کہ وجود
اور حقیقت عالم دونون بھی ایک ہی ہین حالانکہ اوسکی حقیقت اوس سے علیحدہ
ہے۔ اور حقیقت سے ہماری مراد وہ ہے کہ اوسکی وجہ سے ہم آپسمین متمیز ہوتے
ہین۔ الغیر نزکیا بظاہر وجود اور حقیقت ممکنات مین کوئی ایسا ارتباط پاتا ہے جیسے
زوجیت مین عدد اثنین کا۔ زوجیت تو اوسی کو کہتے ہین کہ دو ٹکڑے مساوی

بلا کسر برابر نکلین اور یہہ بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ عدد مفروض چند اثنین کا مجموعہ ہو جیسے
دو۔چار۔ آٹھ بات یہہ ہے کہ زوجیت سے اثنین کا پیچھا کسی صورت سے بہی ذہن
مین ہو یا خارج مین چھوٹتا ہی نہین۔ یا نور اور حرارت آفتاب سے ربط یا پانی کی سردی
کہ اوسکے وجود کے ساتھہ ساتھہ ہے کوئی دعوے کر سکتا ہے کہ اس قسم کا ارتباط اشیاے
عالم کے وجود اور حقیقت مین ثابت کرے اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو ممکن کی
شرایط مین سے نہین ہے۔ جب یہہ نہین ہو سکتا ہے تو بیشک صوفیہ نہایت
واجبی پر ہین کہ واجب الوجود کے سوا اور کسی کو موجود کی تعریف مین نہین لیتے
اگرچہ یہ مطلب حضرات صوفیہ کا نہایت نازک اور ادق ہے لیکن ظاہر بہی تو
خلاف معلوم نہین ہوتا۔

ہان کسی کو اگر یہہ اعتراض ہو کہ عدم ہی کے جانب کیون جزم کیا گیا شہود
کے جانب کیون نہین میلان کیا جاتا۔ تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ وجود عالم
کے دونون جانب فنا ہے یعنے اول و آخر عدم ہی عدم ہے تو غلبہ عدم ہی
کے جانب ثابت ہے۔ بہائیان۔ عقلا اور حکما جنکو کلی مشکک کہتے ہین
جب اوسپر اعتراض نہین اور اونکے سمجہائے ہوئے قاعدہ کو مان لیتے ہین۔ تو
صوفیہ ولو بالفرض اگر اوسکو موہوم و متخیل کہین تو اوس قاعدہ سے تو وہ بہی
قابل الاعتراض نہونگے۔ اصل مین بات یہہ ہے کہ اہل باطن نے جو شئے دراصل
عدم محض ہے اوسکو عدم ہی سمجہا۔ کیونکہ بمقابلہ واجب الوجود کے ممکن بمنزلہ
لاشئے کے ہے بمصداق اسکے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(اصدق القول قول اللبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل)

ایعزیز معرفت الی اللہ مین فلسفہ کے عقاید کے تابع نہو۔ اور دھونڈ تو اون لوگون کے سینون سے جو اللہ والے ہین۔ شاید کھلین دروازے رحمت اور بخشش کے تجپر جانب سے تیرے رب کے۔

فصل چہارم

ایعزیز۔ اجماع کو ادلہ شرعی سب اہل سنت جماعت مانتے ہین تو مسئلہ وجود بھی توکب خارج از اجماع ہے۔ کیا یہہ سچ نہین ہے کہ ماہران فن نے اسرارات دین کے علم کو اس حد سے نکالدیا ہے کہ اسمین کلام اجماع امت کے خلاف سمجہا جاوے۔ سلف سے خلف تک اولوالعزم اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا برابر اجماع چلا آرہا ہے۔ علمائے ظواہر کا مسائل ایمان اور اعمال مین جسطرح اجماع ہے۔ ایسا ہی علمائے باطن کا بھی اس مسئلہ کے حق ہونے مین اجماع ہے۔ کسی کو کلام ہے تو کتب ہائے صوفیہ اس مسئلہ کے اجماع ہونے پر مملو ہین۔ ایعزیز۔ باوجود سواد اعظم ہونیکے اوس سے روگردانی کرنا محض زیادتی ہے۔ ہان اگر کوئی سوال پیدا کرے کہ صرف صوفیہ کی ایک جماعت نے اس مسئلہ کو مانا ہے۔ باقی خلاف مین ہین۔ تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ سائل پر یہہ کہان سے کہلا کہ سبکو خلاف ہے ہان بعض متکلمین اور وہ بہی علمائے متاخرین ہین جو اس مسئلہ مین ساکت ہین۔ اون کے سکوت کو خلاف سمجہہ لینا یہہ تو نری غلطی ہے۔ علاوہ اسکے کوئی عالم ہرگز ایسا سوال نکریگا۔ کیونکہ وہ خود جانتا ہے کہ شرعی مسائل بہی ایسے ہین جن مین اکثر علما کو اختلاف ہے۔ اور وہ

بھی احتمال ہین تب بھی ایک علماے متبحر کی معتد بہ ٹکڑی نے ادن پہلوؤن کو عمیق نظر سے غور کرکے مفتی بہ مسئلہ کردیا ہے جبکو بڑی جماعت نے تسلیم کرلیا تو اب جمہور کا اتفاق ہوگیا! اور یہی سواد اعظم ہے۔ پس اب طالب ہوجا تو ادن نجات مانگنے والون سے شاید ہوجاویگا تو رستگاری پانے والا۔

فصل پنجم

ایعزیز۔ تجھے وحدۃ الوجود کے ہونے مین اشکال سے ہے شاید تو عالم موجودات کی ماہیئت ڈہونڈا چاہتا ہے تو یہہ جان لے کہ اِس عالم مین بجز طبیعات یا فلکیات کے اور کچھہ نھین ہے۔ اور طبیعات دو حال سے خالی نھین یا تو وہ بسیط ہونگے یا مرکب اور مرکبات نباتات ہون گے یا حیوانات اور یہہ سب کے سب صرف جسم ہی جسم ہین۔ مگر روح کی قوت نے اِن مین تحرک و فعل اور انفعال پیدا کرادیا۔ اسلئے ارواح اور اجسام یعنے جسم مع الروح کو بذات خود قایم جانکر انکو جواہر کہا جاتا ہے۔ لیکن انصاف اسی کا مقتضی ہے کہ درحقیقت روح جوہر ہے اور جسم عرض ہے۔ اور یہہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اعراض وہی ہوتے ہین جو تابع وجود ہوتے ہین اور بذات خود قایم نھین ہوتے اور یہی تشخصات ظاہری اور تعینات کہلاےجاتے ہین۔ المختصر موجودات عالم مین یا تو اعراض ہونگے۔ یا جواہر۔ اور تمامی جواہر اعراض سے خالی نھین۔ اور اعراض دراصل حادث ہین تو جواہر کا بھی حادث ہونا ثابت ہے۔ یہانتک بات تو یہہ ہے کہ سب سے پہلے انسان کو اپنی خبر ہوتی ہے تو بعد غیر کا علم ہو جو شخص

اپنے کو نہین جانا وہ غیر کو کیا جانیگا۔ اسکی تو یہہ حالت ہے کہ وجود مین آنے سے پہلے عدم تھا پیدا ہونے سے پہلے اسکو نہ کسی نے دیکھا اور نہ کسی کو اسکا علم تھا۔ جب نطفہ تھا تو اسکو نہ کوئی عورت کہتا تھا نہ مرد۔ پیدا ہوا اور اگر عمر طبعی پاتا ہے تو چندے شیر خوار بھی رہا۔ آگے بڑہکر جوان کہلایا نہ تھا کہ جٹ سے بڑہاپا وارد ہوا اور ساتھ ہی اجل کا شکار ہو کر پردۂ عالم سے صدہا حسرتون اور مایوسیون کے ساتھ پھر غیب ہو گیا۔ اور غیب بھی ایسا کہ پتا ہی نہین بقول کسی شاعر کے۔

یاران و عزیزان بسر خاک من آیند ۔۔۔ وز خاک بہ پرسند نشان واثر من

گر خاک جہان جملہ بغربال بہ بیزند ۔۔۔ حقا کہ نیابند نشان واثر من

یعنے کبھی عدم تھا۔ پھر ظہور ہوا۔ پھر عدم ہو گیا۔ گویا دو عدمون مین ایک قلیل زمانہ اسکے ظہور کا ہے۔ اس انتصال اور انفصال آمد و شد وغیرہ کے معاینہ سے ہر ذیعقل تمیز کریگا کہ عالم متغیر ہے۔ جو متغیر ہے وہ حادث ہے جو حادث ہے وہ فانی ہے۔ اگرچہ کہ یہہ مسئلہ حکما کا ہے زمانے کے حدوث اور فانی کے قائل ہین پہر بھی عالم کے وجود کا اقرار کر کے ممکن الوجود کہتے ہین یہہ اون کی غلطی ہے۔ جب عالم حادث اور فانی ہے تو دراصل عالم عدم ہے کیونکہ فنا عدم کی صفت ہے۔ اور یہہ بھی اونھین کا مُسلّمہ مسئلہ ہے کہ معدوم کبھی کوئی صفت مین داخل نہین ہو سکتا۔ شاید اسلئے صوفیۂ کرام نے وجود عالم کا وجود دراصل عدم ہے نفی کر کے واجب الوجود کے وجود حقیقی کا یقینی طور پر اثبات کر لیا ہے جو نہایت صحیح ہے۔ بمصداق اس آیۂ کریمہ کے (کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ)

ترجمہ۔ یعنے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے مگر منہ اوسکا یعنے مگر (اللہ) پس

اے طالب ہو جا تو نجات مانگنے والا اپنی جان کے لئے ۔

فصل ششم

الغرض - فن حدیث کی تدوین مین - یزید بن ہارون - یحیی بن سعید - قطان - احمد
اسحاق - بخاری - مسلم - ابوداؤد - دارمی - عبداللہ بن عبید - ابن ماجہ - ترمذی
نسائی - دارقطنی - بیہقی - خطیب - دیلمی - امام مالکؒ - محمد بن یحیی - زہری علامہ
زرقانی - حافظ ابن عبدالبر ملا علی قاری - ابو احمد بن عدی - حافظ ابن حجر -
یحیی انصاری - ابن صریح - رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم سے سند حدیث لینے مین بہت
شوق سے دوڑتے ہین - اور محدث کے شرط پر جسکو اونہون نے مفید یقین اور
مفید ظن قرار دے لیا ہے بجان و دل قبول کرینگے ذرا بھی عذر نہین کرتے
اگر کسی نے تحقیق پر کمر باندہی تو اس سے زیادہ اور کیا دیکھا جاتا ہے کہ متواتر احاد -
غریب - عزیز - مشہور - وغیرہ اقسام مین غور کرینگے - اس سے بھی زیادہ کوشش
کرینگے تو یہی کرینگے کہ ہر زمانہ و ہر طبقہ کے راویون کی تعداد پر نظر ڈالینگے - کہ آیا
ایک ہے یا دو - یا تین - یا اس سے زیادہ - راویون کے ثقہ اور غیر ثقہ کی چھان
بین کرینگے - اور حدیث کے صحیح اور سقیم کا قیاس کرینگے - مگر اونہین محدثون کے
طریقہ پر جسکو کہ اونہون نے بتلا دیا - اگرچہ کہ اون محدثون نے حدیث کے
جمع کرنے مین صرف منصب خزانہ داری ہی اختیار کی ہو - فن صرافی یا جوہری کا
کام نفرمایا ہو - اس بیان سے یہہ غرض نہین ہے کہ وہ لوگ مطلق فن جوہری سے
ماہر ہی نہ تھے - اگرچہ کہ اون محدثون کی گردن سے بھی تقلیدی طوق نہین نکلا

ولو بالفرض کوئی اِسکے ثابت کرنے مین محنت بھی اوٹھاے تو بیکاری سی خالی نہوگا۔
تاہم دائرہ تقلید سے کسی محدث کا باہر آنا بمشکل ظنی طور پر ثابت بھی کیا جاوے تو وہ محض
اوسی محدث کی ذات کے لئے ہوگا۔ کیونکہ اوسکی شرط پر اونکے یقین سے نے
اجتہادی قوت کو شخصی طور پر منحصر کرلیا ہوگا۔ شخصی اجتہاد کا حکم عام نہین ہوسکتا
گو وہ تقلید سے نکل بھی گیا ہو اور وہ خود بھی مجتہد ہو تو بھی یہی کہا جائیگا کہ مجتہد
فی المذہب ہے۔ اوسکے قواعد اجتہادی مجتہد مستقل ہی کے اصول پر ہونگے
ہان بات بہت دور جاتی ہے۔ جب کسی حدیث کے تسلیم کرنے مین محدثون کے
مقلد بنکر بھی اصول یقینی طور پر مان لیا گیا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے
کہ مسئلہ وجود سے کیون انکار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی تصدیق مین کثرت
سے راوی موجود ہین۔ اور ہر طبقہ مین برابر اسکی تصدیق چلی آرہی ہے۔ اور
راویون کا تقویٰ وغیرہ اصولی طور پر قانون رجال کے مطابق صحیح ہے۔ محدثون کا
اختلاف اونکی شرط پر حدیث لینے مین تو ظاہر ہے۔ باوجود اسکے کہ یہان
اختلاف کا شبہہ تک نہین پھر اِس سے انکار کرنا محض زیادتی نہین تو اور کیا
ہے۔ جیسے ایک حدیث کے بیان کرنے مین راویون کا سلسلہ دایرہ مستقیم
(یعنی شارع علیہ السلام) تک پہونچایا جاتا ہے۔ ایسا ہی مسئلہ وحدۃ الوجود کے
حق کہنے والے بھی برابر اپنے سلسلہ کو بغیر تفاوت کسی زمانے کے حد مستقیم
تک پہونچاتے ہین۔ دیکھو شجرہ ہاے اہل عرفان رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ فن
فقہ مین ایمہ اربع رحمت اللہ علیہ کے جانب بلا غل وغش رجوع ہوتے ہین
آیات قرآنی کی تفسیر سمجھنے مین مفسرون کے جانب مائل ہوتے ہین۔ تو بھائیجان

ایساہی اولیار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جانب مسائل عرفان لینے مین کیون نھین اپنے کو رجوع کرتے۔ جیسا علمائے ظواہر نے ایمان اور اعمال مین قرآن اور حدیث سے اجتہاد کرکے ہتک احکام پہونچائے ایساہی علمائے باطن نے احسان اور اخلاص کے باب مین اپنے منصب کو ادا فرمایا۔ علمائے ظاہر نے تو ظاہر معنون پر اعتبار کرکے اجتہاد کیا۔ اور اونھون نے اپنی قوت اجتہادی خرچ کرنیکے علاوہ مشاہدات اور مکاشفات کو قرآن اور حدیث پر عرض کر دینیکے بعد بتلادیا کہ فلان فلان مسائل تصوف قرآن اور حدیث کے فلان فلان آیات سے استنباط کئے گئے ہین۔ ایعزیز تو یہہ کہیگا کہ قرآن اور حدیث کا صرف نام ہی نام لیا جاتا ہے ایک آیت بھی تو نھین بتلائی گئی۔ بھائیجان۔ ہر شخص کا شبہہ اوسوقت تک رفع نھوگا جبتک کہ صوفیۂ کرام کی تصنیفات کو کسی ماہر فن سے بلاتعصب دیکھے۔ ورنہ جھگڑنے کے لئے تو ہزارہا اعتراض موجود ہین۔ پس ایعزیز حالت اضطرار کو ترک کردے اور ہوجا تو صبر کرنے والون سے اور اللہ صابرون کے ساتھ ہے۔

فصل ہفتم

بھائیجان۔ مجموعۂ اعراض اور جواہر کا نام عالم ہے۔ اسکی تقسیم دو طرح پر ہوئی ہے ایک تو عالم شہادت ہے جسکو عالم سفلی کہتے ہین۔ عالم محسوس۔ عالم ظلمانی۔ عالم خلق۔ وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ دوسرے عالم غیب ہے۔ جسکو عالم علوی۔ عالم ملک۔ عالم ملکوت۔ عالم معقول۔ عالم نورانی۔ عالم امر وغیرہ بھی کہتے ہین۔ عالم غیب عالم لطیف ہے۔ کمیت کیفیت۔ مقدار وغیرہ اسمین پائے نھین جاتے اور

نہ یہہ لایق تجزی ہے - اور عالم شہادت اوسکو کہتے ہین جس مین جسم پایا جاوے
کمیت کیفیت مقدار سب موجود ہون - اور لایق تجزی ہی عالم ہے - جہات
فوق - تحت وغیرہ اسی جسم کے نسبت کہا جاتا ہے - وجود کا لفظ عالم پر بولا جاتا ہے
اور عالم دو حال سے خالی نہین - یا عالم امر ہوگا - یا عالم خلق مگر چونکہ یہان ہمکو
صرف عالم اجسام سے گفتگو مقصود ہے یہہ یاد رہے کہ اجسام ہی مین اجسام لطیف بھی
ہین - اسلیئے ہم کہتے ہین کہ عام طور پر وجود اوسیکو کہتے ہین کہ خارج مین ایک شئے
موجود ہو - اور عقل اوسکا ادراک کرے - جیسے زمین آسمان - حیوانات وغیرہ -
العزیز جب تو یہہ جان لیا تو اب یہہ معلوم کر کہ جسمین کمیت - کیفیت - مقدار پائی جائیگی
وہ محدود بالمکان بھی ہوگی - یعنے اپنے احاطۂ وجود مین دوسرے کسی وجود کا حلول
یا سریان قبول نکریگی - جو شئے ذو مقدار ہوگی وہ اپنے وجود مین غیر کے وجود سے
کم و بیشی مین تفاوت بھی رکھیگی - چونکہ ترکیب جسم مین بعضے ضعیف اور کثیف پائے جاتے
ہین اور بعضے لطیف اور قوی بھی پائے جاتے ہین - جو شئے ضعیف ہوگی قوی کے
مقابلہ مین اوسکا شمار نہین کیا جاتا جیسے شیر کے مقابلہ مین لومڑی - اور ہاتی کے
مقابلہ مین پشہ گو جسم دونونکا ہے مگر شیر کو لومڑی پر غلبہ ہے - اور ہاتی کو پشہ پر -
اور یون بھی ہوتا ہے کہ ہاتی کا جسم اگر عارض ہو جائے تو پشہ کو خارج مین قوت
باصرہ محسوس نکریگی - اور یون بھی ہوتا ہے کہ بندوق کے مقابلہ مین توپ قوی
ہے - بندوق اور توپ وقت واحد مین چھوڑے جائین تو بندوق کا آواز
بالکل محو ہو جائیگا اگرچہ کہ کان مین ہر آواز کے سننے کی طاقت ہے - مگر چونکہ
توپ کو بندوق پر غلبہ ہے اسلیئے توپ کے آواز کے مقابلہ مین بندوق کا

آواز کالعدم ہو گیا۔ حالانکہ صدور آواز مین دونون کا فعل تساوی ہے غلبۂ
دہل مین آواز بربط کہان معلوم ہوتی ہے۔ لہسن کی بدبو کے مقابلہ مین عنبر مشک
عبیر کی خوشبو گم ہو جاتی ہے۔ اور یہہ تو مشہور مثل ہے کہ (نقارخانہ مین طوطی کا
آواز کہان) اور یون بھی ہو سکتا ہے کہ تم جغرافیہ دان سے کرۂ ارض کو پوچھو تو
وہ ایک دائرہ بھی کہینچ کر بتلائیگا۔ اور تقسیم چاہو تو صرف۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ
امریکہ۔ ہی بتلادیگا حالانکہ ان حصتون مین بڑے بڑے ملک اور شہر۔ بر اعظم۔
اور بحیرہ۔ جزائر۔ سمندر۔ خلیجین۔ پہاڑون۔ ابناؤن کا ٹہکانہ نہین۔ دور کیون جاؤ
یانگشی کیانگ (۲۰۰۰) انڈس (۱۸۰۰) ایشیا مین۔ یا والگا (۲۲۰۰) یورپ مین۔
نیل (۴۰۰۰) افریقہ مین یا مسوری مسی سپی (۴۳۸۰) میل امریکہ شمالی مین دریا مین
بہتی چلی گئی ہین۔ تو کیا انصاف یہہ نہین بتلاتا کہ اتنی طولانی دریاؤن مین ہزارہا
ندی نالہ شامل نہ ہوتے ہون گے۔ ضرور ہوتے ہین مگر کوئی اونکا نام تک نہین
لیتا۔ بات یہہ ہے کہ ایک حد معینہ اور حصۂ محدود تک گو وہ ملنے بھی جاتی ہون
مگر جب اون نامی گرامی مشہور دریاؤن کا قرب ہوا گیا اونکا نام و نشان مٹ
جاتا ہی۔ سمندرونکو دیکہو تمام دنیا بہر کا پانی کہنچا ہوا دریاؤن مین گرتا ہی۔ مگر کہین
یہہ نہین سنا گیا کہ فلان دریا کا یہہ سمندر ہے۔ اور یون بھی ہو سکتا ہی کہ جو شئے
محدود ہو گی وہ کسی کا جز ہو گی یا کسی مین سمائی ہو گی۔ ایک شئے محاط ہو گی تو دوسری
شئے اوسکی محیط۔ جو شئے محیط ہو گی شئے محاط کے وجود کو محسوس ہونے نہ دیگی گو
شئے محاط کا بھی وجود ہو۔ مگر عموماً شئے محیط کا ہی نام لیا جاتا ہے۔ شئے محاط کا
کوئی ذکر نہین کرتا جیسے مکان حالانکہ مکان مین صدہا اشیا موجود ہوتے ہین مگر

نام مکان ہی کالیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ مکان کے کل اشیاء اندرونی کو مکان کا جسم محیط ہو گیا ہے۔ دیکھنے والون کی نظرون مین صرف مکان ہی محسوس ہو گا معہذا کل مخلوقات یعنے نباتات۔ حیوانات۔ زمین وغیرہ سبکو آسمان احاطہ کئے ہوئے ہے اور آسمان دوم آسمان اول پر محیط ہے علی التسلسل جمیع مخلوقات مخلوق اعظم یعنے عرش برین کے احاطہ مین ہے۔ اور یہہ قاعدہ ہے کہ محاط اور محیط کا تمیز اوس سے علحدہ ہونیکے بعد ہوا کرتا ہے۔ چونکہ ہم زمین سے علحدہ نہین ہین۔ اسلئے آسمان کا زمین پر محیط ہونا محسوس نہین ہوتا۔ ہان زمین اور آسمان سے جدا ہونیکی صورت مین قوت مدرکہ ضرور تمیز کریگی کہ زمین محاط ہے اور آسمان اوسکا محیط۔ یا خداوند عزوجل جسکو چشم بصیرت عنایت فرمایا ہے۔ ایغیر ہر شئے کے لئے اول ہے تو آخر بھی ہے ابتدا ہے تو انتہا بھی ہے۔ پس ہمارے اور تمہارے وجود کا سلسلہ ضرور کہین نہ کہین ختم ہونا چاہئے۔ ورنہ دور تسلسل لازم آئیگا جو محال ہے۔ پس ایسے وجود پر سلسلہ ختم ہونا چاہئے جو احد ہے۔ فصل خارجیہ۔ صورت حسی۔ جسم۔ اور عوارض جسمی سے منزہ ہو۔ جیسا وہ اپنے وجود مین وحدہ لاشریک لہ ہو ویسا ہی جمیع صفات مین بیمثل اور بے مانند ہو۔ یعنے کلیتاً اوسکے صفات غیر محدود ہون۔ پس ایسا وجود خداوند عزوجل جلشانہ کا ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ بلا وجود ایسے وجود کے کوئی شئے کبھی ظاہر نہین ہو سکتی۔ ہان جب اشیاء عالم مین یہہ قدرت ہے کہ غیر کے وجود کو اپنے احاطۂ وجود مین آنے نہین دیتے۔ اور ایک دوسرے کے لئے محیط ہوتے ہین تو بدرجۂ اولی اوس بیچون وبیچگونہ مین یہہ صفات کما ہیہ ہونی چاہئین ورنہ اوسکی ذات پاک کے لئے عجز اور جہل لازم آئیگا اور یہہ محال ہے

ایعزیز اس بات کے تسلیم کرنیکے بعد یہہ یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ ثانی وجود احاطہ وجود یا خارج از احاطۂ وجود مین ہونا محال ہے۔ جب ایک ایسا وجود محیط بان لیا گیا تو اب اوسکے باہر کونسی جگہہ رہی جو اور کا وجود آسکے ورنہ اجتماع ضدین لازم آئیگا اور یہہ محال ہے۔ صوفیا کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مفہوم نہایت غامض و بہت نازک ہے۔ مگر بظاہر وجود صرف واجب الوجود واحد حقیقی کے لیے تسلیم کرتے ہین ماسوائے اوسکے دوسرا کوئی وجود انکے نزدیک نہین ہے صحیح اور قابل قبول ہے اور ہونا ہی چاہیے۔ چونکہ جب اونہون نے اپنے نزدیک خداوند عز و جل ہی کے لیے وجود قرار دے لیا جو حقیقتاً وجود اوسیکی ذات لائدرک کے لیے سزاوار ہے تو پہر عالم کا وجود وجود ہی نرہا۔ اور آیت کریمہ ہی یہی بتلائی ہے (اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ) ایعزیز برانہ جان تو طریقہ کو اولیاء اللہ کے شاید مدد دیجاوے تجھکو اپنے رب کے جانب سے۔

فصل ہشتم

ایعزیز۔ اہل دل نے مسئلہ وجود سے نری توحید ہی توحید کا ثبوت کیا ہے یعنے توحید حقیقی کو کامل طور سے سمجہا ہے جو تنزیہ ہی تنزیہہ سے مملو ہے۔ جن لوگون نے معتقدین مسئلہ وحدۃ الوجود پر شرک کا اتہام لگایا ہے۔ اور من گہڑت باتین اپنے ذہن کی تراش سے نکالکر کہتے ہین کہ وجودیہ کا یہہ مسلک ہے کہ لوگ جسکو خلق کہتے ہین وہی حق منزہ ہے۔ چونکہ ساری مخلوق ایک ہی چشمہ سے نکلی ہے بلکہ وہ خود عین واحد ہے۔ یہہ محض بغض ہے۔ افسوس۔ ناحق بزرگان دین اولیا اللہ

اتہام لگانے گیا اونکا دل شرم نہین کرتا۔ الغرض اہل وجود توتوحید اسلامی کو خوب سمجھے ہوئے ہین۔ مجرد زبان ہی سے اقرار نہین کرتے تصدیق بالقلب کے ساتھ ارکان سے عمل بھی کرتے ہین۔ فطرت الٰہی کے موافق صانع مطلق کے وجود حقیقی پر ایمان کامل رکھتے ہین۔ خداوند عز وجل کو اوسکے تمام صفات کمالیہ سے پہچانتے ہین طریقہ سلف کے موافق ایمان مجمل مع المفصل پر اعتقاد کلی رکھتے ہین۔ اولہ عقلیہ سے استدلال یا براہین فلسفہ پر مطلق نظر نہین ڈالتے۔ اسباب اور وسایط اسباب پر شمہ برابر بھی التفات نہین کرتے۔ کل امور کو منجانب اللہ دیکھتے اور سمجھتے ہین۔ (قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ) خیر و شر نفع و ضرر سب اوسیکے جانب سے جانتے ہین۔ اللہ کے دوستون کو دوست اور اوسکے مکروہ کو مکروہ رکھتے ہین (لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا) کے معنی سمجھکر عمل پیرا ہین۔ ذات اور صفات اور افعال مین کسیکو اوسکا شریک نہین سمجھتے۔ بات تو یہہ ہے کہ وہ کیون خلاف مرضی اپنے مولا کے کرنے چلے۔ وہ جاہل نادان تو ہین نہین جو ایسا کرینگے (حاشا وکلا) اور یہہ بھی تو نہین کہ وہ محض علمائے ظواہر سے ہون۔ بلکہ علمائے باطن بھی ہین۔ دونون علوم کے جامع ہونیکے علاوہ باعمل بھی ہین۔ اور اللہ صاحب کے اوس حکم سے (وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ) یعنے اگر تم شرک کروگے تو تمھارے عمل اکارت جاینگے اور تم خاسر ہوجاوگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین اس حکم کو دیکھکر ہمیشہ خوف ورجا مین رہتے ہین۔ کیا معترضین بھی نہین جانتے کہ ولی کی معنی دوست کی ہین دوستی جب ہی ہوتا ہے کہ دوست کا خلاف نکرے۔ شرک سے کوسون

دور بھاگنا انھین بزرگوارونکا کام ہے۔ ہان بحث دور جا پڑی۔ شرک سے بڑھکر کوئی گناہ نھین۔ خداوند کریم اس بلائے بد سے کل مومنین اور مومنات کو بچائے آمین یارب العالمین۔ بھائیجان پہلے ہم تجھے شرک کی باتون سے ایک بات بتلاتے ہین اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ شرک کے اقسامون کا ہمنے اسی جملہ ہین انحصار کر دیا ہے۔ عقاید کی کتابون سے ضرور اپنے مقصود کو ٹٹول اور تشفی حاصل کر فرمایا رب العزت نے (قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ) **ترجمہ**۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے سورۂ لقمان مین۔ جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اوسکو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اوسکا بڑی بے انصافی ہے) العیزبزاللہ کے حق کو اوسکے مخلوق کے حوالے کرنا اس سے بڑھکر کوئی ناانصافی نھین۔ یہان تک جب صحیح ہے تو ہم کہتے ہین کہ خداوند عزوجل کا وجود عین ذات ہے۔ اور ذات اوسکی عین صفات۔ وحدت حقیقی۔ اور وحدت اصلی اوسیکی ذات کے لئے سزاوار ہے۔ جو ازل سے ابد تک رہیگا۔ عجز اور نقصان کا اوسکی ذات مین احتمال تک نھین۔ بھائیجان اہل دل یہین سے اپنے مطلب کو نکالکر کہتے ہین کہ وجود جبکہ اوس بے پروا کی ذات ٹھہری تو عالم کے وجود کو وجود کہنا جو بجمیع نقصانات سے بھرا ہے صریح ناانصافی ہے بلکہ اس سے بڑھکر اور کونسا شرک ہوگا کہ (رب العزت ذوالجلال والاکرام کی ذات مین مخلوق کو شریک یا ساجھی کرنا) بعضے جو ظل کے قائل ہین اہل وجود کے نزدیک وہ بھی گونہ شبہہ مین ہین کیونکہ ظل کے لئے کوئی اوصاف ثابت نھین۔ عدم اور امکان اوسکا در اصل اوصاف نھین بلکہ عکس کے کل اوصاف اپنے ثبوت مین وجود کے

محتاج ہین۔ چونکہ سایہ اصل مین عدم محض ہے ایساہی تمام عالم صفت ہو یا موصوف وجود
کے جانب محتاج ہین۔ پس سایہ کا عدم اور امکان بوجہ غلط فہمی اوصاف معلوم دیتے
ہین۔ اسلئے محقق سایہ کے وجود کا جسکا دراصل وجود نہین سرے ہی سے عالم کے
وجود کا اقرار ہی نہین کرتے۔ پس ایعزیز چل تو اونکی راہ پر جنکو وہ توحید نصیب ہوئی
ہے جسکی بو متکلمون کی مشام جان تک نہین پہونچی شاید پہونچے تو سعادت ابدی کو۔

فصل نہم

ایعزیز۔ یہ تو بھی جانتا ہی ہوگا کہ موجد علم صرف نے افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ کی ہمکو
معرفت کرائی۔ اور نحویون نے جملہ فعلیہ اور حالیہ کو ترکیب دیگر لفظون کے اثر کو صاف
کرکے بتلادیا۔ اسمین کچھ شک نہین کہ یہ دونون علوم اپنے حدود عمل مین بیمثل اور ممتاز ہین
چونکہ اجسام کے افعال اور ہیئتون کو آواز سے نسبت ہے اور یہی لغت ہے۔ اور انصاف
بھی اسیکا مقتضی ہے کہ اگر فن لغت مدون نہوتا تو یہ بیکار ہی ہین کیونکہ لفظ تو ایک
صوت کا پہکنا ہے مجرد لفظ کے پہکنے یا اوسکے ملاپ سے قائل کے مفہوم کو سامع
کچھ سمجھ نہین سکتا بغیر لغت کے وہ صوت محض مہمل اور فعل لغو ہے۔ پس اس سے
یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظون سے جو کلمہ بولا جاتا ہے وہ اسلئے ہے کہ مخاطب کہنے
والے کے مفہوم کو سمجھ لے۔ اب اوسکے موضوعات کو دیکھا جاسئے تو نفس طریقہ
استدلال اور اصلاح اغلاط و ترتیب مقدمات کی خدمت کو منطق نے اچھے اصول
اور طریقہ سے ادا کیا۔ یہ صحیح ہے کہ لفظ نہین تو جملہ نہین۔ جملہ یعنے کلمہ نہین تو
معنے نہین۔ یہ ہرسہ علوم آپسمین ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہین

ایک کے بغیر دوسرا بیکار ہی ہے۔ اس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ انمین سے
کسی ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دین۔ غایت
ہماری یہی ہے کہ جو لفظ کے بنایا گیا ہے وہ خاص معنون ہی کے لئے موضوع ہوا ہے
لیکن اوسکی دلالتین مختلف واقع ہوئی ہین۔ کبھی تو مطابق وضع ہوتا ہے اور
اور کبھی سالم مدلول اور جزو مدلول۔ یا موضوع لہ۔ یا غیر موضوع لہ۔ یا جزو موضوع لہ پر
بولا جاتا ہے۔ اسلئے خواہ نخواہ امتیازات کے برتاو کی سخت ضرورت ہے کیونکہ
دلائل التزامی اور الفاظ مشترکہ جنکی متعدد معنی ہوتی ہین۔ کہین تقدم استعمال لازم آتا ہی
اور کہین محض قراین ہی چاہئین۔ جیسے کسی نے وار کہا تو یہ نہین معلوم ہوتا کہ لفظ
وار سے قایل کی مراد وہ پیمایشی گز ہے یا لکڑی یا تلوار کا ضرب ہے۔ مثلاً کہا کرتے
ہین کہ یہ جامہ وار (۴) وار ہے۔ تو اوس سے وہی پیمایشی گز مراد ہے اور
جب یون کہا جاتا ہے کہ زید نے بکر پر (۴) وار کیا تو اوس سے زخمی کرنا مفہوم ہوگا
یا یون سمجھو کہ جان ایک لفظ واحد ہی اور متعدد معنی جیسے جان بھی ایک اسم ہے جسکو روح کہا کرتی ہین اور
جان ۔ امر کا صیغہ متکلم ہی شناخت یا معلوم کرنیسے جسکی تعبیر ہوتی ہی یا یون سمجھو کہ لفظ حق کی معنی
خداوند کریم کی بھی ہوتی ہین۔ اور حق سے مراد راستی اور سچائی ہی لیتی ہین اور حق سے حصہ کا بھی معنی ہوتا ہی معہذا
دلالت التزامی کے لئے بھی تقدم استعمال کی ضرورت ہی جیسے کہ الفاظ مشترکہ مین
قراین کی ضرورت ہے پس وہی الفاظ ہین کہ ہر ہر موقع پر جدا جدا لباس سے
آراستہ رہتے ہین۔ افہام اور اعلام اونکا بغیر معلومات ضروری کے مراد قایل سے
دوسرا واقف نہین ہوسکتا۔ ہان بحث بہت دور جاتی ہے مختصر یہ کہ علمی قاعدہ سے
اجمالاً ہمنے جو بتلایا ہے اگر صحیح ہے تو ایسا ہی وجود کا بھی ایک لفظ ہی جو دلالت

مطابقی مین داخل ہے اسلئے کہ وہ لفظ جس خاص معنی کے لئے موضوع ہوا ہے
باقراین و تقدم استعمال فی البداہت سامع سمجھہ لے سکتا ہے۔ تو ایسے لفظ کو جو مطابق
وضع ہوا وسکو التزامی یا مشترکہ تصور کرنا اور بیوجہہ پیچیدہ کر کے مجازی معنون پر اڑ رہنا
تو علمی قاعدہ سے بھی صحیح نہو گا۔ پس ہم کہتے ہین کہ صوفیا کرام وہی معنی کرتے
ہین جس سلئے کہ لفظ موضوع ہوا ہے۔ ایک واضح اور بین بات سے انکار کر کے
اعتراض کرنا تو ٹھیک نہو گا۔ اور قطع نظر اسکے قوم کے محاورہ اور اصطلاح مین بھی
تو کسی کو تعرض نہین ہے اگر اہل دل کے محاورہ مین یہہ لفظ اور معنون مین
استعمال ہوتا ہے جسکا مفہوم اوس قوم مین بلا دریغ سمجھہ لیا جا سکتا ہے تو مخالف کو
کیا حق ہے جو اعتراض کو گنجایش ہو۔ جبکہ اسکو سب نے جایز کر رکھا ہے تو پھر
محل اعتراض ہی کیا ہے۔ سب جگہہ تو یہہ عمل جایز ہوا اور جایز نہو تو کیا اولیاء اللہ کے
یہان۔ اے عزیز یہہ یاد رکھہ کہ ہر جگہہ اور ہر موقع پر صرف لغت ہی کام نہین دیتی بلکہ
اکثر جگہہ اور ہر علم مین مناسبت اور مالحق اور ماسبق۔ سیاق و ربط عبارت وغیرہ کے
لحاظ سے اون الفاظ کا معنی مفہوم کیا جاتا ہے۔ اور یہہ ظاہر اور بدیہی بات ہے
کہ لغت اور ہے اور اصطلاح اور ہے۔ اسکے سمجھنے کے لئے ہم ایک مثال تبلاتے
ہین جس سے تیرا شبہہ دور ہوا اور وہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ صاحب نے (صِبْغَةَ اللّٰهِ
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً) یعنے رنگ اللہ کا کسکے رنگ سے بہتر ہے۔ لغت
تو صبغہ کا معنی رنگ تبلایا ہے تو کیا خداوند عزوجل کے لئے رنگ ثابت کرتا ہے
حاشا و کلا ایسا نہین ہے۔ یہان مفسرین کے تابع ہو کر سمجھنا چاہیئے ورنہ استحالہ
ہو گا۔ اونہون نے رنگ سے مراد دین لئے ہین۔ یعنے سبکے دین سے دین اللہ کا

بہتر ہے) اِن معنون سے سمجھنے والونکا اضطرار رفع ہوگیا ہوگا۔ یا یون سمجھو کہ شریعت
مین ازروئے فقہ فرض کے معنی اللہ صاحب کا وہ حکم ہے جو آیات محکم اور حدیث تواتر
سے ثابت ہو۔ اور علم ترکہ یعنے فرایض مین فرض کی معنی سہام یعنے حصہ کی ہین۔ ایعزیز
ایسے مواقعات پر جو شخص محض لغت ہی کے تابع رہکر معنی کریگا تو وہ نہایت غلطی مین رہکر مطلب کو
ہرگز نہ پائیگا۔ بھائیجان اشیار کے لئے جو وجود کا معنی استعمال ہوتا ہے یہہ اسوجہ سے
ہے کہ ذہن مین یا خارج مین) وجود سے اوپر کوئی چیز نہین ہے اسکے بعد جو کچھہ بھی ہے
وہ اوسی وجود کے اوصاف ہین کیونکہ جو موجود نہوگا وہ معدوم ہی ہوگا۔ اور جو موجود ہوگا
بلا وجود اوسکو موجود ہی نہ کہینگے۔ پس موجود اسلئے کہا جاتا ہے کہ خارج مین یا ذہن مین
اوسکا وجود ہے۔ اور یہی وجود اور ہستی کل ممکنات مین مشترک ہے۔ اسکے سوائے
کوئی دوسرا معنی اونکے نزدیک معروف نہین ہے۔ ایعزیز پہلے یہہ تو معلوم کرلے کہ مخلوق
کسکو کہتے ہین۔ مخلوق کی تعریف تو یہی ہے کہ وہ پہلے سے تو نہو اور بعد مین موجود ہو۔
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہہ انقلاب وجود عدم سے ہے حرکت وجودی عدمی ثابت ہے
ہر عاقل کو تمامی کائنات مین حرکت وجودی کا اقرار خواہ نخواہی کئے بغیر مفر ہی نہین۔
جب یہہ صحیح ہے تو وجود اشیار خارجی اپنے آپ موجود نہین بلکہ اوس موجود حقیقی
کے صفات ہین جو اپنے آپ موجود ہے وہ خداوند تعالیٰ و تقدس کی ذات وحدہٗ
لاشریک لہٗ ہے۔ موجودات خارجی کے وجود کو جو اوسکے صفات خلاقیت مین سے
ہے یعنے صفات وصفی کو صفات ذاتی کہنا اہل بصیرت کے یہان جواز نہین اور
عوام کے اقوال کا تو اعتبار ہی نہین۔ پس عوام کا اپنے محاورہ کے موافق دوسرونکی نسبت
طعن کرنا ہرگز روا نہین ہوسکتا۔ ہان اگر یہہ سوال ہو کہ وجود کا جو لفظ اولیار کرام کے یہان

استعمال ہوتا ہے وہ عقیدتا ہے حالانکہ وہ عقاید کے لیے قرآن اور حدیث مین کہین یہہ لفظ آیا نہین ناحق تاویلات سے دین کی بربادی کرتا ہے۔ ایعزیز ایسا سوال سوائے جاہل کے اور کوئی نکرے گا۔ کیونکہ وہ دین اور قواعد دین سے محض لاعلم جاہل مطلق ہے۔ استحکام عقاید الفاظون کے چُننے پر منحصر نہین ہے۔ وہ احکام اور اوسکے قواعد ہی جُدے ہین جنکو اہل علم خوب جانتے ہین طوالت کا خوف نہوتا تو ہم اسکو واضح مثال مین بطریق مُدلّل بیان کرتے۔ اور اصل بات تو یہہ ہے کہ ہمارا مقصود ایسے نابلد جہال سے گفتگو کرنا ہی نہین ہے جنکو اپنے دین کے قواعد تک معلوم نہون کیونکہ ایسے جُہال سے رموزات علم کا اظہار کرنا گویا علم کو ضایع یعنے برباد کرنا ہے۔ المختصر مخالفین اور معترضین کی بڑی بھاری غفلت تو یہی ہے کہ ایک علم کے مسائل دوسرے علوم مین معلوم کیا چاہتے ہین۔ اور خاصکر علم عرفان جو تمام علوم سے زیادہ نازک اور دقیق اور غامض ہے۔ فرض کرو کہ یہہ علم دوسرے اور علوم کے مانند ہوتا تو اسکا نام علم باطن ہی نہ ہوتا۔ ہان اس علم مین آنیکے بعد لفظ وجود اور معنی وجود اور مقاصد وجود کو مفہوم کرسکتا ہے۔ ہان اس سے قطع نظر کر بھی لیجاوے تو ایک لفظ کے استعمال مین تمہارے مفہوم اور غیر کے مفہوم مین کچہہ مطابق نہو تو نزاع لفظی سے ایسا دبہ نہین آسکتا جیسا کہ معترضین اپنے زعم بیجا مین لگا رہے ہین جب نزاع لفظی ہے تو کیون نہین چھوڑ دیتے اونکے حال پر۔ ایعزیز ظاہری الفاظ کے زنجیرون مین اپنے کو مقیّد نکر اور بخشش مانگ تو اپنی جان کے لئے اپنے رب سے جو رب ہے تمامی عالم کا۔

فصل دہم

الغرض پہلے سے یہہ مسئلہ نہایت ہی نازک ہے اور علمی طور پر اور بھی پیچیدہ ہو گیا
اہل حکمت۔ فلسفہ۔ دہریہ۔ متکلمین وغیرہ سب کے سب اس جانب دوڑے
اور جسکی عقل نے اسباب ظاہری پر جسطرح فتویٰ دیا اوسی پر اڑ رہے۔ ہر شخص اپنے اجتہاد
کو صحیح سمجھکر اپنے مخالف پر کفر کا ایسا دھبہ لگا دیا کہ اوسکے خلاف پر اوبھرنا ہی مشکل ہو گیا
یعنی اونکے باندہے ہوئے ذہنی دائرہ سے جو باہر ہوا وہ کفر کے خارزار جنگل
مین پھنسا۔ اونکو اپنے اولۂ عقلیہ پر زعم اور ناز بھی ہے بقول سعدی علیہ الرحمت
کے (ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال) مگر ذرا غور اور تعمق سے دیکھا جائے
تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کل خصومتین محض اختلاف الرائے کی وجہ سے ہین
اور اختلاف آرا ہونیکی بڑی دلیل یہی معلوم ہوتی ہے کہ جتنے فریق کے درمیان
آپس مین اس مسئلہ کے نسبت اولجھن ہے یہہ سبکے سب اصل حقیقت سے
مفہوم تک نہین پہونچے ورنہ کل کے کل آپس مین ہمزبان ہو کر نہ تو نزاع باقی
رہتی اور نہ کوئی کسیکی تکفیر کرتا۔ یہہ وہی مثل ہے کہ اندہون نے ہاتہی تو دیکھا
مگر جسنے ہاتہی کے جس جزو بدن کو چہوا اوسیکو ہاتہی سمجھہ بیٹھا۔ اور دوسرے کی تکذیب
اپنے عقل ناقص اور فہم نارسا سے بہت دلیری کے ساتھہ کرنے پر مستعد ہو گیا۔ اگر کسی
محقق نے اصل حقیقت کہولا تو وہ سبکے نزدیک جاہل اور نادان ٹھیرا۔ اگر وہ ذرا بھی عقل
سے کام لین تو واضح طور پر اونکو یہہ معلوم ہو جاویگا کہ پہلے تو ہمکو قوت باصرہ ہی نہین
مجرد قوت لامسہ سے شئے کی حقیقت کیسے کہل سکتی ہے۔ ہان ٹٹول لینے سے
جسم ہی معلوم ہوگا وہ بھی جہانتک ٹٹولا گیا۔ یعنے جہانتک ہاتہہ نے مس کیا۔ رنگ
روپ۔ صورت۔ شکل۔ قد و قامت۔ جسامت وغیرہ وغیرہ کیونکر معلوم ہو سکتی ہے

ان باتون کے معلوم کرنیکے لئے بصارت ہی کی ضرورت ہے کیونکہ ہر کام کے
کرنیکے لیئے رب العزت نے جدا جدا آلے عنایت فرمایا ہے۔ سونگنے کا کام کان کا
نھین اسکے لیئے ناک ہی موزون ہے۔ زبان چکھنے کے لیے ہے۔ دیکھنے کے
لئے نھین آنکھہ دیکھنے کے لیئے ہے۔ سُننے کے لئے نھین۔ اسے کا کام تبولہ
سے لیگا تو یہہ اوسکی سمجھہ کی غلطی ہے۔ گو وہ اپنی دانست مین نفع اوٹھانا چاہتا ہی
در اصل وہ اپنے نقصان کا خواہان ہے۔ فلسفہ۔ دہریہ۔ علمائے ظواہر۔ حکماء
کل فرقہا ئے معترضین مسئلہ وحدۃ الوجود کے سمجھنے مین بڑی غلطی مین پڑے ہوئے
ہین۔ اپنے عقول ناقصہ کے زعم مین مطلب سے کوسون دور ہین۔ کیونکہ اونہون نے
جس سے کام لیا اوسیکا وجود معرض خطر مین ہے۔ اوس سے جو کام لیا جائیگا وہ تو بالکل
ہی بے اصل ثابت ہوگا جیسے مجنون کا خیال جتنے خیال اونکے ہونگے گو اون مین سے
بعض قریب الفہم ہی کیون نھون مگر عام خیال کے ساتہ اوسکی بھی تعبیر کرینگے۔ اے
میرے پیارے دوست اس اجمال کی تفصیل کو ہم چھے جزو مین اسلئے بتلاتے ہین کہ
تجھے سمجھنے مین گرانی نھو۔ **جزو اولی**۔ جان تو ایطالب ایسا ہی ان سب نے
مسئلہ وجود کے سمجھنے مین قوت مدرکہ سے کام لیا۔ وہ بیچاری تو حواس ظاہری
سامعہ۔ باصرہ۔ شامہ۔ لامسہ۔ ذایقہ۔ حواس باطنی۔ وہم۔ خیال۔ متصرفہ۔ حافظہ
حس مشترکہ کے بغیر بیکار محض ہے۔ اور حواس کی یہہ کیفیت ہے کہ وہ کُل اقسام
حس و حرکت ارادی کے تابع ہین۔ اصل بات تو یہہ ہے کہ قوت مدرکہ عطائے
روح نفسانی ہے اور روح نفسانی کو دیکھو تو وہ دستنگر روح حیوانی ہے
یعنی جب روح حیوانی اپنے کمال کو پھونچتی ہے تو اوسکے خلاصہ کو دماغ جذب

کرتا ہے۔ ہرچند روح حیوانی زندہ کن اور حیات بخش اعضا ہے۔ مگر وہ بھی مثل
روح طبعی۔ روح نباتی کی محتاج ہے۔ تاوقتیکہ جگر سے جو سیدھے جانب پہلو مین
واقع ہے کچھ عطا ہو دل جو بائین پہلو مین ہے ہرگز قوت نہین پکڑ سکتا بارگاہ قسام
قدرت سے روح نباتی کو ایک بہت بڑے معدن سے مدد نہ ملتی تو روح حیوانی اور
روح نفسانی دونون بھی معطل محض ہوتے۔ معدن جسکو کہتے ہین وہ بڑا خزانہ ہے جسمین سے
اعضاے بیرونی مثل۔ ہاتھہ۔ پاؤن۔ سر۔ پیٹ۔ آنکھہ۔ ناک۔ کان وغیرہ
اور اعضاے اندرونی۔ دماغ۔ شش۔ دل۔ جگر۔ گردہ۔ انتین وغیرہ نکلتے ہین
اور ساتھہ ہی قوت۔ جاذبہ۔ ماسکہ۔ ہاضمہ۔ دافعہ۔ مولدہ۔ غاذیہ۔ نامیہ۔ وغیرہ
پیدا ہو جاتے ہین۔ ادہر اعضا اور جوارح کمال کو پہونچے اودہر معدہ غذا طلب
کرکے اوسکا اصل جوہر دل کو دینا شروع کرتا ہے۔ اس کارخانہ کی اصل حقیقت پر
نظر ڈالی جاے تو (فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ يَخْرُجُ مِن
بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ) و (مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ) ترجمہ ایک بوند سے
جسوقت ڈالی جاتی ہے۔ یعنے ایک اوچھلتا ہوا پانی کا قطرہ ہے جو بشکل مدوّر باپ کے
صلب اور مان کے ترایب سے نکلکر رحم مین داخل ہوتے ہی اپنی حرارت ذاتی اور
رحم کی گرمی سے جوش کہاتا ہوا نیچے اوپر ہوکر اپنی ہیئت ہی بدل ڈالتا ہے۔ پہلے تو
نطفہ ہی تھا۔ چندے علقہ رہا بعدہ مضغہ ہوکر ایک قلیل زمانے یعنے چارہی مہینے کے
اندر جسم و روح وغیرہ تمام اعضا اور جوارح سے تیار ہوکر حرکت ارادی پیدا کرلیتا ہے
اور وہ خون مجتمع جو رحم کے اندر ہوتا ہے ناف کی راہ سے غذا لینا شروع کردیتا ہے
نطفہ کو دیکھو تو چار عنصر اور چار طبایع سے مرکب ہے۔ سودا چونکہ سرد و خشک ہے

خاک سے اوسکی تعبیر کیجاتی ہے۔ بلغم سرد و تر ہے پانی سے اوسکی تعبیر ہوئی۔ خون
گرم و تر ہے ہوا سے اسکی تعبیر ہوئی۔ صفرا گرم و خشک ہے تعبیر اسکی آگ سے لیگئی
ان اربع عناصر مین باہم اختلاف مزاجی اور دشمنی اسقدر ہے کہ اگر ذرا بھی کسیکو غلبہ ہو تو
مزاج مین فساد ہو جائے اور حالت متوسط زایل ہو کر جسکا نام صحت ہے وہ باقی
نہین رہتی۔ آگ کا غلبہ ہو تو بخار آجائے۔ پانی کا غلبہ ہو تو فالج اور زکام مین مبتلا ہو۔
خاک کا غلبہ ہو تو خارش وغیرہ کے امراض مین مبتلا ہو۔ ہوا کی زیادتی ہو تو ورم وغیرہ
کے مرض مین پھنس جائے۔ چونکہ عناصر آپسمین ایک دوسرے سے بالکل مخالف
اور مباین ہین علی ہذا اونکے تاثیرات بھی جداگانہ ہین۔ اسیوجہ سے صدہا امراض مختلفہ
پیدا ہو جاتے ہین۔ جیسے عناصر مختلف ہین امراض بھی مختلف ہین۔ نطفہ کی اصل ترکیب
پر نظر ڈالی جائے تو غذا اوسکی پیدایش کا سبب معلوم ہوتی ہے جو ہر طبقہ مین بذریعہ
ماساریقا وغیرہ چھنتی چھنتی فضلات مخلوطہ سے پاک و صاف ہو کر خون بنتی ہے۔ اور اس
خون کا کیموس یعنے لب لباب جوہر لطیف آوردہ اور شراین کی راہ سے اپنے اپنے
مقام پر پہونچکر روح و تغذیہ و تنمیہ کے بعد مزاج اور رنگ جداگانہ ہی پیدا کرلیتا ہے۔
غذا کی ترکیب مین بھی لاکھون سامان کی ضرورت ہے۔ آگ بھی ہو زمین بھی ہو پانی
بھی ہو۔ زمین نہین تو بیج بو یا نہین جا سکتا بیج بویا گیا تو پانی کی ضرورت ہے۔ ہوا اور گرمی
نہو تو درخت کی بالیدگی نہین ہوتی۔ حرارت۔ برودت۔ یبوست۔ رطوبت۔ سب کا اعتدالی
درجہ مین رہنا بیج کے حق مین صحت کی علامت ہے۔ اسکے لئے زمین سے آسمان
تک ہزارہا لکھوکہا لاگنتی اشیا مختلف الصور مختلف المزاج۔ مختلف التاثیر کا باہمی
ارتباط نتیجہ ثمرہ یعنے وہی غذا ہے۔ ہان مجھے اسوقت کہنا کیا تھا کہا نکا ذکر کہان لیگیا

مطلب کچھ تھا بیان کچھ کا کچھ کر گیا۔ ابھی پورا عالم صغیر تبلایا نہ تھا کہ جھٹ سے عالم کبیر کے
جانب چلدیا۔ چونکہ یہہ رسالہ تفصیل کا متحمل نہین ہر شئے کی ترکیب اور تاثیر دریافت
کرنیکے لئے اس فن کی بہت ساری کتابین موجود ہین طوالت کے خوف سے پھر اپنے
مطلب کے جانب عود کرتا ہون۔ شکر ہے کہ ہمارا اوپر کا بیان محض بیکار ہی نہین
مطلب تو اسمین بھی حاصل ہے۔

جزو ثانی۔ ہان اگرچہ کہ عقل آلہ تمیز ہے مگر بے اوزار کیا کر سکتی ہے۔ اور
اوزار دنکی تو ایسی مثال ہے کہ ایک ڈوری ہے کہ زمین سے آسمان تک صدہا قلفین
پڑتی ہوئی چلی گئین ہین۔ ایسی صورت مین عقل بیچاری بجز ٹھوکرین کھانیکے اور کیا کر سکتی
ہے۔ کیونکہ جب ہم عالم اور اسباب عالم پر نظر ڈالتے ہین تو ہر شئے جدی۔ رنگت
جدی۔ طبیعت جدی۔ تاثیر جدی۔ اگرچہ کہ بعض بعض مین نسبت نوعی پائی بھی جاتی
ہے مگر کوئی کسی مین ملتا نظر نہین آتا۔ باوجود صدہا اختلافات۔ اور کروڑہا امراضات
وعوارضات کے عقل کے صحیح اور سالم رہنیکا دعوے کوئی بیوقوف بھی نکرے گا
ولو بالفرض عقل کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح مان بھی لین تو عقل کو خود اپنی معلومات پر
کب اطمینان ہے جب وہ خود تردد مین رہتی ہے تو بھلا اوسپر غیر کو کیونکر اطمنان ہو سکتا
ہے۔ علاوہ بران اسصورت سے تو وہ گرفتار بلا بھی معلوم ہوتی ہے بقول سعدی
علیہ الرحمتہ کے (عقل دردست نفس چنان گرفتار است کہ مرد عاجز دردست زن
گربز) پس سلامتی عقل کے لئے پنجہ مکاید نفس سے رہائی پانا شرط لازمی ہے۔
بااین ہمہ۔ چاند۔ سورج۔ ستارہ۔ مشعل۔ چراغ۔ ذرّے مین جیسا فرق پایا جاتا ہے
ویسا ہی عقول انسانی مین بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ اور اس تفاوت کی وجہ

زیادہ تر وہی معلوم ہوتی ہے جو عناصر اور اشیاء عالم کے ارتباط اور غیر ارتباط مین نفع و ضرر کا ظہور ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اچھی زمین مین وقت پر پانی دیا جاتا ہے اور ہوا اور گرمی بھی اعتدال کے درجہ پر پہونچتی ہے تو درخت نہایت ہی باردار ہوتا ہے برخلاف اسکے کہ زمین شور مین ہزار سر مارو پہل پھول کے عوض اصل بیج بھی ضایع ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برخلاف اچھی زمین کے امراض عوارض ہونے سے زمین شور کی طبیعت مین فتور آکر اوسکی قوت اصلی زائل ہو گئی۔ اختلاف مذاہب کا باعث بھی یہی ہے کہ حکماء کے بیشتر اختلاف نے مذاہب کی کثرت کو بڑھا دیا۔ یعنے ہر شخص اپنی عقل ناقصہ پر اڑ رہا۔ انشاء اللہ کسی موقع پر ہم یہہ بتلا دینگے کہ مثل آفتاب کے کسکی عقل کامل ہوتی ہے جسکے طرف رجوع کرنے اور اتباع سے فلاح کی امید ہے۔

جزو ثالث۔ ایعزیز یہ بات مسلمہ ہے کہ انسان کو جسکی محبت زیادہ ہوتی ہے اوسکا میلان طبع بالکلیہ اوسی جانب ہوتا ہے۔ نیک و بد اور اوسکی درستی اور اصلاح کے جانب اور طرق دریافت کرنے مین ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے۔ دوسرے جانب مطلقاً التفات نہین کرتا جب ایک جانب اپنے کو لگا لیتا ہے تو اوس فن مین اوسکو عبور بھی زیادہ ہوتا ہے جو دوسرے مین وہ بات پائی نہین جاتی۔ جب ہم قدیم زمانے کی کتابون اور تاریخون کو پیش نظر رکھکر دیکھتے ہین تو اسکا یقین ہوتا ہی کہ دنیا کی محبت حکماء مین زیادہ تھی اور بالکلیہ اونکی رغبت اوسیکے جانب رہی اسلئے اونہون نے اپنی عقل کو بھی اوسی جانب رجوع کیا تدبیر منزل مین زیادہ تر مشہور ہوئے اور ظاہر پر اپنے عقل کے نتایج ترتیب دینے لگے۔ افلاک۔ اور انجم۔ اور کل اشیاء عالم کے حرکات ارادی اور اثر ارادی اور خاصیتون کے قایل ہوئے اس مین بھی

حکمار کے کئی فرقے ہوئے اور ہر فرقہ اپنے عقاید کے لیے جداگانہ ہی دلیل رکھتا ہے۔ عقل کے اندہون کو اتنی بھی تمیز نہین۔ **شعر**

سیر سپہر و دور قمر را چہ اعتبار — در گردش اند بر حسب اختیار دوست

انہون نے جب حقیقت اشیار پر نظر ڈالی تو صانع حقیقی کی حکمت بالغہ کا کوئی اندازہ ہی نملا۔ ہر شئے کی ترکیب مین صد ہا صفتین پانے لگے۔ چونکہ انہون نے محض عقل نارسا سے کام لیا تھا اور دیکھی ہوئی اشیا کے صفات اور تاثیرات کے قایل ہوئے۔ مثلاً آگ کمال درجہ گرم ہے۔ جب آگ کی گرمی کا سبب کو معلوم کرنا چاہا تو یہان عقل چکرائی اور اندہون کے مانند کبھی کوئین اور کبھی کہائی کے جانب جانے لگے جب دیکھا کہ یہان عقل مجبور ہے تو عالم کے قدیم ہونیکے قایل ہوئے اور بعضون نے تاثیرات اشیار کو مسبوق بالعدم کہا۔ اور بعضون نے مقارن بالذات کہا۔ بعضون نے ہیولے کو قدیم بالذات کہا۔ اور بعضون نے قدیم بالزمان کہا۔ اور بعضون نے مسبوق بالمادہ کہا۔ اور بعضون نے سبب کو مسبب اور صنعت کو صانع کے جانب لیگئے۔ اور اونکو اسکا اقرار کرنا پڑا کہ خالق مطلق نے یون ہی آگ مین گرمی رکھدی ہے۔ چونکہ اونکی عقل نے پہلے ہی سے آگ اور اوسکی تاثیرات کو تسلیم کرلی تھی تو آگ کے وجود کے قایل ہوئے اور ماسوائے اسکے اوس وجود کے بھی قایل ہونا پڑا جسنے آگ کو گرمی کی تاثیر کے ساتھ پیدا کیا۔ ایک آگ ہی پر کیا موقوف ہے کل عالم کی ہر شئے کے وجود اور صانع مطلق کے وجود کے قایل ہوئے۔ اور اہل شریعت نے لفظ وجود کی تقسیم دو طرح پر کی۔ اشیائے عالم کو ممکن الوجود اور صانع حقیقی کو واجب الوجود کہا۔ اور اسیکے قریب قریب سبہون نے حکم لگایا واقعی

سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقِ دفتریست معرفت کردگار

جزو رابع۔ العزیز۔ ہمکو یہان یہ بتلانا مقصود نہین ہے کہ عالم کے پیدا کرنے
مین کیا حکمت تھی کب اور کیون کس لئے پیدا کیا۔ غرض ہماری صرف اتنی ہی ہے
کہ وجودِ عالم سے بحث کیجاے جسکا اجمالی طریقہ پر ہمنے اوپر ذکر کردیا ہے۔
شکر ہے خداوندِ جلیل کا اس بیان سے ایک بہت بڑی بات ہاتھ لگی۔ وہ یہہ ہے
کہ حضرتِ انسان جو اپنے بھی وجود ہونیکا دعوے کرتا ہے محض اسیکا وجود نہین
بلکہ سارے عالم کا وجود سرے ہی سے ثابت ہونا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ شروع
سے آخر تک کوئی بات ایسی پائی نہین جاتی جو بالذات اوس مین موجود ہو اور
وہ اوسکے حق مین خانہ زاد ہو عطاے غیر نہو۔ جیسے پانی مین سردی اوسکی خانہ زاد
ہے۔ اگرچہ کہ عارضی طور پر اوسمین گرمی آبھی جاے تو یہہ وصف اضافی **جو** حقیقت
مین مستعار ہے تہوڑی دیر کے بعد زایل ہوکر پہر وہی سردی جو اوسکی اصلی
اور خانہ زاد ہے اوسمین عود کرتی ہے حالانکہ یہہ بھی عطائے غیر ہے۔ برخلاف
اسکے جدہر نظر ڈالو ہر طرف انسان مین دنیا بہر کی محتاجیان دکہلائی دیتی ہین
جسکی پیدائش مین صدہا عوارضات حایل ہین۔ اسبابِ پیدائش مین اگر ایک بات
مین بھی فرق آجاے تو عدم سے شہود مین آنا ہی ممکن نہین شہود مین آنیکے لئے
کوئی حوادثات عارض نہون تو تب بھی ہم دیکھتے ہین کہ باوجود کان موجود ہونیکے
قوت سامعہ نہو تو اوسکو بہرہ کہتے ہین۔ زبان موجود ہو قوت کلامیہ نہو تو گونگا
کہلاتا ہے۔ آنکہین ہین بصارت نہو تو اندہا بولتے ہین۔ ہاتہہ پیر ہین حرکت ارادی

ہنو تو اوسکو معذور کہتے ہین - دماغ مین فتور آجاے پاگل کہلاتا ہے - غرض باوجود جسم اور وجود ہونیکے بھی کسی ایک صفت کے نہونیسے ادس جزو جسم کا کوئی نام تک نہین لیتا حالانکہ - کان - ناک - آنکھ - وغیرہ موجود ہین - مگر گونگا - بہرہ - اندہا کہلاتا ہے - اسکا سبب بجز اسکے اور کیا ہے - کہ مخلوق کے صفات زاید از ذات ہین چونکہ باوجود قیام ذات صفات پاے نہین جاتے - پس جو کچھہ صفات ہین وہ اضافی ہین - عارضی ہین مستعار ہین - کوئی چیز اسکے پاس اسکی ذاتی نہین بقول کسی کے -

نیا وردم از خانہ چیزے نخست　　　　تو دادی ہمہ چیز ما و من چیزی تست

اور سب سے بہاری اور ضروری چیز اوسکے بقاء وجود کیلئے وہ روح ہے (قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ) جسکے جانب اشارہ ہے جسکا دارومدار محض سانس پر ہے بقول کسی کے -

قیام جسم خاکی ہے نفس پر　　　　ہوا پہ ہے بنا اپنے مکان کی

اور یہہ سب کے سب بھی عاریتاً ہین - اوسکی ذاتی ملک کوئی نظر نہین آتی اللہ صاحب فرمایا ہے -

(اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا) یعنے مستعار شئے چھن جانیکے بعد وہ اوس سے خالی رہیگا جیسے کسینے کہین سے مانگ تانگ کر نہایت عمدہ بیش قیمت لباس سے آراستہ اور پیراستہ ہوا ہو - اور اصل مالک اپنا دیا ہوا لباس اوسکے بدن سے اچانک اوتارلے تو ایسی صورت مین وہ اپنے کو برہنہ ہی پائیگا - اسی واسطے اولیا اللہ اپنے کو اور کل عالم کو ظاہری جامعیت سے خالی تصور کرکے کہتے ہین (لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ) اور یہ کوئی تعجب خیز کلمہ نہین ہے - اتبطال کیا تو یہہ

نہین جانتا کہ عشق وہ چیز ہے کہ غیر محبوب نظر محب مین مفقود ہو کر ہر سو صورت معشوق ہی مشہود ہوتی ہے ہان یہ توضمنی بات تھی مطلب ہمارا رہا جاتا ہے۔ الغیرض کل عالم کی بھی یہی حالت ہے۔ جیسا کہ ہمارے اوپر کے بیان سے ظاہر ہے تو باوجود ان ساری خرابیون اور نقصانات اور محتاجیون کے اپنے بھی وجود ہونیکا دعوے کرنا صریح فعل عبث ہے۔ بر این ہم کسکے وجود کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے جسکی ذات عجز اور نقصانات سے پاک اور مستغنی اور لاپرواہ۔ اوسکے وجود کے ساتھ اس وجود عالم کی مساوات کرنا گو وہ بے نقصان ہے اور یہ از سرتاپا نقصان سے بھرا ہوا گو امتیازی درمیانی لفظ کیون نہ بولا جاوے۔ سخت نازیبا اور ظلم صریح ہے۔ کہان وجود خداوندی اور کہان وجود عالم۔ یہ خاکی وہ تیز یہ سے مملو۔ یہ بندہ وہ خالق۔ یہ عاجز وہ بے پرواہ۔ یہ محتاج وہ غنی۔ یہ حادث۔ وہ قدیم۔ یہ فانی وہ باقی۔ وائے ہے نادانی پر ظاہر بینون کے باوجود (خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ) ترجمہ پیدا کیا آدمی کو بجنے والی مٹی سے مانند ٹھیکری کے بقول کسی کے۔

من من چہ میکنی کہ تو یک قطرۂ منی | پاسنگ ہم نئی کہ زنی صد لاف منی
اول تو خاک بودی آخر شوی تو خاک | پس خاک را نشاید کہ چندان کند منی

پس ایسی صورت مین خدا کا بھی وجود ہے تو ہمارا بھی وجود ہے کہنا اور اپنی عقل پر نازان ہونا صرف حیرت ہی نہین ایک بڑے بھاری جرم مین پھنسنا ہے۔ (كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ)

ندارم روا با تو از خویشتن | کہ گویم تو ئی باز گویم کہ من

دنیا کے دربار و مین کوئی بادشاہ کو بادشاہ نکھے اور اوسکے ایک ادنی غلام کو پادشاہ کہی
یا پادشاہ کے ہم پلہ سمجھے اِن معنون کر کہ بادشاہ بھی تو انسان ہے اور غلام بھی انسان
ہے تو ایسی صورت مین وہ شخص پادشاہ کے نزدیک باغی اور مفسد قرار دیا جاکر
اوسیوقت سزائے قتل پاتا ہے چہ جائے کہ خداوند عزوجل کے مقابلہ مین انسان کے
وجود کا اقرار کرنا کتنا بڑا ظلم اور شرک ہے گویا ممتنع محال کو ثابت کرنا ہے۔ حالانکہ پادشاہ
کی غلام کے ساتھ نسبت نوعی موجود ہے۔ اور یہان تو کوئی نسبت بھی نہین ہے

جزو خامس۔ العزیز جب تو یہہ جان لیا کہ خدا کے وجود کے مقابلہ مین کسی عالم کا
وجود نہین اور خلق کے لئے وجود ثابت کرنا محض طبیعتون کا غلو ہے جو افراط اور تفریط
سے بھرا ہوا ہے اے طالب اگر تجھے پیدائش عالم مین خلجان ہے تو یہہ جان لے
کہ خداوند کریم کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا وہ گہرا اور غامض راز ہے (وَلٰکِنَّ
اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ) ترجمہ۔ ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے۔ خبردار ظاہر پرستی اثر
نہ ہو اور اِس آیہ کریمہ کا مصداق نہ بن جیسا کہ فرمایا رب العزت نے (یَعْلَمُوْنَ
ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ) ترجمہ۔ جانتے
ہین ظاہر کو زندگانی پر دنیا کی سی اور وہ آخرت سے وہی ہین غافل) العزیز قرآن شریف
ہمکو کھلے کھلے طور پر یہہ بتلاتا ہے کہ یہہ عالم کیا ہے یعنے یہہ نشانیان ہین اللہ کی جیسا کہ
سورہ روم مین خداوند کریم فرماتا ہے (وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ
اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَا
جًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ

اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَيُحْيِيْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝
وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً
مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ
عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ - اور نشانیون اوسکی سے ہے یہ پیدا کیا تمکو مٹی سے پہر ناگہان تم انسان
ہو چلتے پہرتے - نشانیون اوسکی سے ہے یہ کہ پیدا کیا واسطے تمھارے آپس تمہارے
سے جوڑا تو کہ آرام پکڑو تم طرف اوسکے اور کیا درمیان تمہارے پیار اور مہربانی
تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ فکر کرتے ہین - اور نشانیون
اوسکی سے ہے پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا اور اختلاف بولیون تمھارے کا
اور رنگون تمھارے کا تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے عالمون کے - اور نشانیون
اوسکی سے ہے سونا تمھارا بیچ رات کے اور دن کے اور دہونڈنا تمھارا فضل
اوسکے سے تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ سنتے ہین اور
نشانیون اوسکی سے ہے دکہلاتا ہے تجکو بجلی ڈر سے اور امید سے اور اوتارتا ہے
آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے ساتھہ اوسکے زمین کو پیچہے مرنے اوسکے کے
تحقیق بیچ اوسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ عقل پکڑتی ہین - اور

نشانیون اوسکی سے ہے یہہ کہ قایم ہین آسمان اور زمین ساتھ حکم اوسکے کے پہر جب
پکاریگا تمکو ایکبار پکار نا زمین مین سے ناگہان تم نکل آوگے ۔ اور واسطے اوسکے
ہے جو کچہہ بیچ آسمانون اور زمین کے ہے سب واسطے اوسکے فرمان بردار ہین او
وہ ہے جو پہلے بار کرتا ہے پیدایش کو پہر دوبارہ کریگا اوسکو اور وہ بہت آسان ہے
اوپر اوسکے اور واسطے اوسکے ہے صفت بلند بیچ آسمانون کے اور زمین کے اور
وہ ہے غالب حکمت والا ۔ الخ ۔ اور آگے فرمایا اللہ تعالی نے مُنِيبِينَ إِلَيْهِ
وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ترجمہ ۔ رجوع کرنے
والے ہو طرف اوسکے اور ڈرو اوس سے اور برپا رکہو نماز کو اور مت ہو شریک
لانے والون سے ۔ اور اوسی رکوع مین ربُّ العزت کا ارشاد ہے (بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ
ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ
مِنْ نَاصِرِينَ) یعنے بلکہ پیروی کی اون لوگون نے کہ ظلم کیا اونہون نے خواہشون
اپنے کی بغیر علم کے پس کون ہدایت کرتا ہے اوس شخص کو کہ گمراہ کرے اوسکو
اللہ اور نہین واسطے اونکے کوئی مدد دینیوالا ۔

جزو سادس ۔ ایعزیز اب ہم اولیا اللہ کے جانب رجوع ہوتے ہین صرف
الفاظ ظاہری سے بھی اونکے مسلک پر کچہہ الزام نہین آتا ہے پہلے تو یہ امت بہی
پاکیزہ اور عمدہ ہے جیسا کہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے ۔ (وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ
أُمَّةً وَسَطًا) اور پہر یہہ قوم خاص کیگئی ہے فضیلتون اور برکتون سے تو
اونہون نے ظاہری عالم کو دیکھا ۔ او ہر شئے مفردہ کی جدا جدا تاثیر اور ایک دوسرے
کو آپسمین سخت مخالف اور دشمن پایا ۔ اور ایسی مخالفت اور دشمنی پر بہی آپسمین ایک

ایسا ارتباط دیکھا کہ کل مخالف اشیا رآپسین ملکر ایک مزاج ہی جداگانہ پیدا کیے ہین اسلیے
مراتب کا پورا لحاظ رکہکر صدا اے (ربنا الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم
ھدیٰ) یعنے خداوہ ہے جسنے ہر شئے کو حال مناسب پر اوسکے پیدا کیا پہر اوس
شئے کو اوسکے کمال مطلوبہ حاصل کرنیکے لئے راہ بتلائی - بلند کرکے (وان الی
ربک المنتھیٰ) یعنے تمام سلسلے تیرے رب پر ختم ہوتے ہین - اسکا پورا اعتقاد
کرکے سچے دل سے (لیس کمثلہ شیٔ فلا تضربوا للہ الامثال) یعنے
خدا کی ذات اور صفات مین اوسکا شریک نہین اوسکے لئے مخلوق سے مثالین
مت دو - یقین اور اقرار کرکے اون اشیار کے پیدا کنندہ و تاثیر دہندہ اور ربط
دینے والے کے جانب وہ بھی باتباع رہبر کامل رجوع ہوگئے اور حسب تعلیم یہ بھی
یقین کرلیا کہ مختلف اشیائے عالم کا اجتماع اجتماع اتفاقی ہے - اور اتفاقی اجتماع
دوام لازم نہین جسکو دوام لازم نہین اوسکا وجود محض اعتباری ہے پس وجود اعتباری وجود نہین
اسلئے اونکے نزدیک عالم کا وجود وجود نہین ماسوائے موجود اصلی کے سبکے
وجود کا عارضی ہونا بالکل یقین کلی کرلیا - بمصداق اس آیہ کریمہ کے - (سنریھم آیتنا
فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق) یعنے شتاب دکھلاوینگے
ہم اونکو نشانیان اپنی عالم مین اور ذاتون مین اونکے یہانتک کہ ظاہر ہوگا اونپر حق -
العزیز خبردار یہہ نہ سمجھہ لینا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے یہی معنی ہین اور صوفیہ کا
مطلب اسکے آگے نہین اور علوم باطنہ کا انحصار ان لفظی اور ظاہری بحث مین مقید
ہوگیا ہے حاشا و کلا ہرگز اسکا خیال مت کر - ہمنے جو کچھہ اجمالاً و اشارتاً اوسین سے
بتلایا ہے وہ قدرے قلیل بتلایا ہے اور وہ بھی صرف ظاہر پر - بہائیجان لفظی اور

ظاہری معنون ہی پر تو اڑا ہے تو کیا خیال کرتا ہے تو اس آیت شریف کے معنون کو کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے (عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ) کیونکہ قلم کا تو ظاہری معنی ایک جسم ہے جس سے لکھتے ہین اور وہ ایک لکڑی کا ٹکڑا ہے اگر تو اسکو قلم سمجہا ہے تو یہ تیری سمجہ کی غلطی ہے۔ قلم کی حقیقت اور روح معلوم کر یہہ قلم روحانی ہے جسمانی نہین ہے۔ کیونکہ اس مین حقیقت روح قلم موجود ہے مگر قالب اور صورت نہین۔ دنیا مین ہر شئے کی ایک تعریف ہوا کرتی ہے۔ لیکن جو اوسکی روح ہے وہی اوسکی حقیقت ہے۔ جب تو عالم ارواح کی راہ پائیگا تو تو روحانی بنیگا اور ابواب ملکوت تجہپر مفتوح ہونگے اور ملاء اعلی کی رفاقت کا اہل اور لایق ہوگا (وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا) ایعزیز اس مسئلہ مین مشاہدات صوفیاء کے جو باریک اور نہایت ادق اور غامض رموز ہین اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین ہے اور نہ وہ احاطہ تحریر اور تقریر مین آسکتے ہین وہ امور ہی جدے ہین اسلئے ہم اپنے قلم کو روک لیتے ہین۔ ایعزیز جو لوگ تیری عقل کے ہی طابع ہین وہ محض جہل کے گرداب مین ہین۔ پس ہو جا تو ڈہونڈہنے والا ایسی سعادت کا جسکو زوال نہین۔

فصل یازدہم

ایعزیز۔ یہ کیون یقین محض کر لیا جاتا کہ علم تصوف دوسرے لفظون مین یون کہئے کہ علم عرفان کا تعلق علوم غیبیہ سے ہے جسکا صدور ان ہین پاک دلون پر ہوتا ہے جو غبار ماسوی اللہ سے صاف رہتا ہے (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی

وذکرنسم ربہٖ فصلّی) یعنی بیشک مراد کو پہونچا وہ شخص جو دل کو پاک کیا
اور ذکر الٰہی مین لگا رہا اور نماز پڑہی۔ اور مسئلہ وجود علم عرفان کے مسائل مین سے
ایک مسئلہ ہے جو اولیاء اللہ کے الہامات۔ اور مکاشفات۔ اور مشاہدات نے
مسئلہ وجود کے حق اور واقعی ہونے مین اونکے اجتہادات و استنباطات کو مطابق
آیات و حدیث مرتبہ حق الیقین تک پہونچا دیا۔ وحی متلو اور غیر متلو۔ الہام۔ اور
القا اور کشف وغیرہ کے اسرارات اور اوسکو حق جانیوالا ضرور یہ اعتقاد کریگا کہ
بیشک یہ مسائل بھی غیب ہی سے تعلق رکھتے ہین بمصداق اس آیۂ کریمہ کے
(وعلّمناہ من لدنّا علما) اور علوم غیبی کے اسرارات اونھین پر منکشف ہونگے
جو اوسکی قابلیت رکھتے ہون۔ جیسے آفتاب کا نور سب پر مساوی ہے اور کل اشیائے
عالم اوسکے نور سے استفادہ لیتے اور منور ہوتے ہین۔ مگر چونکہ آئینہ مین قابلیت
اور استعداد نور آفتاب کے لینے کی زیادہ ہے اسلیئے وہ خود بھی منور ہوتا ہے
اور دوسرے کو بھی روشن کرتا ہے بشرطیکہ مقابلہ ہو۔ یہی حال اولیاء عظام کا
ہے کہ بارگاہ خداوندی سے فیضان رحمت نامتناہی کے تجلیات اونپر ورود
پاتے ہین تو وہ خود بیخود ہو جاتے ہین دنیا و مافیہا کی مطلق اونکو خبر نہین ہوتی اور
ہجوم تجلیات خداوندی مین محویت ہی نہین بلکہ فنائیت نصیب ہوتی ہے ہان
اگر کسی کو علوم غیبی سے انکار ہے تو اوس سے بڑھکر کوئی نادان اور جاہل نہین جیسے
فلسفہ کی وہ ٹکڑی جنکو ملائکہ اور بار دوزخ۔ اور عذاب قبر۔ جنت۔ دوزخ۔ حشر
نشر وغیرہ کے وجود سے صریح انکار ہے۔ بلکہ اونکو تو خدا ہی کے وجود سے
انکار ہے۔ کیونکہ اونکے اصولی قواعد کے موافق شہادت یقینی اور برہان قطعی وجود

شئے کے لیے چاہتے ہین - عالم مجازات مین اونہون نے افراط و تفریط کو کام
مین لایا ہے - ظاہری حواس سے جس شئے پر کہلی دلیل نہو تو اوسکو بے اصل
تصور کرتے ہین - کیونکہ اون کے عقول ناقصہ مین ان امور پر کوئی برہان اون کے
نزدیک قایم نہین ہوسکتی ہے - یہ اون کی نری گمرہی اور ضلالت ہے - ایمان
کی خوشبو سے وہ منزلون دور ہین - دہوئین کو دیکہکر تو آگ کا یقین کر لیتے ہین
حالانکہ بظاہر آنکہ نے آگ کو محسوس نہین کیا ہے - صرف اسباب اور آثار ہی سے
آگ کا ہونا معلوم کر لیا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ روزانہ اور بالمرۃ غیب سے
وہ وہ حالات مشاہدہ مین آتے ہین جو اونکے حاشیہ خیال مین بہی نہین رہتے -
الغرض علوم غیبی کے اسرار کا اظہار کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مادر زاد اندہا بہرے
کے روبرو معشوق کے حسن و جمال خط و خال کی تعریف کرکے داد چاہے یعنی
دونون جانب جہل - نہ اندہے کا معشوق کے حسن و جمال کا دیکہنا صحیح ہو سکتا ہے
اور نہ بہرہ اوسکے بیان سے استفادہ لیکر اوسکا جواب دیسکتا ہے - یہی وجہ ہے
کہ بڑے بڑے متکلمون نے سکوت اختیار کر لیا ہے اور اس مسئلہ کو اونہین
محققون کے اجتہاد کشفی پر چھوڑ دیا جنہون نے عبادات تہذیب نفس کے علوم
حاصل کئے ہین - جسکی وجہ سے اونکی قوت ملکیہ بلند پروازیان کرتی ہے - دل
سے حجابات جسمانی صاف ہوکر عالم ملکوت کے عجائب اسرارات دیکہنے لگتے
ہین اخلاق صورت سیرت مین آراستہ و پیراستہ ہوجاتے ہین - الہامی فیوضات سے
اون کے دل آفتاب سے بہی زیادہ روشن تر ہو جاتے ہین - جب ہی تو عالم کی آنکہون
مین وقعت اور بزرگی جم جاتی ہے - روحی امراض کے ہادی اور رہبر کہلاتے ہین اور

یہ عمدہ صفات اونکے مستقل ایمانداری کا ثمرہ ہے۔ کیونکہ ایسے بزرگوار بغیر عقلی ثبوت اور کشفی صورت کے محض غیب پر حسن ظن سے اعتقاد کرتے ہین اور یہی ایمان ہے۔ مسئلہ وحدۃ الوجود کے حق ہونے مین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مکتوب لکھا ہے بجلسنہ ہم اوسکی نقل کرتے ہین دیکھو فتاوی عزیزیہ **مکتوب**

وحدۃ الوجود حق و مطابق واقع است۔ چراکہ دلایل عقلیہ و نقلیہ بر آن قایم است چنانچہ دررسالۂ اولتہ التوحید شیخ علی بہایی گجراتی مشروح و مبسوط است۔ علمای متکلمین را در انکار این مسئلہ ہمگی دو وجہ است۔ اوّل آنکہ براین مسئلہ بہ سبب کمال وقت وباریکی شبہات عقلیہ و نقلیہ بسیار وارد میشوند۔ در نظر آنہا حل آن شبہات میسر نشد ناچار بہ انکارش آمدند۔ اینست حال شطحیان از متکلمین۔ دوم۔ آنکہ این مسئلہ از اسرارات شرایع وادیان موقوف بر دانستن این مسئلہ نیست۔ بلکہ عوام را این تلقین این مسئلہ موجب افتتاح باب الحاد است واباحتہ شر و فساد است۔ و بدایت دراشال تکلفات می گردد۔ پس بیان این مسئلہ در کتب عقاید بنا بر باریکی و دقت آن ممنوع و محذور است و امساک لسان واجب دانند۔ چنانچہ در حدیث شریف است (اذ ذکر القدر فامسکوا واذ ذکر اصحابی فامسکوا واذ ذکر النجوم فامسکوا) پس معلوم شد کہ تفصیل و تفتیش و تحقیق دراشال این مسئلہ دقیق منجر بضلال و اضلال است این است حال محققان متکلمین۔ و معہذا این جماعتہ اجمالاً در تصانیف خودہا ایما راجمالی این مسئلہ دادہ اند۔ (کالغزالی والرازی وغیرہما من ائمتہ فی ھذا الفن۔ اگر تفتیش منظور باشد در کتاب تنبیہ المنجبین مطالعہ باید کرد۔ وبالجملہ انکشاف این مسئلہ بر تحصیل و کتب و رسمیات

بنوده است بلکه محض بمواهب و معرفت است و انکشاف این مسئله بر تحصیل کتب
نیست بلکه بر ورود حالات باید داشت - آری اگر کسی را اتفاق حسن ظن بر اولیاء الله که
باین مسئله متکلم شده اند منظور افتد خواهد که در جناب ایشان بد اعتقاد نشود در رسائل توحید
نظر کند تا بر دلائل عقلیه و نقلیه وقوف یافته اعتقاد فاسد در جناب اولیاء الله بهم نرساند
مضایقه ندارد - الا مسلک دریافت این مسئله نظر بفکر و عقل نیست و همین گفته اند که
(هو طور وراء طور العقل) و نیز گفته اند - قلندر آنچه گوید دید گوید) که عامی هنوز
باین مرتبه نرسیده است و نه عالم متکلم شده مکلّف است باید که اجمالاً داند که صوفیهٔ
صافیهٔ آنچه گویند حق است و فهم من بر آن نمیرسد مثل ایمان به متشابهات قرآن مجید
و نیز بداند که علماء متکلمین که اعتماد بر قول آنها است انکار صریحش نکرده اند بلکه سکوت
ورزیده اند و از بیان آن دم در کشیده اند (لوجه الذی ذکرناه) آری
مقتدران علماء متکلمین سکوت ایشان را انکار گمان کرده اند مثل تفتازانی و
قاضی عضد و دیگر متاخرین - لیکن معلوم است که درین باب مقتدایان غزالی و
امام رازی و امثال آنها اند نه متاخرین) الخ -

ایعزیز جو لوگ ظاہر دلیل ڈھونڈتے ہین کیا وہ اس امر کو نہین جانتے کہ عالم خواب
مین لوح محفوظ سے ایک امر غیبی نازل ہوتا ہے تو وہ صورت مثالی کس لئے
لیتا ہے - وہان جیسا ہے ویسا ہی صاف و صریح کیون نظر نہین آتا - بھائیجان یہہ
ایک راز ہے ان بھیدونکو تو وہی شخص جان سکتا ہے جسکو یہہ معلوم ہو کہ عالم
ملکوت اور عالم ملک مین کیا نسبت ہے اور اسمین مخفی علامتین کیا ہین - اوسوقت
یہ شخص خود پہچان لیگا کہ اگرچہ کہ وہ عالم دنیا مین بظاہر جاگتا ہے لیکن فی الحقیقت

خواب غفلت مین بے خبر سوتا ہے جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہے (الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا) یعنی لوگ سوتے ہین جب مرینگے ہشیار ہونگے جب موت کے سبب سے کل پردے حس وخیال کے اٹھ جائینگے۔ دنیا مین ہر ایک حقیقت وعمل اور ہر ایک معنی وروح کو جو مثال مین صورتون سے سُنتے اور دیکھے تھے سب بغیر لباس وصورت مثالی کے جیسے ہین ویسے ہی بے پردہ صاف وصریح نظر آنے لگین گے۔ کشف صریح ہو جائیگا تب سمجھینگے کہ وے مثالین انھین ارواح وحقایق کی صورتین تھین اور وہ آیتین اور حدیثین جو اون حقایق کی مثال کے لفظون سے وارد ہوئین ہین تب اونکے صدق اور راستی کا یقین کرینگے پس جو لوگ خدا اور رسول کے منکر اور آخرت سے غافل تھے وہان وسوقت کہینگے۔ (یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا) اور کہینگے (اور نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل قد خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون) کوئی کہیگا (ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا) اور کوئی کہیگا (یلیتنی کنت ترابا) اور کوئی کہیگا (ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین) اور کوئی کہیگا (ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رءوسھم عند ربھم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون) ٥

جسدن کہ پھرے جاینگے منھ اونکے بیچ آگ کے کہینگے اے کاشکے ہمنے فرمانبرداری کی ہوتی اللہ کی اور فرمان برداری کی ہوتی رسول کی۔

یا پھر جاوین پس عمل کرین سواے اوسکے جو تھے ہم عمل کرتے تحقیق توڑ دیا اونہون
نے جانون اپنے کو اور کہو یا گیا اونسے جو کچھہ تھے باندہ لیتے - اور جسدن کاٹ کاٹ
کہاویگا ظالم اوپر دونون ہاتون اپنے کے کہیگا اے کاش کے پکڑتا مین ساتھ
رسول کے راہ اے واے ہے مجھکو کاشکے نہ پکڑتا فلانے کو دوست) اسے
کاش کے ہم مٹی ہوتے - ایسا نہو کہ کہے کوئی جی اے افسوس اوپر اوسکے تقصیر کی
ہمنے بیچ حق خدا کے اور تحقیق تھا مین البتہ ٹھٹھا کرنیوالون سے - اے کاشکے
دیکھے تو کہ جبوقت - کہ کہیگا گنہگار نیچے ڈالے ہوئے سر اپنا نزدیک رب اپنے کے
اے رب ہمارے دیکھا ہمنے اور سنا ہمنے پس پھر بھیج ہمکو کہ عمل کرین اچھے تحقیق
ہم یقین لانیوالے ہین) یعنے اللہ کے مقابلہ مین زیادتی کرنے اور اپنے عملون کے
روح اور ہر شئے کی حقیقت بچشم خود دیکھنے اور سننے کا اقرار کرکے کف افسوس ملنا
اور دنیا مین لوٹ آنیکی آرزو کرنا فائدہ نہ بخشیگا -

افسوس ہے اونکے حال پر جنکو اپنی خام عقلی پر زعم ہے بلکہ پتھر پڑے ہین
اون ظاہر پرستونکی عقلون پر جو دین کو محدود کرکے اعلی امراتب حاصل کرنے سے غافل
ہو بیٹھے ہین - ایعزیز ہوجا تو اون صادق الایمان والون سے جنہون نے
غیب پر سچے دل سے ایمان لایا ہے اور یہ امر شاید تیرے لیے باعث کشود
کار ہو دارین مین -

فصل دوازدہم

ایعزیز - کیا تو یہ نہین جانتا کہ ہر جسم ذیروح متحرک ہوگا یا ساکن - اور کیا تو یہ نہین دیکھتا
کہ حرکت اور سکون دونون وقت واحد مین جمع نہین ہوا کرتے - چونکہ اجتماع

(ازفیض الموجود)

اضداد محال ہے۔ اس سے یہہ بات صاف معلوم دیتی ہے کہ ایک عرض مقدم
ہوگا تو دوسرا موخر۔ ایک ساکن ہوگا تو دوسرا متحرک اور یہہ بالکل کھلی بات ہے
کہ یہہ حالات ایکدوسرے کے عدم کے بعد ہی ہوا کرتے ہین اور یہ سب شرایط
نشانیان ہین۔ حادث کی۔ تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ ہر حادث اس تقسیم ثلاثہ سے
باہر نہین ہے اگرچہ کہ عالم ممکنات تیری نظرون مین نامحدود لباسون اور گوناگون پیرایون
اور بے شمار تشخصات وتعینات وتاثیرات وصفاتات وتشکلات سے آرہا ہے
وہ یا تو حیوانات ہین۔ یا نباتات۔ یا جمادات۔ اور یہہ سب متقومہ ہین۔ یا متممہ
یا جوہر ہین یا عرض۔ اور ہر جوہر یا جسم ہے۔ یا روح۔ اور ہر جسم فلکی ہے۔ یا طبعی اور
ہر طبعی یا بسیط ہے یا مرکب۔ اور ہر مرکب نامی ہے یا غیر نامی۔ اور ہر نامی حیوانات
ہین یا نباتات۔ اس سے معلوم ہوا کہ حیوانات اور نباتات یہ دونون حقیقت۔
نامیہ کے مفہوم مین داخل ہین۔ اب باقی رہا ایک غیر نامی تو وہ جمادات ہین۔
اس لحاظ سے تو موجودات کی تقسیم دو ہی طرح کی ہوئی یعنے نامی اور غیر نامی نامی
مین حیوانات اور نباتات لگئے اور غیر نامی مین جمادات۔ اور نامی غیر نامی جسم کے
مفہوم مین شامل ہین تو اب صاف یہ نتیجہ نکل آیا کہ کل موجودات کی تعریف صرف
ایک جسم ہی ٹھہری تو اب اس کہنے مین کیا تامل ہوسکتا ہے کہ تمامی موجودات
عالم بلا تقسیم (شئے واحد ہے) ایطالب اس بات کو جان کہ یہ امر سبکا مسلمہ ہے
کہ ہر حادث کا حدوث بغیر پیدا کرنیوالے کے نہین ہوسکتا ممکنات جب حادث
ہین تو ممکن کی علت تو ممکن نہین ہوسکتی تو یہ ضرور ہوا کہ اوسکی علت واجب
ہونا چاہئے۔ کیونکہ وجود جس شئے کا محتاج ہے وہی علت ہے اور یہ امر مسلمہ

کہ جو حادث نہیں ہے وہ قدیم ہے۔ پس واجب الوجود علت ہے تو ممکن الوجود معلول۔ ایعزیز وجود کا تصور اگرچہ کہ سب افراد مین شامل ہے مگر اون مین ما بہ الامتیاز صرف خاص مخصصہ اور تشخصات و تعینات ظاہری بھی ہین اور در حقیقت تمامی ذوات عین و آحاد حقیقت وجود ہے یعنے ممکنات گویا اعراض ہین واجب الوجود کے اور ذات وجود ہر فرد کی تعریف مین جو شامل ہے وہ بطور مبہم ملحوظ ہے۔ اور حقیقت دیکھی جائے تو وہی عین وجود ہے۔ اور وہی اعراض کا مفہوم ہے اسلئے کہ بذات خود قایم ہے۔ ایعزیز مسئلہ وحدۃ الوجود ایک ایسا باریک اور نازک اور راوق مسئلہ ہے جو حروف اور اصوات مین محیط نہین ہوسکتا کیونکہ ذات بحت کی شان ہر حالت مین مستغنی اور لاپرواہ ہے جس پہلو پر بیان ہوگا وہ سب تقیدات کی قید کے اطلاق مین شامل ہوگا۔ محض تنزیہہ بھی دوائر تقیدات سے باہر نہین ہے۔ کثرت مین تنزیہہ ہوا اور تنزیہہ مین کثرت تب بھی کثرت اور تنزیہ سے اوسکی شان علی حالہٖ ہے کثرت سے گھٹتی نہین اور تنزیہہ سے بڑہتی نہین۔ (الآن کما کان) اوسکی وحدت جیسی تھی ویسی ہی ہے۔ خبردار خبردار ہمارے اوپر کے بیان سے جو اجمالی طور پر ہے اوس سے یہ خیال نکر لینا کہ ذوات عالم مین اوس ذات پاک کا حلول یا سریان ہے۔ یا اوسکی ذات عین ذوات ممکنات کا۔ اور یہہ جو کچھہ بیان ہوا وہ اسلئے تھا کہ معلول ہی سے علت کا استنباط کیا جاتا ہے۔ اور مخلوق سے خالق کا۔ یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ شئے اعتباری اعتبار کرنیوالے کے ذہن مین متحقق ہوا کرتی ہے اگر اعتبار کرنیوالا ہی معدوم سمجہا جاوے تو عدم محض کے سوا اور کیا باقی رہتا ہے۔ جب یہہ اصولی

قاعدہ صحیح ہے تو عدم محض سے شئے اعتباری ہرگز متحقق نہین ہو سکتی۔ تو اب یہ کہا جا سکتا
ہے کہ ممکن الوجود اور واجب الوجود سے مابہ الامتیاز قطع نظر کر لیجاوے تو سب کچھہ
(موجود مطلق) ہی رہ جاتا ہے۔ اور وہی درحقیقت عین حقیقت وجود ہے۔
کیونکہ بذات خود موجود ہے۔ مراتب پر اگر تیرا خیال ہے تو یہ جان لے کہ وجوب
اوسکی حقیقت ظاہری ہے اور امکان اوسکی صفت باطنی۔ اور تمامی تشخصات
وتعینات اور خواص مختصہ جو مابہ الامتیاز ہین وہ سبکے سب شیون ذاتیہ واجب الوجود
ہین جو وحدت ذات پاک مین مندمج و مندرج ہین۔ علت ممکنات کافی الخارج
وجود جو ضروری ہے وہ ذات شیونات مین ظاہر اور ساری ہے۔ وجود کے
لئے تحقق وحصول یعنے معنی مصدری جو کیا جاتا ہے وہ ایک اعتباری مفہوم
ہے صوفیا کرام کا مقصود (وجود حقیقی) ہے اور وجود حقیقی کیا ہے یہ اپنے
موقع پر طے ہو لیا ہے وجود سے مقصود وجود مصدری اعتباری نہین ہے
بلکہ حقیقی وجود کا مصداق وجود اعتباری وجود مصدری ہو سکتا ہے۔ العزیز
ہمنے یہہ جو کہا ہے کہ علت ممکنات کافی الخارج وجود ضروری ہے اور وہ
ذات شیونات مین ظاہر اور ساری ہے۔ اس سے ضرور تیرا خیال پریشان
ہوا ہوگا۔ اور اندراج شئے فی الشئے کے جانب تیرے نفس نے رہبری کی ہوگی
خدارا ہرگز ایسا خیال نکر یہہ اندراج ایسا اندراج نہین جیسے جز مین کل کا یا ظرف
مین مظروف کا بلکہ تمثیلاً یون کہنا کسیقدر ٹھیک ہوگا کہ یہ اندراج ایسا اندراج
ہے جیسا کہ موصوف مین اوصاف کا۔ یا ملزوم مین لوازم کا۔ یا عدد کی ذات
واحد مین نصفیت وثلثیت ربعیت وخمسیت وغیرہ کا اندراج باوجود ایک ہونیکے

یہ سب نسبتین مندرج ہین مگر ذرا بھی ظاہر نھین ہین جبتک کہ مراتب خیریت مین واقع نھو۔ پس اس سے صاف یھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک عدد کا دوسرے اعداد مین سریان ایسا ہے گویا عین واحد کثرت مین ظاہر ہے۔ پس اس کثرت کا فی ذاتہا وجود نھین جو کہا جاتا ہے بہت صحیح ہے۔ اے عزیز ہمارے بیان نے تقریری لباس مین وحدۃ الوجود کا جو عکس کھینچا ہے۔ اگرچہ کہ اپنا نتیجہ نکال لیا ہے۔ مگر معترضین کے شکوکات کا موج زن پرجوش دریا۔ الحق اوسوقت تک ساکن نہو گا تاوقتیکہ وہ اوسکی کسیقدر لذت ضروری حاصل نکرے اور یہ مذاق ہے بالخصوص اون برگزیدہ لوگونکا جنھون نے عاقبت کو مقدم رکھا ہے دنیا پر اور یہہ بھاری ہے کام۔

پس اے طالب اگر تیرا مقصود پانا ہے اس مسئلہ کی حقیقت کو تو تو کوشش کر تو اسکی کہ چلے تو راہ پر اولیاء کرام کے اور پہونچے تو اپنے مقصد کو اور ہو وے حشر تیرا مثل اون لوگون کے جنپر رحمت نازل کی رب العزت نے بیحد اور بے شمار۔

فصل سیزدہم

اے میرے پیارے دوست دل کو تنگ نکر جاہل نادانون کے اغواسے پریشان نہو اونکے شور و غوغا کو صدائے دہل جان۔ کیونکہ اون کے سینے سرمایۂ علمی سے منیٹ خالی ہین۔ اونکی آنکھون نے علم کی چمکدار روشن سطح کو دیکھا نہین جہل کے پورے سارے ظلمات مین گھرے ہوئے ہین۔ اسکے علاوہ طبیعت کا حجاب رسم و رواج کا حجاب۔ نافہمی کا حجاب اونکو ابھرنے نھین دیتا۔ آفتاب اور

گرمی کو علت بیماری سمجھے ہوئے ہین درحقیقت اخلاط کا گرم ہونا بیماری کی علت ہی۔ دوا کے
پینے کو آرام کی علت جانتے ہین۔ حالانکہ اخلاط کا پختہ ہو کر نکلنا صحت کی علت ہی۔
انکی کج فہمی نے حنظل یعنے اندراین کو سیب کا قیاس جما دیا ہے۔ ایسیونکو توصفات خداوندی
مین غور کرنیکی اجازت دینا اور خاص کر مسئلہ وجود مین گویا گمراہ کرانا ہے یعنی علم کو ضایع
کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ نااہلون کے روبرو ایسے ذکر سے نبی کریم سردار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اسمین ذرا ہی شبہہ کو دخل نہین کہ احادیث نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسرار دین کے اصول و فرع کو ثابت کر دیا ہے۔ اور آثار صحابہ اور تابعین
نے اوسکے اجمال او تفصیل کو صاف بیان کر دیا ہے۔ مجتہدین کبار کا غور نظر بھی اون
مقاصد دن کے دریافت کرنیمین جو شریعت کے ہر ہر بات مین ملحوظ رکھی گئین ہین امتیاز
کو پہونچ گیا ہے۔ اور اون کے پیرومن نے بھی بڑے بڑے نکات ظاہر کیے ہین
اور اون کے گروہ کے علماے دقیق نظر نے نہایت ہی عمدہ عمدہ مضامین پیدا کر دیے
ہین۔ حیرت اور ابہام ہی کو نہین اوٹھایا بلکہ اونہون نے اوسکے بنیادون کے استحکام
مین پورا غور کیا ہے اصول و فرع کو نہایت عمدگی سے مرتب کیا ہے۔ بزرگان دین نے
علوم اسرار دین مین جو جو معیاد قرار دیے ہین اگرچہ کہ وہ چودہوین رات کے تاب
ناک چاند کے مانند ہین بلکہ اوس سے بھی زیادہ روشن تر مثل آفتاب کے منور ہین مگر کور
چشم کے روبرو آفتاب سیاہ۔ سچ تو یہ ہے کہ ڈہونڈنے والون کے لیے صرف خواہش
گرسنگی ہی کو دفع نہین کیا بلکہ کامل طرح پر سیر کر دیا ہے۔ لیکن بات یہہ ہے کہ اس
فن کے راز تو اوسی پر ظاہر ہونگے جسکو تمام علوم شریعت مین پورا اسارا ملکہ ہو۔ تمام فنون
دین مین یگانہ ہو۔ اس علم کا چشمہ نوری تو اوسی شخص کے لیے صاف ہوتا ہے جسکا دل

خداوند جلیل نے علم لدنی سے کہولدیا ہو۔ بہائیجان ان احکام ظاہری ہی کے مقاصد کا معلوم
کرنا جنپر احکام کی بنیاد ہوا کرتی ہے نہایت دقیق علم ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ احادیث کے
طبقے اور درجے مختلف ہین۔ پہر اونکا امتیاز گویا مشکل مطالب کا رام کرنا اور وحشی مضامین
کا شکار کرنا ہے یہ واقعی کچہہ آسان نہین۔ حدیث کے معنی۔ اور مشکل حدیث کا پورا انضباط
حدیث کے شرعی معنی اور فرعی احکام۔ احکام منصوص۔ اشارات۔ اور رموز احکام قیاسیہ
منسوخ۔ اور محکم ضعیف اور قوی کا حکم۔ بیت قبض۔ مباحات۔ اور اوسکے شواہد۔ صحیح۔
احسن۔ ضعیف۔ معروف۔ غریب۔ شاذ۔ منکر۔ خطا۔ موقوف۔ مرفوع۔ موصل۔ مرسل
انکی صرف تحقیق ہی نہین بلکہ تطبیق۔ تضاد۔ و تناقض کا اوٹہانا۔ اسی پر اکتفا نہین یہہ بہی
تو دیکہنا ضرور ہے کہ حکم عام سے کیون یا امور خاص کئے گئے۔ نظایر کیون معین نہین
ہوئے۔ مقادیر سے بحث بہی تو کرنا ہے۔ اور یہ معلوم کرنا کہ اصول کو باہم کیسے ملاتے
ہین۔ فراع کو اوسپر کسطرح قایم کرنا چاہئے۔ قاعدون سے پہلے تمہیدات کیونکر لایا کرتے
ہین۔ قاعدون کے لئے عقلی اور نقلی دلایل کیسے بیان کرنا چاہئے۔ مصنف حجۃ اللہ
البالغہ نے ان امور کا۔ نہایت وضاحت اور خوبی سے ذکر فرمایا ہے۔ دلو بالفرض
یہ سب حاصل بہی ہو جائے تو روشنضمیری کہان سے لائینگے۔ دل کے مانجہنے کے
علوم۔ زہد۔ تقوے۔ ورع یہہ وہ بسیط علم ہے کہ آگے چلکر محض فیضان الٰہی کے ہی
منتظر رہنا در کار ہے۔ یہہ اتنا بڑا بیش بہا ذخیرہ اونہین بزرگوارون کے ظرف ہین
جو لولو اور لالہ سے مملو ہین۔ صدقہ ہے یہہ اونہین روشنضمیر بزرگوارون کا جو
تحریر اور تقریر مین فرزانہ تہے۔ ہر بات کی تصویر کہینچنا اونہین کا حصہ اور حصہ تہا جو
ہر بات مین تفوق رکہتے تہے۔ خودرائے بہی نہ تہے۔ اونکی طبیعتون مین انتقال

بھی تھا - یہ اونکی محض راست بازی کی دلیل ہے - اخبار شریعت سے - ایجاب - استحباب - اباحت - کراہت - تحریم - رزایل سے منع خوبیونکا حکم - درکات کا خوف درجات کی بشارت سے ہم آگاہ ہوئے - اونکی بار منت سے ہمارے ہی پر کیا موقوف ہے آینوالی نسلونکی گردنین جھکی رہینگے افسوس ہے اونکے حال پر جو اونپر اعتراضات کا جھوٹا ٹیکہ لگایا چاہتے ہین - کیا وہ محسن کش احسان فراموش نااہل اونکی تقلید کے دایرہ سے باہر آسکتے ہین - یہ اونکے محقق کہلانیکی سو ہوم امید دہٹائی کی حد تک پھونچاکر ذلیل وخوار کرتی رہیگی - جہالت اور حماقت کے کوچہ مین ہمیشہ ٹکراتے رہینگے - گلِ مقصود سے اون کے دامن پُر ہونا تو در کنار خار مغیلان سے اون کے دل وجگر زخمون سے لالے رہینگے - ہان ہم نفس معاملہ سے بہت دور رہے اے عزیز احکام ظاہری مین جب یہ دقیقین ہین تو رموزاتِ باطنی کا سمجھنا تو اور بھی زیادہ تر مشکل ہونا چاہیئے - پس اے طالب اسبات کو جان کہ خدا کے صفات اور اسمار توفیقی ہین - ہان صوفیاء کرام نے جہان تشبیہات مین گفتگو کی ہے وہان تیرے شبہات کو وسعت ہوگئی ہے - یہی سبب ہے کہ تیرے ظن باطل نے بزرگان دین سے بہت پیچھے ہٹا دیا ہے - یہہ تیرا گمان صحیح نہین ہے - اونھون نے خالق مین مخلوق کے صفات کا اعتقاد نہین کیا ہے - صرف غایب کے حال کو کسی حاضر پر قیاس ہے - اور اگر یہہ تیرا گمان ہے کہ مخلوق کے اوصاف واجبی ثابت کرتے ہین یعنے مخلوق مین عادات اور اثرون کو دیکھکر یہہ گمان کرنا کہ اوسیکی ذات سے ہے - اسکو تو وہ شرک سمجھتے ہین - اب رہی یہ بات کہ نفس مسئلہ لفظ وجود پر بحث تو ہمارا یہان حقیقت موضوع لہ کے لیے لفظ ہوتے

ہین۔ یہہ بات تو واضح ہے کہ حقیقت خارجی کے نسبت تو صورت ذہنی ہی ہوا کرتی
ہے۔ جو اوسی صورتِ خارجی سے منتزع اور حاصل کیجاتی ہے جیسے تصویر کی
صورت اصل شئے کے لیئے منظر ہوا کرتی ہے۔ ایسا ہی الفاظ موضوع لہ کے لیئے
یہہ صورت خطی ہوتی ہے۔ یعنے ایسے کُل امور مین دال اور مدلول مین باہم
ایسا قوی تعلق اور باہمی لزوم اور گرفت ہے۔ اسلیئے اپنے موقع پر یہہ طے
ہوچکا ہے کہ وہ دونون شئے واحد ہین اور وجود شبہی للمدلول اسیکا نام ہے
ایعزیز یہ یاد رکھہ کہ ہماری تقریر کوئی دوسرا پہلو چاہتی ہے تو یہہ سمجھہ لے کہ تیری
فہم کا قصور ہے تو اپنے اعتقاد کے یاد باتون کو خوب مضبوط تہامے رہو ورنہ
نافہمی اور کج عقلی کے ایک ہی جھونکے مین تیرے ایمان کا جہاز غارت ہی ہوجائیگا
خبردار خبردار ایسے نازک مضامین کا ایسا استعمال کر کہ مقتضی عقل کو مقتضی طبعی پر ترجیح ہو
کیونکہ امراض اور ہین۔ اور اعراض خارجیہ اور ہین۔ اور یہہ دونون ہرگز مساوی نہین
ہوسکتے تشخیص کے لیئے نہایت غور نظر اور صلاحیت درکار ہے۔ پس ماموربہ کو ترک
کرنا اور منہیات کا اقدام کرنا ہے اور یہہ امر خدا کے مقابلہ مین دلیری اور خدا کی
شان مین کوتاہی کا باعث ہے۔ وہ بے پرواذات (سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا
یُشْرِکُوْنَ) یعنے پاک اور منزہ ذات خدا کی کسی شئے کے شریک ہونے یا
مثال لانے یا نسبت دینے سے۔ بہا یجان مسئلہ کی تفہیم یا تعلیم یا اوسکے اسرارات
کا انکشاف یہان نہین ہے۔ مگر خداوند کریم عقل کے پردون کو اوٹھا دے۔
یہان مقصود صرف سد لسان غالیان ہے۔ جو کج فہمی سے ذات وصفات
خداوندی مین زبان کھولتے ہین۔ رب العزت کا ارشاد ہے (وَمِنَ النَّاسِ

مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ یعنے بعضے لوگ وہ شخص ہین کہ جھگڑتے ہین بیچ توحید خدا کے بغیر علم کے اور پیروی کرتے ہین ہر شیطان سرکش کی - ایطالب یہ نہایت نازک مقام ہے بہت ہی سنبھلکر گفتگو کرنا چاہیے - تیرا یہ خیال کہ اسلاف یعنے وجود یہ کا طریقہ ٹھیک نہین محض غلط ہے جنھون نے دریاے وحدت مین غوطے لگائے ہین اونہین سے کسی نے بے الحاد کے راستے کو کھولا نہین ہے - شاید تو اون نادانون کی باتونکو لیا پھرتا ہے جو کچھ صوفی اور پکے ملحد کہلاتے ہین یہہ اونہین موحدین کا صدقہ ہے جو ہمکو الحاد اور زندقہ کا تمیز ہوا - ان بدبختون کی صحبت سے بچنے کے لیے بزرگان دین نے ہدایتین بھی ہین جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نباید داد دست

پس ایطالب اولیاء اللہ سے جو تجھے سوے ظن ہے اسکو دل سے دور کر اور خدا سے دعا مانگ کہ تیرا خاتمہ اون موحدین کا سا ہے جنکی نسبت اللہ صاحب کا ارشاد ہے (اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) ایعزیز پیروہ جا تو اون اولیاء اللہ کا جنکو اللہ نے اپنی رحمت نامتناہی مین گھیر لیا ہے - شاید ہو جائے تو بھی بے خوف اور حاصل ہو تجھے رضائے الٰہی موجب رحمت -

فصل چہاردہم

ایعزیز مسئلہ وجود کا مفہوم نہایت غامض اور ادق ہے - اور اوسکے معنونین بہت بڑا گہراؤ در گہراؤ ہے کیونکہ یہان ذات اور صفات خداوندی کے تجلیات اور مشاہدات کا سامنا ہے - جسکے رموز اور اسرارات کا جاننا کچھہ آسان امر نہین -

بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے۔

نوان دربلاغت بہ سبحان رسید
نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

سالک کا اس مقام مین دم بخود رہنا ہی اوسکے حسب حال ہی بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے

اگر ایک سر موے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

عاشقان راہ خدا کی تو یہ حالت ہے بقول کسی صاحب دل کے۔

شہ طیست کہ بر لب ما عشقش
آن پاے ہند کہ سر ندارد

رسمیست کہ در ہواے وصلش
آن مرغ پرد کہ پر ندارد

کسی صاحب دل نے اس منزل کے چلنے والون کے لئے کیا اچھا سمجھایا ہے۔

اے دل بیدان نزد آن دلبر رو
در بارگاہ وصال او بے سر رو

پنہان زہمہ خلق رفتی چو بدرش
خود را بدرش دان و آنگہ در رو

سالکان راہ طریقت اس منزل مین جب اپنے کو پہونچاتے ہین تو اونکو مافیہا سے کوئی تعلق نہین رہتا۔ مشاہدہ دوست کے تجلی انوار مین سوائے اپنے مقصود کے اونکی آنکھون کے آگے کچھہ نظر نہین آتا۔ مگر جو لوگ ایسے اہم اور نازک مسئلہ مین نادانستہ بزرگان دین کی تضحیک کرتے ہین گویا اپنے کو بڑے منطقی و متکلم ظاہر کرکے جہالون کو اپنا شریک بنا کر عام جلسون مین اناب شناب جو منہہ مین آتا ہے خرافات بکتے ہین۔ اور وہ طائفہ جہال جو شائقین کے پردے مین اگر اس مسئلہ سے ماہر ہونیکا جھوٹا دعوے کرتا ہے۔ اور وہ گروہ ملاحدین بیچارے بے گناہ سیدھے سادھے بیون اور خوش عقیدے والون پر ضلالت اور الحاد کے راستے کو کھولتا ہے۔ (خدا انکو سمجھے) یہ بیچارے تو کس قطار اور شمار مین بڑے بڑے عقلا جو موجد علم

فلسفہ مین ذات خداوندی کی بحث مین حیران وپریشان سر ٹکرا کر رہ گئے ہین ہائے
افسوس خداوند عزوجل تو اولیاء اللہ کی تعریف فرمائے ۔اور یہ اونکو برا کہین اور پھر اپنے
عقول ضعیفہ پر ناز کرین ۔بات تو یہ ہے کہ کوئی ذی عقل ہرگز ایسا نکریگا ۔ان بات بہت
دور رہ گئی ۔ایعزیز معترضین جو غلطی مین پڑے ہوئے ہین اوسکی وجہ یہ ہے کہ اونہون نے
اپنے کو بھی ایک شئے قرار دے رکھا ہے ۔اور اوسکے ثابت کرنے مین نہایت ہی
جدوجہد کرتے ہین ۔بھائیجان جب تو شئے کی معنی سمجھ لیگا تو تیرے اشکال دور
ہوجاوینگے ۔ایمیرے پیارے دوست شئے کی معنی موجود کی ہین اور موجود کے
لئے وجود کی شرط ہے اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہین کہ موجود کے لئے تمام صفات
کمالیہ اوسکے ذاتی اور خانہ زاد ہون ۔عطائے غیر نہو ۔حضرت انسان ہی پر کیا
موقوف ہے جمیع مخلوقات مین کان لم یکن سارے صفات عطائے غیر ہین اور
بڑی بات تو یہ ہے کہ فنائیت اور آدمیت اظہر من الشمس انمین پائی جاتی ہی
جب انکی موجودیت کلیۃ صورت ہے تو شئے حقیقی کی صفت مین کسی پہلو آ ہی نہین
سکتے ۔ایعزیز اسبات پر برہان چاہتا ہے تو ہم بھی تجھے قرآن تبلاتے ہین ۔فرمایا
رب العزت نے (قل ای شیء اکبر شہادۃ) جب شئے خداوند عالم
نے اپنے کو فرمایا اور اکبر سے تعبیر کی تو دوسری شئے کہان رہی ۔اور اگر یہ
کہا جائے کہ خدا بھی شئے ہے اور عالم بھی شئے ہے ۔تو پھر شرک کیا ہوتا ہے
ایعزیز قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے جب ملجائے تو معاملہ بہت صاف اور واضح
تسلیم کیا جاتا ہے ۔چنانچہ اس آیت شریف کی تصدیق اس آیت شریفہ سے
ہوتی ہے ۔جیساکہ فرمایا رب العزت نے (لیس کمثلہ شیء) لا نظیر لہ اللہ

الامثال) یعنی خدا کی ذات اور صفات مین کوئی اوسکا شریک نہین اوسکے لئے
مخلوق سے مثالین مت دو۔ اور یہ ارشاد اسبات کو تبلاتا ہے کہ نا سمجھہ کہین دہوکہ
نکھا ئین اور بیجا تاویلون کے درپے نہون۔ یہہ بھی اللہ ہی کا فضل اور احسان ہے
جو ہمکو سکھلایا اور سمجہایا۔ اسپر بھی نہ ماننا صریح گمراہی ہے۔ کیونکہ مثل شئے کی تو واضح
طور پر نفی فرمادی۔ کہ شئے تو مین ہون مگر وہ شئے غیر اصلی اور مجازی نہین ہون جسکو
تم اپنے ذہنون مین شئے سمجھے ہوئے ہو۔ یعنے تم جسکو سوائے میرے موجود
سمجھتے ہو۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ اے میرے پیارے دوست تو یہہ سمجھا ہوگا کہ
شئے کی معنی موجود کی جو کی گئی ہے غلط ہے۔ ہرگز ہرگز تو ایسا گمان نکر شئے کی معنی
جو ہمنے کئے ہین اگلے زمانے کے بڑے بڑے لوگ بھی یہی معنی کئے ہین چنانچہ
شرح سبع الدہر مین ہے کہ (فانہ سبحانہ تعالیٰ شیءٌ ای موجود) ترجمہ
پس تحقیق وہ سبحانہ تعالیٰ شئے ہے یعنے موجود صحیح بخاری کے ارشاد الساری مین ہے
کہ (وھذا الان الشئے اسم للموجود لا ینطق علی العدم) ترجمہ
اور یہ اسلئے ہے کہ تحقیق شئے ہے نام موجود کا اور نہین کہا جاتا ہے معدوم۔
اور امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے یہہ کہا ہے۔
ہو شئی لا کالاشیاء بمعنی الشیء اثباتہ بلا جسم وجوہر
وعرض) ترجمہ یعنے پروردگار عالم شئے ہے یعنے موجود ہے نہ مانند دوسرے
اشیاء کے اور معنی اوسکے پروردگار کے شئے ہونیکا ثابت کرنا ہے اوسکی ذات
کی ہستی کا بغیر جسم وجوہر اور عرض کے۔ الغرض جب تو یہہ سمجھہ گیا تو صوفیائے کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین عالم کو شئے یعنے موجود نہین سمجھتے تو کچھہ بیجا نہین کرتے

بلکہ یہ اونکا عقیدہ صحیح اور قابل قبول ہے موجود اصلی کے سوائے اور کسیکو وہ موجود ہی نہین کہتے - ورنہ خدا کے ساتھ شریک پیدا کرنا ہے جو نہایت شرک اور گمراہی ہے - العزیز بچنے والا ہو جاتو ہر قسم کے شریک لانے سے تا کہ پاوے تو نجات فضل سے اللہ غالب اور حکمت والے کے -

فصل پانزدہم

العزیز اس مسئلہ کو ہم ایک اور دوسرے طریق سے (سچھے) جزو ن پر تبلاتے ہین جس سے تیرے اکثر شبہات کا دفعیہ ہوگا بشرطیکہ بنظر استفادہ سُن کیونکہ قران عظیم اور حدیث شریف سے بڑھکر کوئی کتاب ہدایت پر لانیوالی نہین - مگر وہ بھی انہین کے حق مین عمدہ ثمرہ پیدا کرتی ہے جسکے لئے سعادت ازلی مقسوم ہے - ازلی شقی اوس نعمت عظمے سے بے نصیب ہین - بہا ئیجان - ترمذی مین حدیث شریف ہے - (حدیث)

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا درانحالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے صحابہ مین کہ ناگاہ آیا ابر پس تحقیق فرمایا آپنے کہ آیا جانتے ہو کہ کیا ہے یہ کہا اونہون نے اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے - فرمایا آپنے یہ عنان ہے بادل پہونچاتا ہے زمین کو اور اللہ تعالے چلاتا ہے اوسکو طرف اوس قوم کے جو نہین شکر کرتے ہین اوسکا اور نہین پکارتے اوسکو - پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہے اوپر تمہارے - کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا آپنے تحقیق وہ چیز آسمان دنیا ہے سقف محفوظ

اور موج مکشوف۔ پھر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کسقدر مسافت ہے درمیان تمہارے
اور درمیان آسمان کے کہا اونہون نے خداے تعالے اور اوسکا رسول بہتر جانتا
فرمایا آپنے درمیان تمہارے اور درمیان اوسکے پانسو برس کی راہ ہے۔ فرمایا آپنے
آیا جانتے ہو اوپر اوس آسمان کے کیا ہے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول
بہتر جانتا ہے۔ فرمایا آپنے اوپر اوسکے دو آسمان دوسرے ہین درمیان مسافت ان
ہر دو کے پانصد سالہ راہ ہے۔ پھر فرمایا اسیطرح یہانتک کہ گن دیا ساتہہ آسمانون کو جو
ایک دوسرے پر ہین۔ اور درمیان ہر ایک کے مسافت ہے بقدر زمین اور آسمان
کے۔ پھر فرمایا آیا جانتے ہو کیا ہے اوپر اوسکے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا
رسول بہتر جانتا ہی۔ فرمایا آپنے اوپر انکے عرش ہی اور درمیان اوسکے اور آسمانون کے فاصلہ ہی مقدار دوسری دو آسمانون کے
پھر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہی نیچے تمہاری۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہی فرمایا آپنے
تحقیق وہ زمین ہی۔ پھر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہی نیچے زمین کے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول خوب جانتا ہی
فرمایا آپنے نیچے اوسکے زمین ہے دوسری درمیان ان ہر دو زمین کے
پانصد سالہ راہ ہے۔ یہانتک کہ گن دیا آپنے ساتہہ زمین کو درمیان ہر دو زمین کے
پانصد سالہ راہ کو۔ پھر فرمایا آپنے قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتہہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے
اگر تحقیق چھوڑو رسی کو طرف زمین کے آخر البتہ پڑیگی وہ رسی اللہ تعالے پر پھر فرمایا
آپنے آیہ کریمہ (ھو الاول والآخر الخ) ایعزیز اس حدیث طویل مین جو مضمون
کے لحاظ سے اسرار ہے تحقیق اوسمین صرف دو ہی امر کی حسن تعلیم پائیجاتی ہے۔
یعنی اول فوق کی انتہا۔ اور آخر تحت کی انتہا۔ اور فوق کی انتہا عرش ٹہرایا اور تحت
منتہاے ارض السفلی فرمایا۔ جس سے مقصود اظہار ارتباط مراتب درمیان تحت

و فوق پایا جاتا ہے - کیونکہ اولاً آپ نے یکے بعد دیگرے فوقیت و احاطت عرش کو ظاہر فرمایا - مگر فوق عرش کا ذکر نہ کیا کیونکہ (الرحمٰن علی العرش استویٰ سے) ظاہر ہے اور اوسی مضمون کی دوسری حدیث مین جسکو ترمذی اور ابو داؤد نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے - بعد ذکر فوقیت عرش کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ثم اللہ فوق ذالک) پس اللہ اوپر ہے اوسکے چونکہ اس حدیث مین صرف ظاہر کر دیا تھا کہ فوق عرش اللہ تعالےٰ ہے تو تحت کا حال باطن رہگیا - لہذا آپ نے پھر فوق سے سر تحت کے اظہار کیطرف رجوع فرمایا - بلکہ اوسی فوقیت اولی یعنے عرش علی کو تحت اخری یعنے ارض السفلی تک پہونچا دیا یعنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تحت ارض السفلی بھی ہے اور ان ہر دو بیانات اول و آخر کی تصدیق پر آیۂ کریمہ (ھو الاول والاٰخر الخ) کی تلاوت فرمائی جس سے اول و آخر ہی کا قلابہ نہین ملا بلکہ یہی ہے وحدت کا سلسلہ جو مسلسل ہوگیا **جزو اول** - بھائیجان اس حدیث شریف کے جملہ آخر مین اصل مفہوم کے استنباط مین دو احتمال ہین یعنے معنی ظاہر الفاظ پر حمل کرین یا اوس مین تاویل کرین - درصورت اول اللہ تعالےٰ کا فی الارض ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ علی العرش ہے - جبکہ عرش فوق ارض و سما ہے جیسا کہ (و ثم فوق ذالک) الرحمٰن علی العرش استوا سے تحقیق ہوگیا - پس باوجود تحقیق فوقیت کے اوسی کی تحتیت غیر متحقق ہے - کیونکہ فوق و تحت جہات مختلف اور باہمدیگر اضداد ہین - جس سے تحت کا فوق بننا یا فوق کا تحت بننا لازم آتا ہے جسکے باعث ارض کی احاطت اللہ تعالےٰ پر لازم آتی ہے پس محیط کا محاط ہونا خلاف عقل و نقل ہے - لہذا بعضون نے (لھبط علی علم اللہ)

مراد لی ہے جس سے تناقض الفاظ ظاہری کا مرتفع ہو جاتا ہے۔ جو موافق نقل کے بھی ہے
ایطالب کیا تو یہ نہیں جانا کہ (علم اللہ) نہایت وسیع اور محیط جمیع اشیاء سے ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے فلہذا (قال اللہ تعالیٰ ان اللہ قد
احاط بکل شیء علما) اسواسطے آپنے اس حدیث کو آیہ کریمہ (ھو بکل شیء
علیم) پر ختم کیا تاکہ علم کے ساتھ موافق ہو جائے۔ یعنے ثابت ہو کہ از عرش تا فرش
علم اللہ کا محیط ہے۔ (الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر) لہذا وہ بعلم ہر
مخلوق کے ساتھ بہ نزاہت ذاتی خود حاضر ہے۔ یا آنکہ حق سبحانہ تعالیٰ فوق عرش ہے
اور عرش محیط کرہ ارض ہے تو اللہ تعالےٰ تحت ارض السفلی بھی ہوا۔ لہذا آپنے آیہ
کریمہ (ھو الاول - الخ) تلاوت فرمائی کیونکہ عرش ہمارے نسبت فوق ہے
باعتبار اول حق سبحانہ تعالیٰ فوق ارض ہوا۔ اور وہی عرش بہ نسبت ہمارے تحت ارض
ہے باعتبار آخر اللہ تعالےٰ تحت ارض السفلی بھی ہوا۔ کیونکہ عرش تحت و فوق ارض
محیط ہے بنظر فوقیت کے عرش مقابل اور مد نظر ہے۔ اور ظاہر ہے۔ اور بنظر
وسکے ارض حائل ہے تو تحت باطن سے ہے درصورت ثانی جیسے حدیث عباس
رضی اللہ عنہ مین (ثم اللہ فوق ذالک ای فوق العرش مین) لفظ اللہ سے
علم مراد نہین لیا جاتا اسیطرح لہبط علی اللہ مین بھی علم مراد نہ لیا جائیگا کیونکہ اللہ اسم
ذات ہے ذات سے صفت مراد نہین لیجاتی اگر یہان علم و قدرت کے احاطت
وسعیت کا ذکر منظور ہوتا تو بجائے صفات کے ذات کا ذکر کیا نہ جاتا۔ بلکہ صفات کی
جگہہ ذات کا ذکر کرنا خلاف بلاغت وفصاحت ہے جبکہ بعض آیات و حدیث
مین علم و قدرت کی احاطت وسعیت کا ذکر بھی وارد ہو چکا ہے تو معلوم ہوا کہ

اللہ تعالے اور اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان احاطت ذاتی کا اظہار منظور تھا وہان تو ذات کا ذکر کیا اور جس جگہہ صفات کی احاطت کا اظہار منظور تھا وہان صفات کا ذکر فرمایا۔ تاکہ نفس احاطت ذات وصفات کی محقق ہوجائے کیونکہ باہمدیگر انفکاک متصور نہین ہے۔ اسواسطے علمائے متکلمین نے بہ لحاظ اختلاف مفہوم کے عقیدہ احاطت علمی کو جایز رکھا ہے جو صاحب بصیرت ہے احاطت صفات ہی کی آڑمین احاطت ذاتی مشاہدہ کریگا۔ پس اس اختلاف مفہوم پر ہر دو فریق خاص وعام کے اعتبار سے صفات کو نہ عین ذات کہتے ہین اور نہ غیر ذات اس صورت مین دونون عقیدے صحیح ہین مصلحت شرعی یہہ بھی ہے کہ اگر عامی احاطت علمی کا قایل ہے تو اوسکو احاطت ذاتی کی تکلیف نہ دین کیونکہ یہ امر اوسکے حوصلہ فہم سے زاید اور خوف نقصان کا ہے۔ اسواسطے شارع نے عوام کو اسکی بحث سے روکا ہے۔ کیونکہ فکر احاطت ذاتی مین وہ عاجز ہے۔ مگر بعضے اون اقوال علمائے دین کو جو بہ لحاظ مصالح شرعی کے عوام کو عقیدۂ احاطت ذاتی کی تکلیف سے باز رکھا ہے۔ اور منع کیا ہے متمسک کرکے احاطت ذاتی سے انکار اور صرف احاطت علمی کا اقرار کرتے ہین۔ بلکہ بعضے پہلے عقیدہ کو کفر اور زندقہ تصور کرتے ہین حالانکہ یہہ خود خطا پر مبنی ہے۔

جزو ثانی۔ ایطالب اس مغالطہ کے دو سبب ہین۔ وجہ اوّل باعتبار عدم روشنی چشم بصیرت معیت ذاتی کی حقیقت کو نہین سمجھہ سکتے۔ اگرچہ کہ شارع نے اسکی حقیقت اور اوس معیت کی کیفیت کے سمجھنے کی عموماً تکلیف نہین دی ہے۔ بلکہ صرف ظاہر الفاظ آیات وحدیث پر ایمان لانا کافی ہے مگر خبردار انکار موجب خسران ہے۔ (پس اگر اقرار نکنی انکار مکن) وجہ دوم۔ بہ لحاظ عدم روشنی چشم بصیرت کے

قیاس غایب کا شاہد پر کرتے ہین - یعنے اونہون نے معیت حق کی ایسی سمجھے ہین جیسے
ایک جسم کو دوسرے جسم کے ساتھ ہوتی ہے اور اوسکے خلاف کو مخالف عقل سمجھے ہین
اور انکار کرتے ہین یا تاویل لاطایل کرنے لگتے ہین - اسی مغالطہ عقلی کی بنیاد پر اس حدیث
مین اللہ سے علم ہی مراد لیتے ہین - اور اس تاویل پر نہایت ہی اصرار کرتے ہین - حالانکہ
وہ انکار اور یہہ اصرار بیجا ہے - کیونکہ بالفرض اللہ سے علم ہی مراد ہوتا تو لفظ سول پر
آپ کبھی قسم نہ کہاتے - اور پہر یہہ آیہ کریمہ (هو الاول) الخ - کو استشہاد نفرماتے
کیونکہ ضمیر ہو کی راجع ہے طرف ذات کے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے ذات مطلق کی
اولیت اور آخریت - اور ظاہریت - اور باطنیت پر - اور آیہ کریمہ هو الاول کو تا آخر
وهو بکل شیء علیم - کامل آیہ کو جو آپ نے تلاوت فرمائی اوسکا سبب کیا تو جانتا
نہین کہ آپ تصدیق قول پر اپنے حق سبحانہ تعالیٰ کی شہادت لائے ہین - کہ وہی یہہ
میرے صدق مقال کا حال بخوبی جاننے والا ہے - ایعزیز حق تعالیٰ کی معیت کی مختلف
تمثیلات اکثر حدیث کے ذیل مین ہم بتلائینگے - یہان طویل کلام کے خوف سے
قطع نظر کیا گیا - جان تو ایطالب - محققین نے اس حدیث کو وحدۃ الوجود پر استدلال
کیا ہے - کیونکہ اولاً اس حدیث کی ابتدا احاطت و معیت حق سے ہوئی اور
آخر اسکو عینیت و وحدت وجود مطلق پر منتہی فرمایا - یعنے اولاً آپنے عرش اعلیٰ
وارض سفلیٰ کے درمیان فاصلہ کا ذکر فرمایا - اور پہر علی العرش العلی و تحت الارض السفلیٰ
اللہ تعالےٰ کو ثابت کیا - جس سے ثابت ہوا کہ وجود باوجود واجب الوجود محیط عرش و
فرش ہے پس اسی معیت ذاتی کی وجہ سے باوجود استوار علی العرش کے لہبط
علی اللہ فی الارض درست ہوا - کیونکہ وہ علی الارض نہوتا تو (ان نور بعد

ھی النار) نہ فرماتا اگر فی الارض ہی ہوتا تو (قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون
نہ پوچھتا۔ اور سیقولون للہ) اسکا جواب آپ خود نہ دیتا۔ یہہ عجب سر معیت ہی کہ بمعراج
نبوی سے علی العرش کو ثابت کیا اور کلام موسیٰ سے (علی الارض) کا اظہار فرمایا۔ اور
باوجود اس (علی کے) پھر (فی) کا بھی ذکر فرمایا۔ پس اس (فی) مین بھی ایک فی ہے۔
انشاءاللہ تعالے حدیث لبیدین ذکر کیا جائیگا۔ الحاصل اگرچہ کہ یہ حدیث مقدمۂ ثبوت
معیت واحاطت حق مین ہے۔ مگر نتیجہ اسکا عینیت و وحدت مطلق ہے۔ کیونکہ آپنے
یہ فرمایا کہ اگر چھوڑ دو ڈول رسی سے زمین سفلی تک تو پڑیگا وہ اللہ پر۔ حالانکہ وہ زمین پر
پڑیگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو اللہ سے تعبیر فرمایا۔ بہ لحاظ لزوم عینیت
کے پس لازم ہوئی عینیت درمیان اللہ اور زمین کے۔ کیونکہ یہ عینیت عین حقیقت ارض وسما
ومافیہا کی ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ رب العزت کہ (اولم یتفکروا فی انفسھم ما
خلق اللہ السموات والارض وما بینھما الا بالحق) یعنے اور نہین فکر کرتے اپنی
جانون مین جو پیدا کیا اللہ تعالے نے زمین اور آسمان کو اور جو کچھہ بیچ اوسکے ہے مگر ساتھہ
حق کے۔ پس کیون نہین فکر کرتے اپنے نفوس مین کہ نفس عین حقیقت شئے ہی۔
جزو ثالث ۔ العزیز۔ حق حقیقت جمیع اشیاء ہونیکی وجہہ سے وحدۃ الوجود متحقق
ہوا چونکہ مخالفین اس نسبت معیت وعینیت کے سخت منکر تھے تو آپنے اس بیان
سر عینیت کو اولاً موکد بقسم فرمایا کیونکہ قسم کی ضرورت شدت انکار ہی کی وجہہ سے
ہوتی ہے اسیواسطے آپنے فوقیت وتحتیت عرش وسما وارض کے بیان کو قسم سے
متعلق نہ فرمایا۔ یہ امر مخالف عقل نہین اوس سر عینیت جسکی وجہہ سے فی الارض السفلی
لہبط علی اللہ کی حقیقت کا انکشاف بغیر از نور نبوت کے نہین ہوتا ارباب عقول جو منکر

اس تحقیق سے کہ ہین اونکی تصدیق کے لئے صرف اسیقدر مضمون عینیت کو آپ اولاً کہ
فرمایا قسم کے ساتھہ ثانیاً بدلیل اسی آیۃ کریمہ (ہو الاول الخ) چونکہ تقدم خبر مفید حصر ہے
العزیز محققین کا کہنا صاف اور یہین استدلال ہے - جبکہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین اپنی ذات
مطلق کو حصر فرما دیا ہے انہین چارون صفات اول - وآخر - ظاہر - وباطن - مین جس سے
کوئی موجود خارج نہین ہوسکتا تو وحدۃ الوجود متحقق ہوگیا - پس ناگزیر جمیع موجودات کی
عینیت لازمی ہوئی - کیونکہ وجود حق ہیولائے مطلق ہے بدلیل قولہ تعالے (خلق
اللہ السموات والارض بالحق) یہان بائے جار ساطع سے ہے جیسے کہ بطریق -
(الطواب بالمقطن) اس اشارے کو خوب سمجھو کیونکہ اوسکا ذکر بعد ومایعقلہا
الا العٰلمون واقع ہوا ہے - اور اصحاب عقول سے عالمون کو مستثنےٰ کردیا ہے -
اور پھر ان فی ذالک لاٰیۃ للمومنین) اس آیت مین اس سر کیطرف اشارہ ہے - جو
حقیقت ارض وسما ہے کہ ارض وسما حق سے پیدا ہے - حق حقیقت ارض وسما ہے
پس جو شئے کہ موجود ہے وہ عارض وجود حق ہے معیت معروض کی عوارضات کے
ساتھہ ضروری ہوئی یعنے یہہ تمام صور خارجیہ عین صور علمیہ ہین کیونکہ معلومات متعلقات
علم حق سے ہین اس تعلق کا انفکاک محال ہے وجود عالم قدیم کا بغیر ثبوت معلوم
کے متصور نہین ہوتا تصور انفکاک سے ذات واجب مین جہل پیدا ہوتا ہے اور
تقدم مین حدوث کو جگہہ دینا ہے اور یہہ باطل ہے - پس ناگزیر معیت ذاتی واجب الوجود
کی تمامی وذوات معلومات کے ساتھہ ازلاً وابداً لازم ہوئی - چونکہ صور علمیہ کو بھی صور
خارجیہ کے ساتھہ ایک نسبت لاینفک یعنے عینیت واقع ہے - کیونکہ علمیہ کا عین
خارجیہ ہونا لابدی ہے والا علم حق تعالے کا حضوری نہوگا - چونکہ بحکم (وھو بکل

شئ علیم) واجب الوجود کی معیت وعینیت صور علمیہ کے ساتہہ مسلم۔ اور صور علمیہ
عین صور خارجیہ ہین لہذا وجود واجب الوجود عین صور عالم ہے۔ (فلهذا قال الله
تعالی وهو معكم اينما كنتم) یعنے خواہ مرتبہ علمی مین ہون خواہ مرتبہ عینی مین یہہ
معیت بہ لحاظ اوس عینیت کے ہے کہ وہ عین حقیقت ذات ہر شئے ہے حقیقت
شئے لا ینفك عن شیء ولكن اكثر الناس لا يعلمون) اور جو حضرات
راسخون فی العلم ہین وہ جانتے ہین کہ یہان اللہ علم ذات حق ہے۔ اور یہ آیت
عموم معیت پر حق کے ہے معیت ذاتی کے لئے کوئی تخصیص علم وعین عرش وفرش
دنیا وآخرت کی نہین ہے (اینما کنتم) عموم مکان پر دال ہے۔ کوئی مکان اوس
سے خالی نہین اور جو خالی ہے وہ باطل ہے (الا كل شیء ما خلا الله باطل)
اس حدیث مین سر فی اشارہ ہے جسکی تفسیر آیہ کریمہ (هو الله فی السماء وفی الا
رض) ارض وسماوات پر حرف فی کے ساتہہ عطف فرمایا تو متحقق ہوا کہ جس کیفیت سے
کہ اللہ فی السما ہے اوسی کیفیت سے فی الارض بہی ہے) والله بكل شیء محيط
پس یہہ تفسیر بقیہ آیہ کریمہ (هو الاول الخ) کی ہے حدیث کو ملاحظہ کرو جسکی تفسیر یہ
آپنے اس حدیث (دلو) مین فرمادی۔ اب یہان تصریح طلب یہہ امر ہے کہ باوجود
الی الارض السفلی کے لهبط علی الله مین کیا سر ہے۔ یعنی فی مین علی کیونکر
ہے۔ الی کا اشارہ وسعت واحاطت کے طرف ہے اور فی کی کنایت حقیقت کے
جانب ہے۔ کیونکہ حقیقت باطن صورت ہے اور علی عبارت ہے علو مرتبت سے
حقیقت اپنی صورت پر عالی ہے۔ یا علی باعتبار (هو الاول الخ) کے ہے کہ ہر شئے
مبدا ظہور کل ہے۔ اور الی باعتبار (هو الاول الخ) کے سبب کہ وہی منشا بطون

کل ہے (انّ ھو بیدی و یعید) و فی باعتبار (وھو الباطن الخ) کے ہے
و (فی انفسکم افلا تبصرون) پس علی معہ الاولیٰ ثابت ہوا اور الیٰ سے
(و الاخر متحقق ہوا - و ما بینھما فی کی تحت مین آگیا - پہر ان ہر سہ حروف کی حقیقت
وہی وحدت ٹہری (تو او از یمین و یسیر و تحت و فوق * بر سر و بر گرد و نم چون تاج و طوق -
ارشاد ہوا (سنریھم ایٰتنا فی الآفاق الخ) یعنے حق سبحانہ تعالیٰ جمیع آیات فی الآفاق
و فی الانفس مین جو وہ فی الحقیقت صفات حق ہین اہل ایمان و شہود کو فی الآفاق
و فی الانفس وجود مطلق کا پتا بتلا دیا کہ وہی حق ہے اور یہہ اس راز کو فاش کیا باطن سے
ظاہر ہوا - فی کو علی بتلایا - یعنے کل اشیا پر جو شامل فی الآفاق و فی الانفس ہے ذات
مطلق کا استعارہ ظاہر فرمایا - جبکہ باطن مین ظاہر اور انفس مین آفاق ہوگیا تو فی عین
علی ہوا (علی اور فی یا کے ساتھ متحد ہوگئے تو انہ فی کل شیءٍ و انہ علی کلِّ
شیءٍ کا مفہوم واحد ٹہیرا - بھبط علی اللہ کا سر بہی ظاہر ہوگیا - العزیز - کیا تیرے لے
یہہ دلیل کافی نہین ہے کہ (اللہ نور السموات والارض) نور عین وجود ہے
تمام عالم جسکی تعبیر آفاق و انفس سے کیگئی ہے - وہی حق ہے کہ (ما فی الوجود
الا اللہ ہے) -

جزو رابع ایطالب پہلے ارض اللہ واسعۃ کی معنی سمجہ لے - اور یُسرف
فی الارض کی حقیقت کو جان لے تو (ولیتّمُ یھبل الی الارض السفلی لھبط
علی اللہ کا مفہوم ظاہر ہو جایگا - کہ ہبوط دلو کا علی اللہ بلحاظ (ھو الظاھر)
کے اور ظاہر و باطن مین حبل اللہ ہی سے مربوط ہے - (واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً)
پس فی الارض یہی حبل ہے بسبب ہبوط دلو علی اللہ ہے - اگر حبل اللہ کی حقیقت کو

جان لوگے تو ظاہر ہو جائیگا کہ تعدد عارض حقیقت واحد سے مربوط ہے یعنے ہر دو کے
درمیان نسبت ایک ہی ہے - کہ ان مظاہر کثیرہ کی حقیقت واحد ہے - اور مظاہر
اپنے مظاہر پر اور حقیقت صورت پر اعلی ہے - انشاء اللہ تعالے علو مکان کی تشریح متعاقب
حدیث لبعید کی ذیل مین ہوگی - یہان ہم ایک تمثیل بیان کرتے ہین تاکہ ثابت ہو کہ اللہ
تعالے کا علی العرش یا فی الارض ہونیسے یعنے معیت حق اور اوسکی علیت سے
ذات مطلق کا ظرف و مظروف ہونا لازم نہین آتا یا اوسپر حلول و اتحاد کا الزام قایم
نہین ہوتا - مصداق اسکے (سبحانہ تعالے عما یقولون علوا کبیرا و اللہ
المثل الاعلی) جان تو ای طالب جو عکس آئینہ مین مرئی و محسوس ہے وہ عین
شخص ہے کیونکہ بغیر از مواجہت و افاضت شخص کے عکس کو وجود نمود ہی نہین
ہے - اس صورت مین جو صورت کہ آئینہ مین دکھلائی دیتی ہے اسکا وجود
سوائے وجود شخص کے ممکن نہین تو وجود عکس کا عین وجود شخص ہوا نسبت معیت
کی ان ہر دو مین متحقق ہوئی اب عکس و آئینہ کی نسبت کو دیکھہ کہ ان ہر دو مین کیسی
معیت ہے - اگرچہ کہ بادی النظر مین وہ صورت علی سطح المرۃ یا فی جوف المرۃ
عارض معلوم ہوتی ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ صورت نہ علی المرۃ ہے اور نہ
فی المرۃ ہے - باوجود اس نفی کے ثبوت صورت کا ضروری ہے کہ وہ مرئی و
مشہود ہے - وہ صورت مرۃ کے ساتھہ ہے گو کہ مرۃ کے باہر ہے مگر سطح مرۃ یا رائی
پر کہ وہ صورت متحد نہین ہے اور نہ آئینہ کے اندر حلول کی ہے - باوجود عدم
حلول و اتحاد کے پہر یہ کیسی معیت ہے - یہان آئینہ اور صورت سے قطع نظر کرکے
شخص اور عکس کے درمیان نسبت پر غور کرو تو باوصف ثبوت نسبت عینیت و

معیت کے مابین ان ہردو کے حلول واتحاد ہرگز خیال نہین کیا جائیگا کیونکر ہوگا کہ
شخص وعکس فی الحقیقت دو جنس دو دو شئے متغایر نہین ہین - گو بحسب حس دو معلوم
ہوتے ہین مگر یہہ عکس اوسی شخص کا ظہور ہے - شخص عین عکس ہے - حقیقت وصورت
مین معیت ہے - جبکہ معیت صورت کی یہہ صورت ہے تو معیت حقیقت کی حقیقت
قابل حیرت ہے - یہہ عجب سر حکمت ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) اس حدیث
کو ایک لطیفہ پر ہم ختم کرتے ہین - چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین
مضمون وحدت الوجود کو قسم کے ساتھہ موکد فرمایا - باقتدا آپ کے مولانا عبدالرحمن
حاجی صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رباعی مین ترقی کیا دو قسم کے ساتھہ - **رباعی**

ہمسایہ و ہمنشین ہمراہ ہمہ اوست — در دلق گدا و در اطلس شاہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہان خانہ جمع — باللہ ہمہ اوست و ثم باللہ ہمہ اوست

اس تکرار قسم کی وجہ یہہ ہے کہ مولانا نے دیکھا کہ حق سبحانہ تعالے نے
اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی تصدیق پر قسم کہایا ہے -
(والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی
ان ہو الا وحی یوحی) تو اونہون نے خدا اور رسول کے ہردو قسمون کو واسطے
ایقان کامل شایقین کے ایک جگہہ اکٹھا کیا (واللہ یقول الحق وہو یہدی
السبیل) یہہ حدیث (ہو الاول والآخر) کی تفسیر ہے جس سے اول کا عین
اور آخر کا ہونا متحقق ہوتا ہے کہ جو اول ہے وہی آخر ہے یہی وجہ ثبوت معیت
حق وعینیت مطلق ہے - اور ثبوت عینیت ہی حقیقت وحدۃ الوجود ہے -

جزو خامس - ایعزیز اس بات کو یاد رکہہ کہ اس ثبوت عینیت سے عینیت لغوی

مراد نفین ہے کیونکہ عبد و رب مین ثبوت علینیت لغوی جس سے اتحاد لازم آتا ہے عین الحاد ہے (اللھم انی اعوذ بک من العقاید الباطلۃ والالحاد) عینیت و غیریت کا مفہوم انکے اقسام دوسرے حدیث سے معلوم ہوگا۔

(**فائدہ**) محدث ترمذی نے لھبط علی اللہ مین علم مقدر لیا ہے۔ اوسکی تفسیر لھبط علی علم اللہ سے کی ہے۔ بعضون نے اس تاویل کو بدلیل قاعدہ اصول مدلل کیا ہے اہل اصول مقید پر مطلق کا حمل کرتے ہین۔ جیسے کہ آیۂ کریمہ فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا) مین رقبہ کا ذکر مطلق ہے۔ اور دوسری آیت ومن قتل مومنا خطا فتحریر رقبۃ مومنۃ) رقبہ مقید ہے۔ پہلی آیت کو دوسری آیت پر حمل کیا گیا۔ یعنے کفارہ ظہار مین بھی تحریر رقبہ مومنہ کا قرار پایا۔ جب یہ قاعدہ مسلم ہوگیا تو ضرور رہا کہ آیت (وھو معکم اینما کنتم) کو جو معیت مطلق ذاتی پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری آیت کریمہ (وان اللہ قد احاط بکل شئی علما) پر حمل کرین کیونکہ یہہ احاطت بقید صفت علمی کے مقید ہو گئی ہے جس آیت یا حدیث مین اللہ کی احاطت و معیت کا ذکر مطلق ہے وہان بقید صفت علم کے متصور ہو گی۔ اسکا مجملی جواب اوپر گذرچکا اور ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ علم ذات ہے ذات سے کوئی خاص صفت مراد لینا خلاف بلاغت و محاورہ ہے۔ قطع نظر اسکے معنی لغوی کا نہ لینا اور بلفظ منصوصہ مین تاویل کرنا خود خلاف اصول مسلمہ مذہب معترض ہے اس قسم کے خیالات ماسے البتہ استوار کو اپنے نفی مقصودہ کے ثبوت پر اسی بنیاد کو مستحکم کرنیکی کوشش کی ہے۔ پس اس صورت مین لعنت اللہ کا لعنت استوار سے زیادہ صحیح اور محکم ہے۔ لفظ استوار کے لغوی متعدد و مختلف معنی

ہین۔ بخلاف اسکے اسم اللہ کا مسمّٰی لغتاً و اصطلاحاً بجز ایک ذات جامع جمیع صفات واجب الوجود کے دوسرے کوئی شئے نہین ہے یعنے اسکے ایک ہی معنی ہین وسکا موضوع لہ ذات واجب الوجود ہی ہے۔ اسم اللہ کا مدلول ذات ہی ہے کوئی صفت نہین ہے بلکہ یہہ امر بدیہی ہے کہ اسم اللہ کے ساتھہ ہی ہر عالم و جاہل کے تصور مین ذات الٰہی ہی متصور ہوتی ہے نہ کہ کوئی صفت علم و قدرت وغیرہ۔ حاصل غرض لفظ اللہ کا محکم ہے کسی صورت سے موّل نہین ہوسکتا۔ کسی نے آجتک اسکو موّل نہین کہا ہے۔

جزو سادس۔ بالفرض اگر (لهبط علی اللہ) موّل ہوتا تو لفظ موّل پر جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قسم نہ کہائے ہوتے۔ اور آیہ کریمہ (ھو الاول الخ) کو جس مین ضمیر ہو کی راجع ہے طرف ذات کے استشہاد نفرماتے۔ جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ باوصف ان تمام بدیہات کے محدث حافظ ترمذی کی تاویل یا معنی التقدیری اگرچہ از روئے مذہب معترض کے باطل سمجھی جاتی ہے۔ مگر سمجھہ دار اس تفسیر کو کبھی باطل اور ناجایز نہین سمجھہ سکتا۔ ہر ذی عقل تہوڑے غور و تامل سے بخوبی پہچان لیتا ہے کہ صفت علم کی ذات الٰہی سے آناً و زماناً ہرگز منفک نہین ہوسکتی جسکا مجمل ثبوت اوپر گذر چکا ہے۔ پس اس صورت مین کسی عامی سے جو سر معیت ذاتی کو نہین سمجھہ سکتا یا سمجھنے سے گہبراتا ہو اوسکی تفسیر معیت علمی سے کرنا خلاف واقع و غلط نہوگا۔ کہ کوئی صفت بغیر ثبوت ذات کے ہرگز متصور نہین ہوسکتی۔ پس بہ لحاظ تفاوت مفہوم عوام کے جو کالانعام ہین محدث ترمذی کا علمی معیت بیان کرنا فی الحقیقت دلیل متانت ہے جو فہیم ہے وہ جانتا ہے کہ معیت علمی کے ضمناً معیت ذاتی بہی ہوتی ہے۔ کہ علم عین ذات الٰہی ہے۔ دلیل اصولی کے استدلال کے

بیان کی حاجت نہین - بلکہ دلیل ثبوت دعوی مدعی کے لئے بھی کافی نہین کہ در اصل یہہ مسئلہ فقہی کی دلیل ہے - جسکا تعین اعمال اور احکام کے ساتھہ ہے - عقائدات مین اُن اصول کا کوئی دخل نہین ہے - کہ عقائدات علی الخصوص الہامات ہین کسی مجتہد نے مسائل اصول کے قرار نہین دئے ہین - قطع نظر اسکے یہہ اصولی مسئلہ فقہی یعنے مطلق کا حمل بقید پر کرنا خاص قرار داد شافعیہ کا ہے اور حنفیہ کا اصول اس کے مخالف ہے - یعنے اونہون نے یہان عام پر حکم عام اور مقام خاص پر حکم خاص کرتے ہین - مثلاً - آیت اول مین جہان مطلق رقبہ کا ذکر آیا ہے مومن یا کافر پر اوسکا ہر دو کا آزاد کر جایز رکہا ہے - اور آیت ثانی مین جو تحریر رقبہ بقید مومنہ ہے قتل خطا مین رقبہ مومن ہی کا آزاد کرنا ضرور ہے - پس از روے اس اصول حنفیہ کے مطلق کا حمل بقید پر کرنا جایز نہ ٹہرا تو پہلی دلیل معترض کی باطل ٹہیری اگرچہ کہ یہہ اصول اجتہادی شافعیہ و حنفیہ کا محض مسائل فقہی کے متعلق ہے - عقاید سے اسکو کچہہ بھی تعلق نہین ہے - تو پہر مسئلہ معیت جو اعظم مسائل عقاید ہے بلکہ دار و مدار عقاید صحیح الہیہ کا اسی کی تحقیق پر منحصر ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بالفرض اگر اسی اصول کو مسلّم رکہین تو بہی اصل مقصود حاصل ہے - کہ پہلی آیۂ کریمہ (وھو معکم اینما کنتم) مین معیت ذاتی کا ذکر مطلق ہے اور دوسرے آیۂ کریمہ (وان اللہ قد احاط بکل شیء علما) مین ذات بھی مقید بصفت علم ہوگئی تو اس قید کی صورت مین بھی وجود ذات مطلق کا باقی رہا - پس جبکہ ذات مطلق کے ساتھہ صفت علم کی قید بڑہا لی گئی تو معیت ذاتی کے ساتھہ احاطت علمی کی لازمی ہوگئی - احاطت علم بغیر از معیت ذاتی کے ممکن ہی نہین ہے ایک

مقام پر معیت ذاتی اور دوسرے مقام پر مع العلم احاطت ذاتی کے ذکر سے اصل مقصود اظہار عدم امکان انفکاک ذات و صفات ہے۔ المختصر اس احاطت ذاتی کی مع العلم ہونے سے یعنے اس احاطت علمی کے وجہ سے وجود ذات کا نفی نہین ہوسکتا۔ بغیر ثبوت ذات کے وجود علم کا محال ہے لامحالہ قید صفت کے بعد بھی وجود ذات کا بحالہ بحال رہا باوجود اسکے کبھی معیت ذاتی کا ذکر مطلق ہوا۔ اور کبھی کسی ایک صفت علم یا قدرت کے ساتھہ مقید ہوجاتا۔ اقتضاء حال وقرینہ مقام کی یہی وجہہ ہے جہان کہین کہ اللہ اور اوس کے رسول نے معیت ذاتی کا ذکر مناسب تھا کیا اور کہین احاطت صفاتی کا ذکر فرمایا ہر دو کی تصدیق واجب ہے (ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین وصلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین۔

فصل شانزدہم

العزیز۔ اکثر اس فن کے ماہرون نے اس جانب اشارہ کرگئے ہین کہ بغیر معلومات کے علم وجود متصور نہین ہوسکتا اور نہ قدرت بغیر مقدار کے اور نہ قدرت خلق بغیر مخلوق کے۔ اور اس اجمال کی یہہ تفصیل ہے کہ جب اعیان نے وجود عینی سے قبل ثبوت علمی حاصل کرلیا تب اون اعیان سے متعلق علم ہوا۔ جب اعیان نے استقرار ثبوتی حاصل کرلیا تب جسطور پر کہ وہ تھے اونسے متعلق علم ہوا۔ اسی طرح یہ اعیان مقدور و مراد ہوئے۔ اور اونسے متعلق قدرت و ارادت ہوئی۔ اسمائے حسنیٰ خواہ تنزیہی ہون یا تشبیہی اونکا ظہور بے حجابی اور بے مظاہر ممکن نہین

تھا۔ اور اسمار و احکام کا ظہور وجود فی الخارج کے ظہور پر موقوف تھا۔ اور کمال اسمائے بعد وجود متصور ہو سکتا تھا۔ لہذا اعیان عالم کو فی الخارج موجود کر دیا اور اپنے کو اسمار کا مظہر بنا دیا۔ مرتبہ ظہور اسمار مین ذات باری عالم کے وجود خارجی سے مستغنی نہین ہے۔ البتہ اپنے کمال ذاتی مین غنی ہے۔ اسلئے کہ مطلق بغیر مقید کے نہین ہوتا۔ اور نہ مقید بغیر مطلق کے۔ مگر مقید محتاج ہے۔ اور مطلق محتاج نہین۔ اور مطلق مقید سے مستغنی ہے۔ اور نیز مطلق بر سبیل بدل مستلزم مقید ہے نہ بسبیل تخصیص۔ مطلق کا وجوب لازم ہے اور متعین کا امکان۔ اور یہہ محال ہے کہ مطلق عین متعین اسطرح ہو سکے کہ مغایر اغیاری نہ رہے۔ اور اطلاق مطلق باطل ہو جائے۔ اور یہہ بھی محال ہے کہ متعین اسطرح عین مطلق ہو جائے کہ تغایر باطل ہو جائے۔ اسلئے کہ تعین کے بطلان سے متعین تعین فی الواقع باطل و زائل نہین ہوتا اگرچہ کہ شہوداً زایل ہو جیسے (فنا فی اللہ) اگرچہ سالک تعین سے غافل ہو جاتا ہے لیکن فی الواقع تعین مرتفع نہین ہو جاتا بقول شیخ اکبر کے (واجب الوجود کا وجود اور خلق کا وجود جدا سمجھنے والا مشرک ہے۔ اور کثرت مظاہر کو اوسکے منافی وحدت نہ سمجھنے والا موحد ہے) متکلمین اور فلسفہ کا قول ہے کہ واحد کا کثیر مین ظہور بدیہی استحالہ ہے۔ اوسکا یہہ جواب ہو سکتا ہے کہ کلی طبعی کثیر مین واحد کا ظہور کہان استحالہ بدیہی ہے۔ الغرض یہہ تو ظاہری الفاظی لباس ہے۔ اور یہ ایسی باتین ہین جسکو ذہن نے خیالی طور پر استخراج کیا ہے۔ اور ہم جس علم کی جانب اشارہ کرتے ہین وہ علم لفظی مباحثون سے تعلق نہین رکھتا ہے۔ اور اوسکے مراتب ہی جُدی ہین

کیونکہ بالقوہ اور فی الامکان کئی انواع علوم جو ابتک خارج مین موجود نہین ہوئے
اگرچہ آدمی مین بالقوہ یہہ بات ہے کہ کسب سے حاصل کر سکے اور بہی ایسے
علم ہین جو کسی وقت خارج مین موجود تھے اور اب نابود ہو چکے ہین - اور بہی علوم
ہین جنکو بغیر نہین جان سکتا خاص بعض ملایک مقربین اوس سے لذت پا سکتے
ہین ایسا ہی ہم جس علم کو بتلانا چاہتے ہین - اوسکا مفہوم محض لفظون کے معنون
پر اٹک رہنے سے دستیاب نہ ہوگا اگرچہ کہ تو عمر بہر حیرانی و پریشانی اختیار
کرے ان جو لوگ الفاظ کے معنون پر اڑے ہوئے ہین اونکی رسائی وہین
تک ہے جیسے کسی کی رسائی شاہی باغ و محلات کے چار دیواری کے باہر تک ہوتی
ہے اندرونی نعمات و لذات سے اوسکو کچہہ نصیب نہین ہوتا - ایمیرے پیارے
دوست اسرارات آیات قرآنی - و رموزات حدیث کی پہچان لفظون پر ہی
منحصر نہین ہے ایطالب غور کر تو اس حدیث شریف کے مضامین پر جو فرمایا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے - (قلب المومن بین اصبعین من اصابع
الرحمن) یعنی مومن کا دل خدا کی دو انگلیون کے درمیان ہے جدہر چاہتا ہے پہیرتا ہے یہان انگلی
کی مراد یہی ہے - جو سرعت تقلیب کی قدرت ہے (ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
یعنے حق تعالے آدم کو اپنی صورت پر بنایا - اس سے نادانون کو تشبیہہ کا
توہم ہوتا ہے - قلم - ید - وجہہ - صورت - ان مین جو اسرارات ہین
وہ نہایت غامض ہین جو شخص انگلیون کی حقیقت کو جان لیگا وہ دوسرے
تشبیہاتی الفاظ کو جان لیگا ظاہری معنون پر ہرگز نہ ٹہریگا - اس لئے اگلے
لوگون نے کہا ہے کہ جو شخص علم ظاہر مین پکا اور برے صفات بداخلاق سے

پاکیزگی حاصل اور نفس سے مجاہدہ کیا ہو۔ اور نفس اوسکا صاحب ریاضت بنا ہو۔ اور وہ راہ خدا مین ثابت قدم ہو اور دنیا مین اوسکو کسی نفس کا حظ اور لذت باقی نہ ہے۔ اور حق جل شانہ کے سوا کسی چیز کی طلب ہنو۔ باوجود ان سب کے عقل سلیم۔ فہم کامل اور ذہن ذکا رکھتا ہو۔ جن مین یہہ شرطین پائی نہ جاوین تو اوسکے ہاتہہ مین ان علوم کی کتابین دینا حرام ہے۔ جان تو اے طالب۔ اگر چاہتا ہے تو اس بات کے معلوم کرنیکو تو یہ گنجینۂ مخفی قرآن عظیم ہی ہے۔ پس حاصل کر تو چشم بصیرت اور یہی بہلائی ہے تیرے لئے دونون جہان مین۔

فصل ہفدہم

ایعزیز حکماے متقدمین اور متکلمین نے از روے عقل موجودات کی تقسیم تین طرح پر کی ہے جسمین ایک ممتنع الوجود ہے۔ جو کسی تصور سے بھی عقل اوسکے وجود کا اثبات نہین کرسکتی کیونکہ وہ عدم محض ہے۔ جیسے شریک باری۔ پس جو شئے محال ہے اوس سے بحث کرنا خالی از وقت نہین۔ اس سے قطع نظر ہی انسب اور اولے ہے تو اب صرف دو ہی قسمین رہین۔ اونمین سے ایک وہ موجود ہے جسکا وجود عین اسکی ذات ہے یعنے بذات خود موجود ہے۔ جس مین انفکاک شئے کا اوسکے نفس سے تصور نہین ہوسکتی۔ بر حق وہی وجودِ مطلق ہے یعنے واجب الوجود۔ دوم وہ موجود جسکا وجود مغایر اوسکی ذات کا ہے اور مستفید باتغیر۔ اور وہ ہی ممکنات موجودہ ہین اور یہہ یاد رہے کہ مخلوق کے لئے ذات اور وجود مترادف الفاظ اور متحد المعنی نہین ہوسکتے اسلئے کہ ذات اور وجود مین تفاوت ہین اور تفارق

اجمل معلوم دیتا ہے۔ ہر مخلوق تاوقتیکہ وجود اُس سے منضم نہو کسی شئے کے نام
سے وہ موسوم نہین ہوتا جیسے بظاہر انسان یا حیوان وغیرہ جسم وروح سے مرکب ہین
اگرچہ کہ بغیر روح کے بھی وہ انسان یا حیوان ایک مختص زمانے کے لئے انسان یا حیوان
کہلائیگا۔ مگر قالب بے روح ہو انفکاک ہستی کے ساتھ سابقہ عدمیت کا اطلاق ہوجائیگا اور انفکاک ہستی زمانی
یا غیر زمانی مکانی یا غیر مکانی بالفعل یا بالقوہ بذاتہا ہو تو لازمہ ذات ہی اور مع التصور بھی ممکن ہی اور یہان صوفیہ کا ایک
طریقہ بھی ہے اور روح کے لئے محل قالب تو ضروری ہے۔ پس اس سے یہی
نتیجہ نکلتا ہے کہ ذات اور وجود مین مغایرت کی وجہ سے انفکاک ممکن ہے۔
پس جو چیز مغایر وجود ہو گی وہ بر مذہب متکلمین ممکن ہی ہو گی۔ اور جو ممکن ہو گی اوسکا
وجود بھی مقید بعدم ہو گا۔ ایطالب تو ہمارے اوپر کے بیان مین غور کریگا تو ممکن
کے وجود کا شبہہ دور ہوجائیگا۔ ان ممکنات مین ایک اور بات بھی تو پائی جاتی ہے
جو بہت باریک اور ادق اور نہایت گہری ہے تاہم ذرا غور سے سمجہ اور وہ یہہ
ہے کہ ممکن الوجود کے دو طرف ہین یعنے موجود تو ہے مگر بذات خود نہین۔
(کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ) اس کے
مفہوم پر ذرا تامل کر کہ وہ کیا ہے اے عزیز اس بات کو جان کہ ایک طرف ممکن کا (کُلُّ مَنْ
عَلَيْهَا فَانٍ ہے) چونکہ وہ بذات خود موجود نہین ہے۔ اور طرف ثانی (وَيَبْقَى
وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ہے) اسوجہ سے کہ فرمایا رب العزت نے
(انما قولنا لشیء اذا اردناه ان یقول له کن فیکون) پس اس سے
صاف ظاہر ہے کہ وہ ایک محض ارادہ ہی ارادہ ہے۔ جسکا اظہار صرف وہ ایک
حکم بے صوت اور بے شکل لفظ (کن) ہے اور اسپر سبکو اتفاق ہے کہ ارادہ اور حکم

تابع مشیت ہے۔ اور مشیت اور حکم الٰہی سوائے بقائے مطلق کے فناء اور عدم کو
قبول نہین کرتا ورنہ قرآن مجید فرقان حمید کو عالم خلق سے ماننا پڑیگا۔ حالانکہ قرآن مخلوق
نہین ہے۔ ہان حروف اور اصوات بیاض۔ و قرطاس کے لحاظ سے حادث ہے
ایسا ہی صور عالم اور اشکال بھی از راہ حقیقت علم اللہ مین موجود اور حکم و ارادہ سے
ظاہر ہین۔ تو اس سے ہمارا مطلب نکل آیا کہ ممکنات کا ذوالوجہین ہونا جو ہمنے بیان
کیا ہے وہ ثابت ہے پس جمیع صوفیاء کرام نے یہہ جو فرمایا ہے کہ ارادت موجبہ سے تو
واجب ہے اور بذات خود ممتنع ہی صحیح ہے۔ کیونکہ جو ممتنع ہے وہ عدم محض ہے
اور جو واجب ہے اوسکا ظہور بھی واجب ہے۔ ایعزیز توحید کو متکلمون نے صرف
اتنا بھی جانا کہ غیر معبود کی نفی کی حالانکہ ممتنع الوجود یعنے شریک باری محال جانتے
ہین۔ کیا وہ اگر چشم بصیرت سے دیکھین تو اونکو یہہ کشف ہوجائے کہ وجود عالم کا
اقرار کرنا گویا وجود محال اور ممتنع کو ثابت کرنا ہے۔ جبکہ واجب الوجود بجز ایک ذات
کے اور اوسکا ممتنع ہے تو وجود عالم بھی ممتنع ہے۔ اور جو کچھہ کہ احساس مین رہا ہے
وہ ممکن ہے اور ممکن بغیر ارادہ واجب کے عدم ہے۔ اور ظہور بھی وہی ارادت
موجبہ ہے چونکہ ممکن تو بخود نہین ہے یا تو با اوست ہے۔ بلکہ ہمہ اوست ہے۔
(چنانچہ) (وجوہ یومئذ ناظرۃ الیٰ ربہا ناظرہ) وارد و صادق ہے
اس موقع پر ہم اوس نقل کو بجنسہ نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین جو مسعود بیگ رضی اللہ
عنہ نے مرأت العارفین مین لکھا ہے۔

حکایت۔ مجذوبے متکلمے را پرسید کہ سجود بغیرش درست است یا نہ گفت
نہ گفت معبود طرف مغرب است۔ گفت نہ۔ گفت طرف مشرق گفت نہ

گفت طرف شمال۔ گفت نہ۔ گفت طرف جنوب است۔ گفت نہ۔ گفت بفوق است
گفت نہ۔ گفت در تحت است۔ گفت نہ۔ گفت بیرون عالم است۔ گفت نہ۔ گفت
درون عالم است گفت نہ۔ گفت وراے این امکنہ مکانے دارد۔ گفت نہ۔ گفت
متصل از ماست۔ گفت نہ۔ گفت منفصل از ماست۔ گفت نہ۔ گفت پس خوش باش
نہ توئی نہ من نہ جان است نہ تن کہ ہمہ بے ہمہ اوست۔ یعنی تا در نظر تو توموجودی او مفقود
است وچون در نظرت او موجودی جلوہ کند خود را بالکلیت مفقود یابی۔ واگر باوجود او
خود را موجود گوئی آنچہ در سابق نفی کردہ ہمہ اثبات باید کہ دو وجود را بایکدیگر یا انفصال
بود یا اتصال۔ واتصال وانفصال اقتضار جہت کند وبجہت مکان ثابت گردد و
مکان بے دخول وخروج نباشد وآن خلاف توحید بود (تعالی اللہ عن ذالک علواً
کبیراً) در اثبات یک وجود میان متکلمان ومخففان اختلاف نماند زہے مجذوبے کہ
بدلیل معقول متکلم را ساکت کرد توحید نہ آنست کہ حق را یگانہ دانی۔ بلکہ توحید آنست کہ با حق
یگانہ باشی۔

العزیز۔ بچا رہو تو اولیا کرام کے عقاید پر طعن کرنے سے۔ اور مانگ تو اللہ سے اوس چیز کو
جو عطا فرمایا اپنے پیارے بندون کو۔ شاید ہووے تیری کار برآری۔ اور دور ہو تیرے
دل سے باطل اور ظاہر ہو تجہپر حق۔ اور گہیرے تجھے رحمت الٰہی چہار طرف سے۔

فصل بجدہم

جہان تو ایطالب حاسدون نے ایک سیدہی سادہی بات کو ناحق پیچیدگیون مین ڈالکر
صوفیاے کرام پر اتہام کی بوچھار کو اپنا شعار اور راستبازی کی دلیل تبلا کر اپنی علم دانی کا چرچا

کراتے ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ علم تصوف دہریون اور فلسفیون سے سیکہا ہے اونکے استدلال اور براہین بہی اوسیکے موافق ڈہلتے ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ صوفی ملحد اور مشرک ہین کوئی کہتا ہے کہ شریعت مطہرہ کے باہر صوفیونکا مسلک ہے کوئی کہتا ہے کہ کتاب و سنت کو صوفیان نے چہوڑ دیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ آیات محکم اور نص ظاہر کو چہوڑکر متشابہات مین پہنسا ہوا فرقہ صوفیونکا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ صوفی ظاہر معنون سے اِبا کرکے تاویل کیطرف جاتے ہین۔ اور کوئی کہتا ہے کہ علم تصوف داخل دین کب ہے۔ بہرصورت صوفیائے کرام پر کسی نہ کسی پہلو سے ایک ذہنی بات تراش کر اونپر افترا اور تہمت لگاتے ہین اور یہہ کل آفات اون بیچارون پر محض اسوجہہ سے ڈہائے جارہے ہین کہ اونہون نے (وحدۃ الوجود) کا لفظ کیون کہا۔ واقعی دنیا کو کسی پہلو قرار ہنین جہوٹ پر تو طعن ہونا ہی چاہیئے مگر یہان سچ بولنے والون پر بہی صدہا اعتراضات ہو رہے ہین۔ سچ ہے کہ نفسانی خواہشات اپنے غیر کی تعریف کو ہرگز پسند ہونے ہنین دیتے انصاف کی آنکہون پر پردے ڈال رکہے ہین۔ جن لوگون کے نزدیک صوفیہ کا مذہب اور دہریۂ فلسفہ کا مذہب ایک ہے۔ کیا اونہون نے اوسکو بہی ہنین دیکہا کہ پرانے فلسفہ اور دہریہ شروع ہی سے خدا کے وجود کے منکر ہین برخلاف صوفیائے کرام کے کہ وہ خدا کے سوا کسیکے بہی وجود کو مقدم ہنین رکہتے۔ اور جو لوگ صوفیونکو مشرک اور ملحد کہتے ہین کیا کسی نے دیکہا ہے کہ کوئی صوفی کسی بت کو اپنے روبرو رکہکر پوجا ہے۔ اور جنہون نے یہہ تصور کیا ہے کہ صوفیۂ شریعت مطہرہ سے باہر مین تو کسی نے یہہ ہنین بتلایا کہ اونکا وہ کونسا عمل خلاف شرع شریف ہے۔ اور جو اپنے زعم مین یہہ کہتے ہین کہ کتاب و سنت کو صوفیہ نے چہوڑ دیا بہلا وہ یہہ تو

بتلائین کہ صوفیون نے خلاف کتاب وسنت حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہان
ٹھرایاہے - اور فقہی کونسی کتابین اہل سنت جماعت کے مذہب کے خلاف تدوین
کی ہین - اور جو یہہ کہتے ہین کہ آیات محکمات اور نص ظاہر کو چھوڑکر صوفیہ متشابہات
مین پھنسے ہوئے ہین یا ظاہر معنون سے ابا کرکے تاویل کے جانب دوڑتے ہین
اونہون نے یہہ ہی تو بتلایا ہوتا کہ خدا اور رسول۔ قرآن شریف جزا۔ سزا۔ حشر اجساد
وغیرہ ایمان کے لئے جو احکام وارد ہین یا روزہ نماز حج - زکواۃ وغیرہ کیلئے جتنے
احکام ہین اہل سنت جماعت کے خلاف کونسی تاویل کی اور کونسے نص ظاہر سے
اولٹا عمل کیا یا کرنیکے لئے کہین کسی کتاب مین لکہا جب ایسا نہین ہے تو صوفیائے
کرام کو برا کہنے والے بیشک جھوٹے اور مفتری ہین - صوفیہ کے عقاید کو مبطل کرنیکی
اونکی یہہ کوشش سعی نامشکور ہے -

ایعزیز جب تجھہ مین اور صوفیہ مین اس مسئلے کے بنسبت نزاع ہی واقع ہوئی اور تو چاہتا ہے
کہ قرآن عظیم ہی کے نص صریح سے استدلال ہو تو چل تو اس طریقہ پر جیسا کہ فرمایا رب العزت نے
(فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ) اے طالب مولا اگر تجھے اپنی علم
دانی اور قرآن فہمی کا دعوے ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق
چلنے کا زعم رکھتا ہے تو کیا تونے۔ ام الحدیث کو بھی کہین دیکھا جو بخاری اور مسلم مین موجود
ہے بلکہ سارے محدث اوسکی صحت مین متفق اللسان ہین - ایمان اور اسلام کے بعد
احسان کا جملہ کیا ہے - جسکی تفہیم در صراحت خود سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
(تعبد اللہ کانک تراہ) سے فرمادی یعنے اللہ کی اسطرح عبادت کرے کہ جیسے
اوسکو دیکھہ رہا ہو - اے معترض تجھکو اوسی خدائے بےمثال وحدہ لاشریک کی قسم

بلا تاویل عرب کی لغت پر اسکا سچا معنی کر کہ (کانک تراہ) جیسے کہ اوسکو دیکھہ رہا ہو۔ تو خدا کو
اِن آنکھوں سے دنیا مین دیکھنے کو کیا باور کریگا۔ اقرار تو کر ہی نہین سکتا۔ انکار کو بھی گنجایش
نہین۔ بہائیجان یہ یاد رکھو کہ عقاید کیلیئے جتنے احکام قرآن عظیم اور حدیث شریف سے
سنا ؤ گے یہہ اوسی ام الحدیث کے جملہ اولی مین داخل ہین۔ اور اعمال کے نسبت جملہ ثانی
موجود ہے جملہ ثالث اگر تمہارے نزدیک صحیح نہین ہے تو اس جزو کو حدیث سے
خارج کردو اور اگر صحیح ہے تو اب کوئی اوسکے قریب قریب قرآن شریف سے استدلال
لاؤ۔ بغیر کسیکے سمجہائے کے قرآن آپ خود ہی سمجہتے ہین تو ہمارے خدا بلا تامل اوسکی
تطبیق مین کسی آیت شریف کی تلاوت فرمائی کہ جس نص صریح اور آیات محکم سے اوس
واجب الوجود (وحدۃ الوجود) کا دیکھنا اس دنیا مین ان آنکھوں سے ثابت ہو۔ یہان بغیر سکوت
کے تمکو کوئی چارہ نہین۔ ہان اس حدیث شریف سے اوس فریق کو بھی جواب ملگیا جو
تصوف کو خارج از دین بتلاتا ہے بلکہ اوسکو یہہ یقین کر لینا چاہیئے کہ تصوف عین دین
اور اصل دین ہے۔ اےعزیز اگر چاہتا ہے تو (کانک تراہ) کے معنون کو معلوم
کرنا تو حسب ارشاد جناب باری (فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون) یعنے
سوال کرو تم اہل ذکر سے اسلیئے کہ تم جانتے نہین ہو۔ تو دہونڈ تو (العلماء
ورثۃ الانبیاء) کے سینوں سے جو دوست ہین اللہ غالب اور برتر کے اور
خدا کے دوستون کی پہچانت بھی خدا ہی سے پوچھہ پس فرمایا رب العزت نے
(الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ الذین
آمنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل
لکلمٰت اللہ ذالک ھو الفوز العظیم) ترجمہ۔ جان تو تحقیق دوست

خدا کے نہین ڈر اوپر اونکے نہ وہ غمگین ہونگے جو لوگ کہ ایمان لائے اور رکھتے پرہیز گاری کرتے واسطے اونکے ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہین بدلنا کلام خدا کے کو یہہ ہی مراد پانا بڑا۔

رب العزت نے تو اولیا اللہ کی تعریف کی اور اونکو سکاید اور شداید پہونچنے سے بیخوف کیا اور مطالب اور مقاصد فوت ہونے سے اونکو غمناک نکرنیکا وعدہ فرمایا۔ ان اسباتکو یاد رکہہ کہ بزرگان دین محبان خدا نے خدا کی راہونکے بتلانے مین باتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعضون نے جہاد کیا اور دین کی ترقی کی اور بعضون نے اجتہاد کیا مسائل اسلام کو ہمپر آسان کر دیا۔ کسی نے قرآن شریف کی تفسیر کی اور ہمکو اوسکے نکات سے آگاہ کیا۔ اور کسی نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور ہمکو بے خبری سے خبردار کیا۔ بہرصورت کسینے ایمان کو بتلایا عقاید کی کتابین تصنیف کین کسی نے اسلام بتلایا اور ہمارے رفتار تمدن اور فرایض وسنن کی اصلاح کی اور کسی نے تہذیب نفس کے علوم ہمپر کہولے بات یہہ ہے کہ شاید تجہے اولیاء اللہ کے معنون کے سمجہنے مین غلطی ہوئی جب تو تو اولیاء اللہ پر اتہام شرک وغیرہ لگا دیتا ہے معاذ اللہ وہ ایسے نہین ہین جیسے تیرا خیال ہے صاحب عین المعانی نے لکہا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہین جنکی ملاقات سے خدا یاد آوے۔

صاحب بحر الحقایق نے لکہا ہے کہ اولیاء اللہ سے وہ لوگ مراد ہین جو اپنے نفس کے دشمن ہون یعنے خدا کی محبت مین اپنی نفس کشی کرین اور کشف الاسرار مین لکہا ہے کہ اولیا اللہ کی یہہ صفت ہے کہ وہ لوگ عنوان شریعت اور برہان حقیقت ہین اونکا ظاہر تو احکام شرع سے آراستہ ہے اور اونکا باطن انوار فقر سے پیراستہ۔ **مثنوی**

رخش زمیدان ازل تاختہ گوئے زچوگان ابد باختہ
معتکفان حرم کبریا شستہ دل از صورت کبر وریا
راہ نوردان شکستہ قدم رازکشایان فسردہ بستہ دم

اور بعضون سنے یہ کہا ہے کہ اولیا اللہ وہ لوگ ہوتے ہین جو خدا کے واسطے باہم دوستی کرین اور اپنے قول کی تائید اور تصدیق اس کلام سے کرتے ہین (وجبت محبتی للمتحابین فی) واقعی یہی اولیا اللہ ہین جنکو سخت مقامون مین کچھہ خوف نہین ہے اور قیامت کے ہولون سے وہ غمگین نہونگے بعضون کے نزدیک پرہیزگار اولیا اللہ ہین اس دلیل سے کہ حق تعالیٰ اونکی صفت مین فرماتا ہے کہ اولیا اللہ وہ لوگ ہین جو ایمان لائے اوس چیز کا جو خدا کے پاس سے آئی اور پرہیزگاری کرتے ہین اوس چیز سے جو خدا نے حرام کی اونکے واسطے خوشخبری ہے زندگی دنیا مین یعنے وہ خوشخبری جو رسول علیہ السلام کے زبان سے اونکے باب مین گذری۔ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ اچھے خواب ہین جو مسلمان اپنے حق مین دیکھتے ہین یا کوئی مسلمان کسی مسلمان کے واسطے دیکھتا ہے اور ایسے خوابون کو بشرات یعنے اچھی خبر دی ہوئی کہتے ہین یا مرتے وقت مسلمانون کو ملائکہ جو خوشخبری دیتے ہین اور تبیان مین لکھا ہے کہ خوشخبری یہ ہے کہ مسلمان بہشت مین اپنی جگہہ مرنیکے قبل دیکھہ لے اور مدارک مین لکھا ہے کہ خوشخبری سے مراد اون مسلمانون کے ساتھہ لوگونکی محبت اور اونکی نیکنامی ہے اور اونہین خوشخبری ہے آخرت مین اور وہ اوپر ملائکہ کا سلام ہوگا۔ سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دیدار الٰہی کا وعدہ دنیا مین خوشخبری اور عقبیٰ مین سرفرازی کا خلعت۔ یہان مجاہدے کا سرور وہان

مشاہدہ کا نور۔ یہان صفا اور وفا۔ وہان رضا اور لقا ہے

از نعمت این جہان ثنائے تو بس است　　　وز دولت آنجہان لقائے تو بس است

پس کیا خیال کرتا ہے تو ایطالب اون بزرگون کے حق مین جنکو ہم اولیاء اللہ سے تعبیر کرتے ہین کیا یہہ لوگ لکڑی پتہرمٹی کو معبود تصور کرکے اوسکی عبادت کرینگے۔ اور کیا ہم اونکو صوفی اور محقق اور موحد تصور کرینگے جو معبود حقیقی کے سوا بت پوجین معاذ اللہ اونکی شان مین ایسا خیال کرنا اونپر محض افترا اور تہمت باندہنا ہے۔

ہان شاید اب تو یہہ سوال کریگا کہ جب صوفیہ پابند توحید اعلی ہی ہین اور اوسکے پانیوالے بہت ہی کم ہوا کرتے ہین تو صوفیہ جنکو بزرگ مانتے ہین تو اونہون نے (لیس فی جبتی سوی اللہ) سبحانی ما اعظم شانی) انا الحق وغیرہ وغیرہ کیون کہا۔ اور جب بات بری نہین تہی تو اوس زمانے کے علما اور بادشاہان وقت نے اونکو سزائین کیون دین۔ اور جبکہ اون بزرگوارون نے حقیقت حال ہی کہا تہا تو پہر خود ہی اپنے جرم کا کیون اقرار کیا۔ فرعون (انا ربکم الاعلی) کہکر تمام دنیا کے نزدیک اللہ کا ازلی کیون قرار دیا گیا۔

تو اون باتون کو پوچھتا ہے جو ایک وقت مختص کیلئے ہوا کرتی ہین جنکا اثر دائمی نہین ہوا کرتا حالانکہ وہ افعال اوسیوقت کیلئے مجبورانہ ہوا کرتے ہین کیا جانتا ہے تو غشای صلب اور غشای لین کو جو قحف کے باطنی حصے اور نغز دماغ سے ملحق ہین۔ کیا ہوتا ہے حال اوس شخص کا جبکہ اون جہلیوںمین سے ایک یا دونون متورم ہو جایا کرتی ہین۔ یا جبکہ ابخرہ مظلمہ کسی عضو سے اوٹہکر دماغ کو مظلم کرتے ہین۔ یا ابخرہ غلیظہ شدت حرارت واحتراق کی وجہہ سے اعضا سے متصاعد

ہوکر جو سر دماغ کو متالم کرتے ہین - اور کیا تجہے یہہ معلوم نہین ہے جبکہ وہی ابخرات روح نفسانی کو چکر دینے لگتے ہین تو کیون ہر چیز آنکھون کے آگے گردش کرتی نظر آتی ہے - اور کیا نہین دیکھا تو ایسے شخص کو جسکی طبیعت مرض کے ساتھہ مقابلہ اور باہمی مجادلہ کرتی ہے جسکو (بُحران) کہتے ہین -

ایعزیز تعصب کو چہوڑکر انصاف سے کہنا ہمنے جن امور کا ذکر کیا ہے اون مین سے جب کبہی کسی کا غلبہ ہوجایا کرتا ہے تو کیا کیا نہین سنتا تو اون کے منہہ سے نکلتے ہوئے الفاظون کو اور کیون نہین ماخوذ کرتا تو اون کو اون باتون کے جرم مین -

پس اسلئے تو حرف گیر نہین ہوتا کہ اوس شخص کے وہ افعال و اقوال ارادی نہین سبہی اور عارضی ہین تو کیون نہین خیال کرتا تو اوسپر کہ اون بزرگوارون سے جو باتین سرزد ہوئین وہ شاید اوسی قبیل سے ہون - اسلئے کہ وہ اپنی حالت سے اوس وقت خاص کیلئے بیخود اور مجبور تھے - ہان اسکا خیال رہے کہ ان دونون مین فرق بیّن ہے - فریق اولے کو مرض لاحقہ بیخود اور دیوانہ بنا دیتا ہے جس سے اون کے کلام ہذیانی کہلاتے ہین - برخلاف اوسکے بزرگان دین کے یہان نہ تو مرض ہی ہوتا ہے اور نہ وسوسہ شیطانی بلکہ اون کو تو وفور فیضان الٰہی اور غلبہ کثرت تجلیات رحمانی بیخود اور مدہوش بنا دیتے ہین - فریق اولے اگر دیوانے مجنون اور بیخبر ہین تو فتور دماغ کے باعث - اور یہنین ہین بزرگان دین دیوانے غافل اور بیخبر مگر دنیا سے جیساکہ اونکے اس دعائیہ کلمہ سے مترشح ہوتا ہے -

مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی   در عرصہ خیال کہ آمد وکدام رفت

اور یہ فرق قریب قریب اوسیکے ہے جیسا کہ یہ عقیدہ ہے کہ انبیا علیہ السلام کے خرق عادت کو (معجزہ) کہتے ہین۔ اور اولیا اللہ سے کوئی افعال ایسے ہی سرزد ہون تو (کرامت) کہی جاتی ہے۔ اور غیر مومن سے کوئی فعل ویسا ہی ہو تو (استدراج) کہا جاتا ہے۔ واقعی دنیا سے غافل اور اللہ سے شاغل بھی لوگ ہین جنکو ہم اولیا سے تعبیر کرتے ہین۔ کیا نہین سنا تو اسکو کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حدیث نکال لو تیر پیر سے علی کے جبکہ وہ نماز مین ہون اسلئے کہ نہین ہوتے ہین وہ مصلیٰ پر اگرچہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مصلہ ہی پر ہوتے مگر عشق خداوندی مین ایسے مستغرق رہتے تھے کہ اونکو ما فیہا کی کچھ خبر ہی نہین رہتی تھی۔ پس سردار دو عالم کا ارشاد اسلئے تھا کہ نماز مین علی کے پیر سے تیر نکالا جائیگا تو اونکو مطلق درد محسوس نہو گا۔ سچ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعبد اللہ کانک تراہ) واقعی یہی کیفیت اور حالت ہے برگزیدہ لوگون کی جبکہ وہ حضوری خداوندی مین ہوتے ہین تو نظاہر کسی قسم کی بھی حس اونمین باقی نہین رہتی۔ العزیز سچ کہنا کہ ایسے حالت مین کب وہ اپنے افعال پر قادر رہتے ہین۔ بلکہ وہ مجبور اور مجبور محض ہو جاتے ہین۔ کیا تو یہہ بھی نہین سُنا کہ عشق مجازی ہی کے غلبے نے مجنون کو ایسا از خود رفتہ کر دیا تھا کہ ہر دم و ہر لحظہ ساری دنیا اوسکی نظرون مین ہر سو لیلی ہی لیلے کی تصویر رہی۔ تو کیا تو خداوند کریم کے فیوضات کی تاثیر کا اتنا بھی عقیدہ نہین رکھہ سکتا۔ (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ) اور ہمہ اوست) کا کہنا بزرگان دین پر صادق آنے مین کیا کلام ہے۔

العزیز بلحاظ وقت اکثر ایسے امور خواہ نخواہی ہی کرنا پڑتے ہین جو نظاہر عوام مین شورش کا موجب ہوا کرتے ہین۔ حالانکہ وہ افعال مصلحت ہی پر مبنی ہوا کرتے ہین۔

جیسے کسی شخص کے اسہال۔ خونی۔ یا صفراوی۔ یا بلغمی مثل اسہال کبدی یا معدے یا معوی آتے ہین تو طبیب مسہل ہی دیگا تاکہ اسہال پر اور اسہال ہون اگر کسی کے عرق آتا ہے تو اور عرق اور دوا دیجاتی ہے کثرت پیشاب کی حالت مین اور مدرات ہی دینگے۔ اگر قے ہوتی ہو تو اور مقیات ہی دینگے حصبہ یا شرا جدرے یعنے چیچک۔ گوبری۔ سیتلا۔ وغیرہ مین گرم ہی ادویات کا استعمال کیا جاتا جو بظاہر بالکل خلاف معلوم دیتا ہے۔ بہر حال ہر ایسے بحرانی امراض مین اولٹا ہی علاج ہوتا ہے تب بھی معالج پر کوئی اعتراض نہین کرتا (ماشاء اللہ) اعتراض کے لئے اولیاء اللہ ہی موزون کئے گئے ہین جو صرف ایک کلمہ وحدۃ الوجود کے کہنے کے عوض جسکا مفہوم بظاہر سمجھہ مین نہین آتا صدہا طعن کئے جاتے اور ہر طرف سے کفر کے فتوے پر فتوے سنائے جاتے ہین حالانکہ وہ اہل قبلہ سے ہین۔ انتظام مملکت ہی کو دیکھہ جب کبھی کسی نئے شہر اور ملک کے فتح ہونیکے بعد تہوڑی دیر کے لئے قتل عام اور لوٹ کا حکم دیدیا جاتا ہے جس مین ہزارون جانین تلف ہو جاتی ہین اوس وقت خطا اور بیخطا کے جانب کوئی نہین دیکھتا صدہا خانمان برباد ہو جایا کرتے ہین۔ ایسے افعال گو بظاہر ظلم معلوم دیتے ہین مگر در اصل یہہ انتظامی مصلحت سے ہے جو دائمی بھلائی اور ہمیشہ کی بدنظمی اور شورش فتنہ اور فساد کے انسداد کا باعث ہوتے ہین۔

الطالب کیا خیال کرتا ہے تو خضر علیہ السلام کے اون کامون کو جو غریب کی کشتی کو توڑ کر غیر کے نقصان کو جایز رکھا۔ اور بے خطا لڑکے کو قتل کر کے خون ناحق کیا۔ اور بے ضرورت دیوار بنا کر اپنا وقت ضایع کیا۔

کیا حکم لگاتا ہے تو اوسکے ظاہر پر (قرآن عظیم کے مقابلہ مین)۔

خبردار خبردار ان مثالون کے مفہوم مین نہایت غور نظر کے ساتھ ادب کو پیش نظر رکھکر استعمال کر گستاخ اور بے ادب نہو۔ مثالین اسلئے نہین ہوا کرتین کہ تارک حفظ مراتب بنایین بلکہ وہ اسلئے ہین کہ ذہن مین اصل مطلب کے جاننے کا ذریعہ اور آلہ ہون۔

اے عزیز ایسے افعال کی جب عام طور پر نظیر نہین لیجاتی اور وہ امور قابل بازپرس بھی نہین ہوا کرتے اور عوام اوسپر استدلال کرکے ویسا عمل نہین کر سکتے تو کیون نہین خیال کرتا تو اسپر کہ اون بزرگوارون کے وہ افعال بمقتضاے وقت کے لحاظ سے تھے جنکی مصلحت اور عمدہ نتایج کو وہ خوب سمجھے ہون گے مصداق اسکے کہ (مصلحت خویش خسروان دانند)۔

کیا استسقا کے بیمار کو ہی نہین دیکھا کہ اوسکے روبرو کثرت تشنگی سے دریا قطرے ہی کم معلوم دیتا ہے۔ ایسا ہی عاشقان خدا کے روبرو ساری دنیا قطرہ بھی نہ معلوم ہو تو کیا عجب اور انوکھی بات ہے۔

جوع الکلب کو دیکھہ کہ کتنا ہی کھلادو پھر بھی وہ کہتا ہے کہ کچھہ کھایا ہی نہین پیٹ خالی کا خالی ہے۔ پس کیون حیرت اور گرفت نہین کرتا تو اونکے عمل اور اقوال پر۔ ایسا ہی صوفیہ بھی محبت عشق الٰہی مین ایسے گرسنہ ہین کہ باوجود اسکے کہ تو کہتا ہے کہ ساری دنیا کو وجود ہے اور وہ سمجھتے ہین کہ دنیا خالی فقط ذات باری ساری ہے۔

ہان جنہون نے اونکے قتل پر فتوے دیا وہ علماے ظواہر سے تھے

اسلئے کہ اون کی نظر اوس گہرائی کی تہہ تک نہین پہونچی تھی۔ کیا تو اون علمائے ظواہر کو موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام پر فضیلت دیگا جنپر توریت نازل ہوئی ہے جسکو چالیس اونٹ اوٹھاتے تھے جس کو خداوند کریم نے اپنے کلمہ کی اونگلی سے لکھا۔ جو حدیث سے ثابت ہے۔ کیون اعتراض کیا تھا اونہون نے خضر علیہ السلام پر) العزیز یہہ نہایت نازک باتین ہین جنکو ہمارے عقول ضعیفہ پا نہین سکتے۔ اسلئے برائے خدا اتنا ہی کر جیسا کہ اطبا۔ چیچک۔ گوبری۔ سیتلا۔ زکام وغیرہ وغیرہ امراض مین طبیعت کو مدبر و مصلح بدن سمجھہ کر چندے علاج سے درگذر کرتے ہین اور طبیعت ہی پر چھوڑ دیتے ہین۔

پس ایسا ہی چھوڑ دے تو اون بزرگوارون کو اون کے حال پر کہ وہ مصلح دین ہین۔ زہد۔ تقوے۔ ورع ۔۔ اونکا بہت بڑہا ہوا ہے۔

اگر تو اونکے اقوال کی تاویل نہین کر سکتا ہے تو کیون نہین خیال کر لیتا تو کہ وہ اقوال شطحیات اور سکر سے ہین۔ اور ہونا ہی چاہئے کیونکہ یہان تجلیات الٰہی کا فیضان ہے۔ کیا نہین دیکھا تو کہ کیا گذرا تھا موسیٰ علیہ السلام پر جبکہ کہا موسیٰ نے (رب ارنی انظر الیک) فرمان باری (لن ترانی) صادر ہوا حالانکہ دل کے قوی کرنیکے لئے پہلے مخلوقات ظاہر کیگئی بعدہ صواعق و رعد و برق نے ہر چہار طرف سے چار چار فرسنگ تک (مدین کے اوس بڑے پہاڑ کو گھیر لیا تھا۔ آسمانون کے فرشتے باآواز بلند نمودار ہوئے تھے اوسکے بعد عرش کے نور کے ساتھہ ہی ہاتھہ پہاڑ پھٹ پڑا اور موسیٰ بیہوش ہوگئے۔ عبدالسلام اور کعب الاحبار کا بیان ہے کہ بقدر سوراخ سوزن

ہوئی تھی سدّی نے کہا کہ مقدار خنصر سہیل بن ساعد سے روایت ہے
کہ ستر ہزار پردون مین سے بقدر درہم نور ظاہر فرمایا (خرّ موسی صعقا)
ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے (فلمّا تجلّی ربّہ للجبل) اور خنصر تبلاسئے۔ واقدی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ جب موسی گرے تو آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا
سوال رویت کیا ہوا۔

اے میرے پیارے دوست دل کو تنگ نکر ذرا انصاف سے کہنا کہ نزول
وحی کے وقت سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کیون
کملی اوڑھا کر دبایا کرتے تھے۔ اونٹنی گھنٹون کے بل کیون بیٹھ جاتی تھی۔

بات یہہ ہے کہ بھاری ہے یہہ کام جسکا سنبھال بہت مشکل اور مشکل تر ہے
اور نہین حاصل ہوتین یہ نعمتین مگر جسکو اللہ چاہے اور وہی ہوگا دوست اوسکا
فرمان بردار۔

فرعون کا قرار شفا اسلیئے ہے کہ وہ ایمان کے چمکیلے روشن میدان مین
قدم نہین رکھا تھا اور مرا وہ کفر پر خود پرستی کے ساتھ۔

پس کیا نسبت ہے اوسکو دینداروں سے۔

رہا یہہ امر کہ اون بزرگوارون نے اپنی خطا کا اقرار کیون کیا یہہ کوئی تیرا سوال
نہین اسلیئے کہ معشوق کے افشاے راز کی سزا قبول کرنا بھی تسلیم و رضا ہے۔
اسکی کیفیت کسی عاشق مجازی سے پوچھ۔

ہان لوگون کا یہہ خیال کہ مسئلہ وجود کے موحد حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ

علیہ ہین اسلیئے علما اونکے کفر پر تولے ہین۔

یہہ تیرا خیال بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ مسئلہ تو ابتدا ہی سے ہے ہان شیخ نے یہہ ضرور کیا ہے کہ علم تصوف کے رموز واسرارات کو بابواری وفصل واری سمجہایا ہے۔ لوگ اگر اونکے کفر پر فتوے دے ہین تو اس کہنے سے تیرا کیا مطلب حاصل ہو سکتا ہے اسلیئے کہ علماے ظواہر کا علماے باطن پر طعن کرنا ہی قاعدہ کے رو سے صحیح نہین ہے کیونکہ اوس فن کے ہی نہ تھے۔ الزام دینا تو اوسیکا قابل وثوق ہوگا جو ماہر فن ہو۔

قطع نظر اسکے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہی پر کیا موقوف ہے بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لوگون نے کافر کہا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب الرای سے بولے انبیا علیہم السلام کو ساحر اور مجنون کہا۔ قرآن عظیم کو (اساطیر الاولین) کہا حاسدون نے خدا کو بھی تو نہین چھوڑا۔

قیل ان الالہ ذو ولد   قیل ان الرسول قد کہنا
ما نجا اللہ والرسول معاً   من لسان الورا فکیف انا

تو بیچاری اہل وجود یہ کس شمار وقطار مین۔ عوام کے ایسا کہنے سے اونکی بزرگی مین کچہہ وہبہ نہین آسکتا۔ اسلیئے کہ خدا کے دوست وہی ہوتے ہین جو ہمیشہ تحت قبائی لا یعرفہم مین رہا کرتے ہین۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کو حق کہنے والا گروہ ایمان اور اسلام سے آگے بڑہکر احسان کی منزل مین قدم رکہا ہے جنہون نے تہذیب نفس کے علوم کو مدون کیا ہے پہلے تو اونکے تصنیفات کو دیکہہ کہ روحی امراض کے وہ کیسے معالج ہین اور اونکے حالات پر غور کر کہ وہ ایمان اور اسلام مین بہت پکے رہے ہین اور محبت الٰہی کی

دریا مین اپنے کو غرق کر رکھے ہیں۔ اے میرے پیارے دوست ہو جا تو بھی عامل (تعبد اللہ کانک تراہ) کے حکم کا اور یہہ یاد رکھہ کہ نہین ہے مسئلہ وحدۃ الوجود کی حقیقت کا راز ملتا ہے جس کی تطبیق مین قرآنی آیاتین موجود ہین۔ مدارج کے لحاظ سے یہہ اعلی درجہ کا مذاق ہے تو اسکو سرسری باتون مین معلوم کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری نادانی ہے کیونکہ ہر علم بسیط ہے اور سب علمون مین معرفت کردگار کا علم نہایت نازک اور غامض او بہت بسیط ہے۔ سالہاے سال کی درس تدریس کے بعد اگر تو خالصاً للہ شایق ہے تو بالیقین کچھہ حصہ نصیب بھی ہوگا پس شریک کر تو اپنے کو عاشقان راہ خدا کے مدرسہ مین اور رفتہ رفتہ بڑہاتا جا تو ذوق اور شوق کو حالت استغراق اور وجدان تک اور مست ہو تو عیب ڈھونڈنے والون اور برا کہنے والون سے اور دنیوالون مین سے رہو تو خدا سے اسلیئے کہ خدا نے جنکی تعریف کی ہے تو اونکی تکذیب نکر اور پناہ مانگ تو اللہ سے اور منتظر ہو تو اوسکی فضل کا شاید رحمت نازل کرے اللہ تجہپر اور ہو تو بھی فلاح پانیوالون سے آخرت میں۔ کوئی شخص اگر تجہسے کہے کہ مین نے ہاتھی کو چوہے کے مانند اوٹھا کر پھینکدیا ہے تو تجھے اوسکے قول سے نہایت حیرت ہوگی اور راوسکو تو جھوٹا قرار دیگا اور جب وہ یہہ تبلاوے کہ مینے یہہ کام آلہ جرثقیل سے لیا ہے تو تو اوسکو بلا رد و قدح فوراً باور کرلیگا اسلیئے کہ اگر تو نے دیکھا بھی نہین ہے تو سنا ضرور ہوگا کہ ایسا ہونا محال عقلی نہین ہے۔

پس ایسا ہی اولیاء اللہ بھی وجود خداوندی کے مقابلہ مین ہستی عالم و دل سے اوٹھا دین تو کیا عجب ہے۔

الغرض۔ کیا حکم لگاتا ہے تو وہ وجود کے لئے اور کیون نہین بخش

تصور کرتا تو اوسکے اندرونی محدودہ پانی کو شامل ہونیسے غلظت سے مان مجھکو
اسپر فتوے مل چکا ہے کہ کثرت پانی مین نجاست قلیلہ نجاست حکمی نہین
کہلاتی - ایسا ہی اولیا اللہ کے نزدیک بمقابلہ ذات باری غیور و محیط سے
دنیا بمنزلہ نجاست خفیف کے ہے اسلئے فیضان آب رحمت نامتناہی مین نجاست
دنیاوی کے وجود پر حکم نہین لگاتے -

اور کیا یہہ بات تیرے عقل کی راہ سے دور نظر آتی ہے کہ حرارت
آفتاب سے چمڑے کی دباغت ہوجاتی ہے -

جب آفتاب مین یہ قوت ہے کہ چمڑے مین نجاست شرعی باقی نہین
رکھتا تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ وجود خداوند حقیقی کا سامنا ہوا ور نجاست
دنیا دور نہو - (الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب) اسلئے وجود دنیا سے
اولیا اللہ قطع نظر کر کے جو کچھہ کہ وہ کہتے ہین وہی صحیح ہے -

اور کیا تو اس آیت شریف کا معتقد نہین ہے کہ فرمایا رب العزت
نے (ھو الظاھر والباطن) پس جان تو ایطالب ہو کی ضمیر راجع
ہے ذات کے طرف - شاید تو اس ضمیر کو ذات کیطرف اسلئے نہین پھیریگا
کہ او سبحانہ تعالے مکان و زمان سے منزہ ہے - پس تاویل کی راہ سے قدرت
اور آثار کا معنی لیگا - حالانکہ وہ بالذات ظاہر ہے - تب بھی تو اعتقاد شیعہ
سے یہ ثابت ہے کہ او تعالے شانہ جیسا زمان و مکان سے منزہ ہے
اوسکے صنعات بھی منزہ ہین تو پھر تیری تاویل بھی تو صحیح نہین ٹھیری پس کیون
انکار کرتا ہے تو ایک سیدہی بات سے کیا تو نے اون ظروف کی حقیقت کو نہین

دیکھا جو جام و صراحی و سبو کوزہ و کاسہ وغیرہ مین بشکل گوناگون متمثل و متمیز محسوس ہے۔ پس ہم سوال کرینگے تجھہ سے کہ کیا ہے حقیقت سبو و سبوچہ خم و خمخانہ ہا کی۔ تو بالیقین حلفاً تو یہی کہیگا کہ سب کے سب مٹی ہی مٹی ہین اور یہہ تیرا قول نہ تو حالت استغراق سے ہے اور نہ حالت سکر سے اور نہ تو نے کوئی اصطلاح بیان کی ہے اور نہ تو تاویلات و تسویلات کے درپئے ہوا ہے۔

پس جان تو اے طالب اولیا اللہ کے نزدیک ہو الظاہر اقتضائے تشبیہہ اور ہو الباطن اقتضائے تنزیہہ ہے۔ اور یہی سر راز گہرا جو کچھہ ہی وہ دیکھتے ہین اوسی وحدۃ الوجود کو دیکھتے اور کہتے بھی وہی ہین جو وہ دیکھتے ہین اور یہہ معاملہ صحیح ہے۔ نہ کشفی وغیرہ۔

فصل نوزدہم

مسئلہ وحدۃ الوجود کے معارف اور معنی اولیاء اللہ کے پاس وہ نہین ہین جنکو عوام نے اپنی غلط فہمی سے ذہنون مین جما لیا ہے۔ کسی صوفی کے بھی کلام سے کوئی اسبات کو ثابت نکریگا کہ اون بزرگان دین نے عالم کو اللہ کہا ہے۔ یہہ امر نادانی سے خالی نہین جو لوگ اپنے زعم مین اونپر بیجا حملے کرتے ہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اوس سے بڑہکر بھی کوئی جاہل ہو سکتا ہے جسکو اشیاء عالم کی بھی تمیز نہو۔ بچے سے بچہ بھی لکڑی کو لکڑی پتھر کو پتھر ہی کہیگا۔ یہہ تو نہوگا کہ پتھر لکڑی اور لکڑی پتھر ہے۔ مراتب اشیاء عالم مین جب ایک بچہ بھی ایسی فاش غلطی جایز نہین رکھہ سکتا تو چہ جائے کہ اولیاء اللہ اہل دل ہون اور اونکو اتنا بھی امتیاز نہو۔ مقدمہ کتاب مین ہم یہہ کہا آئے

ہین کہ حقیقت اشیاء کا جاننا یہہ کام اولیاء اللہ ہی کا ہے اونکے علوم اور معلومات تک
عامی تو عامی بڑے بڑے حکما بھی سہپنچ نہین لیکئے - اے میرے پیارے دوست
بلحاظ تقدم زمانی بھی ہر طرح سے اونکو فضیلت حاصل ہے - بزرگون کی بزرگی کرنا گویا
تخم سعادت کو بونا ہے - **بیت** -

بزرگان نخوانند اہل خرد + کہ نام بزرگان بزشتی برد

نافہمی کی راہ سے اون کو برا کہکر شقاوت کا ثمرہ حاصل نکر حکما کی جن باتون
پر تو فریفتہ ہوا ہے - یہہ یاد رکہہ کہ اونکی ظاہری تعلیم نے تیرے خدشات کو ایک
لق ودق پر وحشت صحراین پہونچا دیا ہے - جسکو اونہون نے دریا تبلایا ہے
دراصل وہ سراب ہی سراب ہے - جو دریا کے لہرون کے مانند تیری نظر مین
متمثل ہو رہا ہے - اگرچہ کہ وہ ایک دہوکہ کی ٹٹی ہے مگر چونکہ تجہے چشم بصیرت
نہین ظاہر پرستی سے دل نے مان لیا ہے کہ مبصرون کا قول ہے - یہہ تیرا خیال
محض غلط ہے - دراصل وہ مبصر نہین ہین بلکہ جو کچہہ کہ علم اونکی قسمت مین ملا ہے
اگر وہ دیندار ہین تو قرآن عظیم کا صدقہ ہے اور اگر بے دین ہین تو وہ صرف ایک
تجربہ ہی تجربہ ہے - جو ظہور حوادثات کے بعد ایک بات کو وہ قرار دے لئے
ہین - یہہ کچہہ اونکے ذہانت کی دلیل نہین ہے - انہون نے فلک الافلاک یعنے
فلک نہم کی حرکت جو مشرق سے مغرب کو ہوتی ہے - اور اپنی حرکت کے ساتہہ
ساتہہ دیگر جمیع افلاک کو حرکت دیتا ہے اور اوسپر کسی ستارہ کا نہونا - اور دوسرے
افلاکو نکا مغرب سے مشرق کے جانب حرکت کرنا - اور فلک البروج کا چہتیس ہزار
سالہ دورہ جو بیان کیا ہے وہ صرف دقیق نظری رصدی سے معلوم کیا ہے جسکی

صداقت پر ہنوز احتمال ہی احتمال ہے - علیٰ ہذا عقل فعال سے عناصر ونکا پیدا ہونا اور اونکا
مکان قسمت او کیفیات - اور طبقات - اور لازمہ عناصر - اور شکل افلاک وعناصر اور
استادگی زمین - اور حقیقت جسم جسم بسیط اور جسم مرکب اور استحالت عناصر اور اوسکے
پیدا ہونیکا سبب - اور ہیولے اور مادہ - امر معنوی - اور صورت نوعیہ - اور پیدا ہونا بخار
و دخان کا - اور ہوا - اور ابر - بارش - برف - نکر یعنے بخار جب ہوا پر ہوتا ہے - ہزم یعنے
ژالہ و شبنم - رعد - برق - صاعقہ - حدوث کواکب منقضہ - شہب و شہاب ثاقب
و کواکب و ذوات الذوایب - اور علامات حمرہ - یعنے سرخی جو آسمان مین پیدا ہوتی
ہے و ہواو کوات یعنے علامات غلیظہ جو ہوا کے اطراف مین سپید و سیاہ رنگ سے نمودار
ہوتے ہین شمسیات و حدوث ثیازکی جو آفتاب کے جانب چپ و
راست بمقدار نیزہ برنگ سرخ دکھائی دیتا ہے - اور قوس قزح - وہالہ - اور زلزلہ اور
زمین سے آواز اور ہوا اور آگ کا نکلنا - اور کلیات اقسام مرکبات - معدن - نبات -
حیوان - یعنے موالید ثلاثہ اور ہر نبات کو کس کواکب وسیارہ سے تعلق ہے
اور حیوان کو کس کواکب سے - عقل کل اور نفس کل - صورت نوعیہ - وقوت
و طبیعت - وطبع - روح نفس ناطقہ و نفس قدسی اور پیدا ہونا فرزند کا ماں باپ سے
اور فرزند کا رحم مین قرار پانا - اور حالات نطفہ اور اسماے حالات شش گانہ
نطفہ - اور ہیئت جنین - اور رغشہ - اور پردہ ہاے محیط جنین وغیرہ - یہہ ہر ایک
ایک فن ہے پس اس سے یہہ معلوم ہوا کہ یہ ایک ایسا بسیط علم ہے کہ ہر انسان
اون سب پر حادی ہوتا ایک مشکل امر ہے اور یہہ کل علوم اکتسابی ہین - اور اولیا اللہ
کے پاس یہہ سب علوم بمنزلہ حضوری کے ہو جاتے ہین - کیونکہ پورے محقق وہی

لوگ ہین۔ اسلئے کہ وہ اسکو جانتے ہین کہ علم طب اور مرض اور اوسکے اسباب و علامات اور شفا کے اسباب یہہ سب اللہ ہی کے جانب سے ہین جیساکہ حق تعالی ابراہیم علیہ السلام کی حکایت کرتا ہے (واذا مرضت فھو یشفین) یعنے جب مین بیمار ہوتا ہون تو وہی حق تعالے شفا بخشتا ہے۔ اور اسیطرح افتاب و مہتاب کے سیر و دور کا اندازہ اور اونکے منازل کا حساب اور رات دن کی پیدایش و خسوف وغیرہ یہہ سب افعال الہی ہین۔ جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے (اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ)۔ اور فرمایا۔ (وَقَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ) اور فرمایا (وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ) اور فرمایا (وَخَسَفَ الْقَمَرُ) اور کہین فرمایا (یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَیُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ) اور پھر فرمایا (ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ) اور فرمایا (یَاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَاغَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ) اور فرمایا (فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ) العزیز افعال الہی کا بہت وسیع دریا ہے۔ جیساکہ فرمایا رب العزت نے (لَوْکَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ) یعنے افعال الہی کا حساب لکھنے کے لئے دریا سیاہی بنے تو افعال الہی تمام ہوسنکے آگے دریا سب جاویگی۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہین کہ او تعالی شانہ کسطرح عقل کل کو ظاہر فرمایا۔ اور عقل کل کیا ہے۔ یعنے وہی مبدا ر مکتونات کو اپنے ذاتی اقتضا سے امر کن جس سے عبارت ہے۔ عین اپنے کو ظہور خارجی دکہلایا۔ کیونکہ موجود حقیقی بجز اوسکے اور کون ہے۔ جان تو ایطالب

یہین سے ہے مسئلہ وحدۃ الوجود اصطلاح صوفیہ مین تعینات کے مراتب جو ملحوظ
رکھے گئے ہین اونسے خبردار نہوکر بندگان دین پر ناحق کا الزام دینا اس سے بڑہکر کوئی
حماقت نہین ہے افسوس ہے تیرے حال پر سے ظاہری لفظ پڑھ رہنوالے کیا
سمجھا ہے تو قرآن عظیم کو جو فرمایا حق تعالے اُنے (وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ)
یعنے ہرایک چیز اللہ تعالی کے حمد مین تسبیح کر رہی ہے ۔ سچ کہنا کہ کنکر پتھر کی تسبیح کا
تجہے کیا علم ہے ۔ اور فرمایا (قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ) یعنے جب وہ پروردگار آسمان
زمین کو طلب فرمایا تو کہنے لگے کہ الہی آئے ہم فرمانبردار ۔ پس جبتک تجہے زمین و
آسمان کی حیات اور اونکی زبان کیسی ہے معلوم نہو ان آیتونکی معنی اور اصل
مفہوم کو کیا پہونچیگا ۔ ایعزیز تجہے اسکا تو عقیدہ ہے کہ خواب صادق بہی نبوت کے
چہالیسوین حصّہ مین سے ایک حصّہ ہے تو اب اسپر غور کر کہ وہ شخص جسنے خواب
مین دیکہا کہ اسکے ہاتھ مین انگشتری ہے جس سے مرد اور عورت کی شرمگاہون پر
مُہر کرتا ہے خواجہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے یہہ تعبیر کی کہ تو موذن ہے رمضان
شریف کے مہینے مین صبح کے آگے اذان کہتا ہے تو تیری آواز سے مرد عورت
ہمبستری سے جدا ہو جاتے ہین اور لوگ کہانے پینے سے ہاتہ کہینچ لیتے ہین ۔ اور ایک
شخص نے دیکہا کہ زیتون مین روغن زیتون ڈالے جارہا ہے اوسکی یہہ تعبیر فرمائی
کہ تیرے علاقہ مین ایک لونڈی ہے اور وہ تیری ماں ہے ۔ قیدیون مین آئی تہی
تونے خرید کر لیا اور اپنے علاقہ مین رکہا ہے وسنے ان تعبیرون کو باور کر لیا ۔ ایک
شخص نے دیکہا کہ خنزیر کے گلے مین موتیونکا ہار ہے ۔ گویا کسینے نااہل کو علم
سکہلایا ۔ اے میرے پیارے دوست اب تمہین تلاؤ کہ ظاہری الفاظی معنون سے

انکو کیا علاقہ ہے۔ ایسا ہی مسئلہ وحدۃ الوجود مین بھی اسرارات ہین جنکو ظاہر سے کچھہ نسبت نہین ہے۔ اور اسکا ہرگز خیال نکرکہ بزرگان دین کے کلام سے شرک کی بوآتی ہے۔ تکلف محض اور مجرد رسم جو مطلب سے خالی ہو ارباب بصیرت کے نزدیک معیوب ہے۔ بلکہ استعارات سے کوئی ایسا کلمہ نہین جس مین رموز و نکات اور ایسے مخفی معنون کے طرف اشارہ نہو کیونکہ عالم شہادت مین جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم روحانی کی مثال ہے اون بزرگان دین سے شرک تو ایک بہت بڑی بات ہے جو بڑی گمراہی اور ضلالت ہے بدعت بھی ہونا اونکی شان سے بعید ہے جیسا کہ مولانا شاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی نے کہا ہے۔ کہ سنت کی تہوڑی سی بھی پیروی کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے اور وہ یہہ بھی فرماتے ہین کہ کوئی شخص پاخانہ جانے اور استنجا کرنے مین اداب سنت کا لحاظ رکہتا ہو بہتر ہے اوسکے لیئے جو مدرسے اور مسافرخانے بنائے۔ پس اے عزیز اولیا رکرام کے علوم غامضہ کا راز بہت گہرا ہے۔ بجا تو اونکے ظاہر الفاظ پر اور بجا اپنی زبان کو بُرا کہنے سے اونکے حق مین۔ اور مانگ تو دعا رب العزت سے نیکی کی اور چھوڑ دے تو اون کو اون کے حال پر۔

فصل ہفتم

یہہ یاد رکہہ کہ مشیت ایزدی اسی امر کو چاہتی تھی کہ اپنے اسماء اور صفات کا جلوہ ہو۔ تو اوس حکیم علی الاطلاق نے حکمت بالغہ سے عالم کو پردۂ عدم سے مشہود کیا وہ محض اشکال ہی اشکال ہین جو ایک صورت نوعیہ سے آپس مین

متمیز ہوتے ہین۔ انکے اقسام سے اس جگہہ بحث کرنا محض طوالت ہے اسلیے عالم مین سے ہم اوس جزو کا انتخاب کرتے ہین جو بلحاظ جامعیت کے افضل مخلوق اور کلیہ کا حکم رکہتا ہو جسکی مجرد ایک ذات مین کتاب عالم کا ہر ہر صفحہ شیرازہ سے باہر نہو۔ چونکہ خداوندکریم خود حاکم الحاکمین ہے۔ منونتاً عالم مین ایک خلیفہ کرنا چاہا تو ممکنات مین سے ایک ایسی کا انتخاب کیا جو اوسکی استعداد اور قابلیت رکھتا تھا۔ یا یہہ کہ مشیت ہی نے اوسکو ازل سے اس قابل کردیا تھا پس اوسکو خلعت خلافت عطا فرماکر کل کائنات پر حکمران فرمایا۔ اگرچہ کہ خلیفہ مثل بادشاہ حقیقی کے نہین ہوتا تاہم آثار واحکام شاہی کا اوسمین پایا جانا لازمی ہے۔ اسلیے (ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰهم فی البر والبحر) اپنے خزانہ لازوال سے اون نعمات کو بھی بخشا جس سے وہ سارے عالم مین ممتاز ہوا۔ اور یہہ قاعدہ ہے کہ بادشاہ کے عطا کی یہہ غایت نہین ہوتی کہ خود معزول ہو اور نایب یا منیب اوسکا تخت نشین بن بیٹھے بلکہ جو کچہہ سرفراز کرتا ہے وہ اوسکے حق مین ہمیشہ ہمیشہ کیلیے معطی کہلاتا ہے۔ ایعزیز ہمارے اوپر کے بیان سے تجہے یہ تو معلوم ہی کرادیا ہوگا کہ خلیفہ کون ہے۔ پس جان تو ایطالب خلقت انسانی اشرف مخلوق اسلیے ہے کہ چند در چند صفات اوسمین مندمج ہین اور وہ صفات یہی ہین عطیات شاہی جو بارگاہ لاابالی سے ثبوت و استحکام خلافت کے لیے عطا ہوئے ہین۔ مگر ہماری غلط فہمیون نے اون عطا شدہ نعمتون کو اپنی ذاتی املاک تصور کربیٹھے۔ حالانکہ یہہ عقل کا کام نہین۔ تہوڑی سی عقل والا بھی یہ جانتا ہے کہ رب العزت نے (کنت کنزاً مخفیاً) سے عالم پر باب نزل وبخشش تو کہولا مگر اوسمین ایسی

پیاری نزاکت اور امتیاز رکہا جس سے معطی اور معطی الیہ صاف معلوم ہو جاتا ہے
کیا تو یہ نہین جانتا کہ دنیا کے بازارون مین معطی کی عطا کردہ متاع کو اگر کوئی معطی کے
جانب منسوب نکرے تو اوسکو ناشکرا اور ظالم اور احسان فراموش کہا کرتے ہین جیسے
کسی کے کئی غلام ہون اور اون مین سے ایک کو اپنے کارخانہ کا کام دیا ہو اور
لوگ اوس سے یہہ کہین کہ جب ملک اور املاک پر تیرا قبضہ ہے تو تو بجائے خود
مختار ہے۔ اور وہ یہہ کہے کہ مین بھی آقا کا ہون اور یہ مال و منال بھی آقا کا ہی
اور میرا جو کچہہ تصرف ہے یہہ محض میرے آقا کی عنایت سے ہے تو ایسا شخص البتہ
شکر گذار غلام کہلائیگا۔ اور مالک کے پاس دن دونی رات چوگنی قدر و منزلت پائیگا
اور اوسکے خلاف پر کفران نعمت کا پورا سارا الزام عاید ہوگا۔ پس صوفیۂ کرام کا حال
بھی مشابہ اوسی غلام وفادار کے ہے کہ ہمیشہ اور ہر دم اور ہر لحظہ اپنے مالک حقیقی کو
پیش نظر رکھتے ہین اور جو کچہہ اوسکی جناب سے اونکو عطا ہوا ہے اوسکو اوسی
وحدہ لاشریک لہ کے جانب منسوب کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہہ اوسکا اثر ہے مثلاً
اگر قدرت ہے تو کہتے ہین کہ اوسکی ہے (یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ) ارادہ ہی
تو اوسیکا ہے (وَمَا تَشَاؤُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ) اور اگر علم ہے تو اوسیکا
ہے (قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا) اور اگر حیات ہے تو اوسیکی ہے
(اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ) اگر سمع و بصر کلام ہے تو اوسیکو ہے۔
(وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ) قال اللہ تعالیٰ (اَنْطَقَنَا
اللّٰہُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ) ایطالب ذرا غور تو کر اور انصاف کو ہاتھ
سے نہ دے سلب صفات کے بعد سالک کے پاس بجز جلوۂ حق (نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ) کے اور رہتا ہی کیا ہے کیونکہ اوس شان ہمسایگی کا قرب و وصال (نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ) ممکنات کے ہر ہر ذرے ذرے مین روح سے بھی زیادہ ساری وجاری ہے۔

یہہ یاد رہے کہ امواج جذب اور کشش رحمانی سے سالک کا استقلال جب اس حد تک پہونچ جاتا ہے تو معاملہ ہی برعکس ہو جاتا ہے جیسا کہ کلام ہدایت التیام سے مترشح ہے۔ (حدیث قدسی) كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا) اور روایت دیگر سے یہہ بھی ثابت ہے کہ (وَلِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِهٖ) خبردار تعجب نکر کہ یہ اشارات اور کنایات ہین نہایت باریک اور نازک کیا تو یہہ نہین دیکھتا کہ ہر شخص کی بصارت کیا ہے۔ سیاہی اور سپیدی۔ سواد اور بیاض بطور خود بینا نہین ہوستے تا وقتیکہ نور کا اثر نہو۔ باوجود اسکے کہ نور آنکھہ کے ہر ہر جز مین موجود ہے اگر آنکھہ کے ریزے ریزے کر کے دیکھا جائے تو کچھہ بھی پتا نہ چلے بجز سواد و بیاض کے شاید کچھہ بھی نہ دکھیگا۔ ہان یہہ اور بات ہے کہ کوئی شمع کی روشنی سے کام تو لے اور کہے کہ یہہ میرا ہی نور ہے تو اس لغو دعوے کا کوئی جواب ہی نہوگا۔ کیونکہ یہہ نہایت کھلی بات ہے کہ شمع معطی ہے اور روشنی اوسکی عطا ہے۔ اور کام لینے والا معطی الیہ ہے۔ تو پہر روشنی اوسکی ذاتی کہان سے آئی

ہان کہین دھوکہ نکھانا۔ ہمنے یہہ جو کچھہ بیان کیا ہے وہ صرف مثالین ہی مثالین ہین۔ جو اعتراضات ظاہری کے لئے سد یسان ہین۔ اثبات مسئلہ وحدۃ الوجود اور

معرفت حق کا راستہ ہی جدا ہے۔

الغرض - جہال بچہانا چاہتے ہین اللہ کے نور کو اپنی عقل کے موہون سے اور وہ ہرگز اسیر نفسین قادر کیے گئے ہین - پس اگر تجہے شوق تحقیق دامن گیر ہے تو (اَلسَّعْیُ مِنِّی وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ) قدم ارادت کو مضبوط جما خدا تیرا شوق پورا کریگا۔ آمین یا رب العالمین)

فصل بست و یکم

موجودات تو اجزا ر متوسط کے لحاظ سے من وجہ عام اور من وجہ خاص موجود جنس الاجناس ہین - اس اجمال کی تفصیل سے پہلے اس قاعدہ کو تبلانا ضرور ہے تاکہ سمجہنی مین آسانی ہوا اور وہ یہ ہے کہ جو ماہیات جزو عام مین داخل ہوسکتی ہین وہی افراد نوع واحد کہلاتی ہین - اور کبہی ایک ماہیت کی جزر عام مین جسقدر انواع داخل ہونگے وہ جنس واحد کہلائینگے - اور فصل اوسکو کہینگے کہ اجناس اور انواع افراد مین جز مخصص سے جو کچہہ مابہ الامتیاز رکہتا ہو - اس امر کے معلوم کرنیکے بعد تو خود بہی یہ کہیگا کہ جواہر کو اعراض سے مجرد کرنیکے بعد کیا رہیگا - تیرا ذہن خود اس امر کی گواہی دیگا کہ تشخصات ظاہری سے ہر افراد کو مجرد کرنیکے بعد ہی اوسکی ماہیت کا مفہوم ہوگا - اس اجمال کی وضاحت کے لیے تجہے اگر مثال کی ضرورت ہے تو الغرض ازجان اسبات کو جان کہ موجود سے عام تر اور انسان سے خاص تر کوئی عالم موجودات مین متعین ہی چونکہ موجود سے اوپر کوئی جنس متعین ہے اور انسان سے نیچے کوئی نوع الانواع متعین ہے تو تمامی حیوانات اور نباتات بلا تشخصات و تعینات ظاہری لفظ حیوان

مفہوم مین داخل ہین - اور یہہ ایک ایسی تشنہ حالت ہے کہ خالی الذہن تو خیر بڑا فہیم بہی
عاجز اور نتیجہ مین حیران رہیگا - اسلئے کہ اگر ہر شئے کی ماہیئت مین تعمیم اور تخصیص نہوتی تو
مابہ الامتیاز کچہہ بھی نہ رہتا - فرض کرو کہ اگر انسان کی ماہیئت مین دو جز نہوتے تو کیا
تمیز کیا جاتا - اور وہ دو جز کیا ہین یعنے ایک حیوان اور دوسرے عاقل تو اب
معلوم ہوا کہ حیوان جز عام ہے اور عاقل جز مخصص ہے یعنے حیوان کی تعمیم کو عاقل
کی قید بالکل باقی نہین رکھی - موجودات کی تعمیم سے انسان مین نہایت تخصیص ہوئی
پس ہمارے اوپر کے بیان کا ماحصل جو کچہہ نتیجہ نکلتا ہے - وہ بجز اسکے اور کیا ہے
کہ عالم موجودات مین آپس کی مناسبتین اسطرح ہین کہ بالیقین یہہ معلوم ہوجاتا ہی
کہ یہہ سبکے سب واحد کی اصل ہین - اور یہہ اسپنے موقع پر طے ہولیا ہے کہ یہہ
سب اپنے وجود کے لئے غیر کے محتاج ہین پس جو اپنے وجود کے لئے معطی کے
طرف محتاج ہے پہر اوسکا وجود کہان رہا -

عالم شہادت مین جو موجودات مانے جاتے ہین یہہ صرف
تشخصات اور تعینات ہی ہین نہ کہ وجود - اب رہی یہہ بات کہ تعینات اور
تشخصات کیا ہین تو یہہ جان لے کہ یہہ اوسی معطی کی عطا ہین - اور یہہ قاعدہ ہے
کہ ہر عطا رجوع ہوتی ہے اپنے عطا کنندہ کے جانب - خواہ صفتاً ہو یا ذاتاً تو
اب یہہ صاف ہوگیا کہ جو کچہہ بھی ہے حقیقت ہی تبلاتی ہے کہ وہی وحدۃ الوجود
ہے - اور بلحاظ مراتب یہہ سب اصل واحد کی فروعات ہین -

ادراک باری مین عقل اوس گھوڑے کے مانند معذور ہے کہ جسکے
ٹاپ تھک گئے ہون - پس عقلی معلومات کو اپنی حد معینہ ہی تک رکہنا عقل کا کام ہی -

فصل بست دویم

مشتمل بر پنج جزو

ایعزیز - معترضین کا ایک بہت بڑا اعتراض ہے - جسکو بڑے دعوے سے بیان کرتے ہین - تو اون کے اس بے بنیاد اعتراض سے پریشان ہو طبیعت کو سکون پکڑے - استقلال کی باگ کو ہاتھ سے ندے - اون کے سوال پر ذرا غور کرنے سے تجھے خود یقین ہوجائیگا کہ جو اعتراض مخالفین کرتے ہین حقیقت مین لغو محض ہے -

جزو اوّل - معترضین یہہ کہتے ہین کہ - جب عالم کوئی شئے نہین - اور اوس کا کوئی وجود نہین - اور محض اعتباری موہوم اور تخیل ہے تو ہم اور تم اور اپسکی مکالمت - اور مناکحت - توالد - تناسل - مان - باپ - مرد - عورت - عزیز - قریب دوست - احباب - دشمن - کشت وخون - جنگ وجدال - عبادت - بندگی نزول کتب ہای آلہی - درود انبیاء علیہ السّلام - یہہ سب کوئی چیز نہین محض معطل بیکار اور غلط ٹہرے - جب وجود عالم ہی نہین تو یہہ اوامر و نواہی کس پر - عذاب ثواب - عقاب - وعدہ - وعید - یہہ سب باطل ٹہرے - وجود عالم تو ضروری ہے - اور اوسکا پیدا کرنیوالا خالق حقیقی ہے - جب علت ہی موجود نہو تو معلول کو کون جانتا ہے - اور یہہ کل کارخانہ جات عالم نظر کو بدیہی ہمکو اور تمکو جو نظر آرہے ہین کیا یہہ محض خیالی ہین - خداوند عالم کے فعل کو عبث تصور کرنا نہایت ظلم اور صریح ناانصافی ہے - حیرت اور افسوس ہے اونکی عقلون پر باوجود بے شمار اشیا اور صور مختلفہ دیکھنے کے انکار کرتے ہین کسی عقلمند کا کام نہین جو ایسا عقیدہ رکہے - بھائیجان سوال

سُنکر تجہے یہ شبہہ ناشی ہوا ہو گا کہ ابتک جو کچہہ بیان ہوا محض تاویل ہی تاویل ہے۔
امر یہی ہے دیدہ و دانستہ گریز کرکے من مانے باتین جمائی گئین۔ حاشا و کلا ایسا
خیال مت کر اور ذرا بھی شبہہ کو اپنے سینہ مین جگہہ ندے۔ کیونکہ بزرگان دین کا
مسلک کبہی بے بنیاد اور بے اصل نہین ہوتا۔ جو کچہہ کہ اونہون نے فرمایا دیدہ ہے
نہ کہ شنیدہ۔ تو جو نہین سمجہا یہہ تیرے سمجہہ کی غلطی ہے۔ اصل بات اگر پوچہتا ہے
تو یہہ ہے کہ سوال کرنیوالون کا اتنا استعداد اور حوصلہ نہین جو اوس علوم غامضہ اور
بھیدون کے جاننے کے لایق ہون۔ آثار رحمت الٰہی سے آنکہہ بند کرلئے ہین۔
صنعت الٰہی کے اسرار کی معرفت کے میدان مین وہم وخیال کے گہوڑے
دوڑاتے ہین جبکہ وہ اسرار اور کشف کے لایق نہین ہین تو اونکو یہی چاہیے
کہ شاعرون کے اشعار جیسے دیوان متنبی اور نحو کے مسئلہ جو سیبویہ نے لکہا ہے
اور نوادر طلاق جو ابن حداد کے فروع مین اور علم کلام مین مجادلے کے جو حیلے
ہین ایسے ہی کتابون مین مشغول رہنا بہتر ہے۔ کیونکہ وہ اسیکی لایق ہین اور یہی
اونہین سزاوار ہے۔ ہمارا بیان بہی اونکو کچہہ فائدہ ندیگا۔ کیونکہ جب خدا کسی کو
بہکاتا ہے تو اوسکو راہ پر کون لگائے (وما یفتح اللہ للناس من رحمتہ فلا
ممسک لہ ومن یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ) یعنی خدائے تعالے
جب کسی کو کچہہ کہولنا چاہتا ہے کوئی اوسکو پکڑ رکہہ نہین سکتا اور جس کے حق مین پکڑ رکہنا
چاہتا ہے اوسکو کوئی کہول اور چہوڑ اسکتا نہین۔ جس علم کے جو اہل ہین حق تعالی وہ اونکو
دیتا ہے۔ اور جو نااہل ہین اونکو اوس سے بے نصیب رکہتا ہے اور محجوب کرتا ہے
اب ہم سوال کے جواب کے جانب مخاطب ہوتے ہین ذرا کان دہر کر سن اور اپنے

شبہہ کو دور کر۔ العزیز۔ یہہ تو تجھے معلوم ہی ہو چکا ہوگا۔ کہ مسئلہ وجود مین نری توحید
ہی توحید کا بیان ہے۔ یہہ یاد رہے کہ اس مسئلہ مین تخلیق عالم سے نہ بحث کیگئی ہے
اور نہ اوسکی تفہیم کرائی گئی ہے۔ جب اس مسئلہ خاص مین تخلیق عالم سے بحث نہین ہے
تو معترضین کا اعتراض بھی بیجا نہین ہے۔ کوئی واعظ کلمہ طیبہ کے حصۂ اول۔
(لا الہ الا اللہ) کو جس مین نری توحید ہی توحید ہے بیان کر رہا ہو اور اثنائے
بیان مین کوئی معترض یہہ کہے کہ کلمہ طیبہ کے حصہ دوم یعنے (محمد الرسول اللہ)
سے اس عالم کو انکار ہے تو ہر شخص اوسکو یہی جواب دیگا کہ اے نادان اسوقت
تو توحید کا بیان ہو رہا ہے۔ خداوند کریم کی۔ وحدت اور قیومیت۔ قدرت۔
اور عظمت۔ جبروت۔ وجلال وغیرہ کا بیان رہیگا کہ خداوند تعالے وتقدس کے
کوئی ہم مثل نہین۔ اوسکا کوئی ثانی اور مددگار نہین۔ وہ اپنے آپ قدرت بالغہ
مین یکتا وحدہ لاشریک لہ ہے۔ جسم وعوارض جسمی۔ عیب ونقصانات سے پاک
اور منزہ ہے۔ اور سمیع ہے بصیر بھی ہے۔ کلیم۔ اور علیم بھی ہے۔ قدیم بھی
ہے۔ ازل سے ہے۔ ابد تک رہیگا۔ اوسکی بے زوال سلطنت مین کسی نوع سے
گھٹاؤ نہین۔ وہ ایسا مالک الملک ہے کہ اپنی سلطنت مین جسطرح چاہتا ہے تصرف
کرتا ہے اور کسیکا دباؤ نہین۔ وہ لاپروا اور مستغنی ہے۔ غیر کا وہان کوئی دخل
نہین پس جو کچھہ بیان ہوگا اوسکے تمام صفات ذاتیہ وکمالیہ ہی کا ذکر رہے گا۔
اور یہہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جہان جس امر کا ذکر ہوتا ہے تا وقتیکہ وہ پوری طرح
پر اتمام کو نہ پہونچے دوسرا ذکر درمیان مین نہین لاتے۔ اور فصحا ہرگز اپنی تقریر کو
خلط ملط کرکے اولجھن نہین ڈالتے۔ جب یہہ قاعدہ صحیح اور قابل اعتراض نہین ہے

اور تمام عقلا اس قاعدہ کو مرعی رکھتے ہین توکیا معنی کہ توحید کے ذکر کرنیوالے پر ناحق اتہام لگایا جاوے کہ وہ رسالت کا منکر ہے۔ اسلیئے کہ نبوت اور رسالت کے بیان کو ترک کردیا۔ انصافاً دیکھا جاے تو معترض کا اعتراض بالکل بے محل اور بے موقع ہے ہان بعد حمد و ثنا کے نعت بیان کیجا سکتی ہے۔ حمد و ثنا کے بیان کرنے سے نعت نبی کا اوسکو منکر سمجھنا محض جہل اور نادانی ہے۔ شاید اس مثال سے تیری تشفی نہ ہوئی ہوگی تو ہم تیرے سلئے دوسری مثال بتلاتے ہین۔ فرض کرو کہ ایک عالم مسائل حج اور اوسکے ارکان سمجہارہا ہوا اور اثناے تفہیم مین کوئی یہہ کہے کہ اس عالم کو تو آداب نکاح ہی یاد نہین پہر یہہ مولوی کیسا۔ ورنہ اوسکا بہی ذکر کرتا اے نادان اب تو وہ مراسم حج بتلارہا ہے۔ جب نکاح کے مسائل بیان کریگا تو اسوقت اوسکے کل فضایل اور آداب اور نتایج نکاح اور اوسکے مراتب بیان کریگا۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ من چہ میگویم تنبورہ چہ می سراید۔ مسئلہ وجود تو اثبات توحید کررہا ہے اور لوگ یہ کہتے ہین کہ عالم کا ذکر کیون نہین کیا جاتا۔ کوئی شخص وضو کے باب مین مسائل زکواۃ ڈہونڈے تو اوسکو یہی کہا جائیگا کہ اے بیوقوف باب الوضو مین تو وضو ہی کے فرایض اور سنن اور مستحبات و مکروہات وغیرہ کا بیان رہیگا۔ یہان مسائل زکواۃ کیون ملنے چلے۔ زکواۃ کے مسائل کا باب ہی جدا ہے۔ وہان اگر ڈہونڈیگا تو کل احکام زکواۃ تجہے معلوم ہو سکتے ہین۔ اور وہ شخص یہ کہے کہ واہ۔ جب فقہ کی یہ کتاب ہے اور اسمین مسائل لکہے گئے ہین تو وضو کا باب کیا اور زکواۃ کا باب۔ کیا یہ ایک جگہہ اور وہ ایک جگہہ کتاب نہ ہوئی دل لگی ہوئی۔ یہان دیکہو وہان دیکہو۔ وضو کے لئے خدا کا حکم ہے تو زکواۃ کا حکم

کسکا ہے۔ یہہ ہی تو خدا ہی کا حکم ہے۔ اودہر دیکہنا اودہر دیکہنا یہہ تو ٹہیک نہین
اور فقہ کے مدونون پر الزام لگائے کہ خدا کے احکامون کو ایک ہی جگہہ نہ بتلاکر
علیحدہ علیحدہ کردیا۔ فقیہون اور محدثون کی ترتیب کو کوئی پریشان سمجہیگا تو یہہ اوسکے
سمجہہ کی غلطی ہے دراصل وہ ترتیب آسانی کے لحاظ سے نہایت ہی عمدہ اور مفید
ہے۔ پس ایسے جاہل کو سوائے پاگل کے اور کیا کہینگے۔ جواب جاہلان باشد
خموشی۔ جو بات کہتا ہے بیموقع کہتا ہے۔ ایسے اجہل سے سکوت ہی افضل
وانسب ہے۔

جزو ثانی۔ ایعزیز۔ جب تو یہہ سمجہہ گیا تو اب تجہے خود یقین ہوگیا ہوگا کہ
اعتراض مخالفین بیموقع اور بےمحل ہے۔ کیونکہ معترض کے جتنے سوال ہین وہ
سبکے سب متعلق بہ احکام ہین۔ اور مسئلہ وحدۃ الوجود تو متعلق بہ حقایق ہے
افسوس تو اس بات کا ہے جب مدعی کے نزدیک علم احکام اور علم حقایق ایک ہی
ٹہیری تو اوسکے جہل مرکب کا کیونکر جواب ہوگا۔ اور ایک بات ہم تجہکو بتلاتے
ہین تاکہ تیرا شبہہ اور بہی صاف ہوجائے وہ یہہ ہے کہ سارا زمانہ اسپر متفق ہے
کہ خداوند عزوجل جلشانہ جسم اور عوارض جسمی۔ عرض و جوہر وغیرہ وغیرہ سے
پاک اور مبرا ہے۔ صوفیا وجود کا لفظ اوسکی ذات کے لئے کہتے ہین یہان
یہہ کہان سے نکالا گیا اور یہہ کون کہتا ہے کہ صوفیہ عالم کو عالم نہین کہتے
مراتب اشیاء کا لحاظ جتنا اونکو رہتا ہے اورون کے پاس وتنا نہین ہوتا۔
مصداق اسکے۔ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد + گر حفظ مراتب نکنی زندیقی +
پس عالم کا تو اونہین ضرور اقرار ہے۔ مگر وجود عالم کا اقرار نہین کرتے وہ اسلئے

کہ وجود کے تمام اوصاف کمالیہ جنکو ہم اوپر بتلا آئے ہین عالم کے لئے ثابت نہین
باوجود عدم اثبات وجود وجود کا لفظ عالم کے لئے استعمال کرنا خداوند تعالی و تقدس
کی ذات مین مساوات کا لازم کرنا ہے جو صریح شرک جلی ہے۔ ذرا غور تو کر جب
وجود کے سارے صفات عالم مین بھی ثابت ہون تو پھر وہ خدا خدا کاہے کو
رہا صرف عالم ہی پر کیا موقوف ہے افراد عالم مین سے ہر شئے مفردہ یا مجردہ
یا مرکبہ سبھی مین وہ صفات ہون گے۔ اس سے (نعوذ باللہ من ذالک)
ہر افراد عالم خدا ٹھیرا۔ یا یہہ کہ کوئی خدا ہی نہین۔ یہہ بات تو قاعدہ کے ہی
خلاف ہے کہ عالم کا عالم صفات کمالیہ سے مملو ہو۔ جب یہ بات یقینی طور پر
قابل تسلیم ہو جائیگی تو پھر اوسکو صفات کمالیہ ہی کون کہیگا۔

یہہ تو بدیہی بات ہے کہ عقل کی رہنمائی سے ایک دوسرے کو ہم تمیز کر لیتے
ہین کہ یہہ انسان ہے۔ زید نہین عمرو ہے۔ خالد کو زید یا ولید کو عمرو نہین کہینگے
علی ہذا۔ جہاڑ۔ پہاڑ۔ حیوانات۔ اور انسانات مین بھی عقل ہی کی تمیز بتلانے
ہر ایک کو اپنے مراتب پر رکھتے ہین۔ کیا تو یہہ نہین دیکھتا کہ جو صفات ایک مین
ہونگے تو دوسرے مین اوس سے کم یا زیادہ تو تیسرے مین اوس سے زیادہ تو
چوتھے مین اور بھی زیادہ ایسا ہی ایک سلسلہ ہے کہ چلا ہی چلا جائیگا۔ اور یہہ
کون نہین جانتا کہ ایک عامی کے صفات بالکل اسفل ہونگے تو اوس سے
اچھے صفات کسی قدر لکھہ پڑہ لینیوالے مین ہون گے۔ اور اوس سے زیادہ
عالم متبحر اور حکیم مین پائیجائینگے اور اوس سے زیادہ اولیا اللہ مین ہونگے اور
اوس سے بھی زیادہ عجیب و غریب عمدہ صفات نبی۔ اور مرسل اور پیغمبر مین

ہونگے۔ جو صفات انسان مین ہونگے۔ چرند۔ پرند۔ درند۔ حشرات الارض وغیرہ مین
نہونگے۔ معہذا نباتات وجمادات وغیرہ مین۔ صفات کا ایک لفظ بسیط ہے جس
مین صفات رزیلہ بھی داخل ہین اور یہی صفات رزیلہ صفات فاضلہ کے امتیاز کا
آلہ ہے گو بعض صفات مشترکہ بعض مین پائی بھی جائین تو وہ کمال کی صفت مین
آ نہین سکتے جیسے یہہ کہا جاتا ہے کہ جو انسان ہے وہ حیوان ہے اور جو حیوان
ہے وہ جسم ہے۔ پس انسان جسم ہے۔ عالم مین چونکہ اوصاف جسمی مشترکہ ہین تو
اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ اوصاف کمالیہ بھی مشترکہ ہون۔

جزو ثالث۔ ایعزیز۔ تقریر بہت دور جاتی ہے مختصر یہہ کہ یہہ سلسلہ اگر ختم نہوگا
تو دور تسلسل لازم آئیگا اور یہہ محال ہے تو بالآخر یہہ سلسلہ کہین نہ کہین حد
منتہای تک پہونچنا لازمی ہے پس جہان یہہ سلسلہ ختم ہوگا وہان ایک ہی ذات کا
صفات کمالیہ سے مملو ہونا درکار ہے۔ اور ایسی ذات خداوند تعالےٰ وتقدس
کی ہے۔ پس صوفیہ اوسی ذات واحد اور بیمثل کے لئے وجود کہتے ہین۔ مراتب
تعینات مین وہی حقایق جوہر مطبوعہ ہے اور وہی حقایق عرضیہ تابعیہ ہے۔ وہ
ذات وجود تشخصات وتعینات سے بالکل مجرد اور مطلق ہے۔ اور بحیثیت تشخصات
وتعینات کے تلبیس کے جو کچھہ کثرت نظر آتی ہے وہ خلق ہے۔ چونکہ عالم
جسم وجوہر عرض وغیرہ وغیرہ سے خالی نہین اور سارا عالم کا عالم عارضی ہے
اسلئے اوسکو وجود نہین کہتے مگر اوسکے جسم وغیرہ ہونیکے قائل ہین۔ اور اونکو
عالم کا اقرار کلی ہے۔ ہان اسمین جو راز ہے اوسکا مفہوم غامض ہے۔ جسکو
ہمنے اپنے موقع پر بتلایا بھی ہے۔ اور انشاءاللہ آئندہ بھی بتلائینگے۔ یہہ

یاد رہے کہ ظاہر حق عالم ہے اور باطن عالم حق ہے۔ اسلئے کہ حقیقت تو ایک ہی ہی
اوسکا ظہور و خفا اولیت و آخریت صرف اوسکے اعتبارات اور نسبتین ہین اور یہی امور
ہین جسکا انکشاف نہایت اور نہایت مشکل ہے ہان اسکا ضرور خیال رہے کہ مرتبہ الوہیت
کو مراتب کونیہ شمار کرنا کفر ہے۔ اور مراتب کونیہ کو مرتبہ الوہیت پر اطلاق کفر کی
حد تک پہونچاتا ہے پہلے اون امور پر واقف ہونا شرط ہے بعد سلوک کی منزل
مین بڑی احتیاط سے قدم دہرنا چاہئے یہہ وہ نازک مقام ہے جو ذراسی لغزش مین
ایمان پر خیرباد پڑہکر سیدہی اوس راہ کو اختیار کرنا ہے جہان چین و آرام کو ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہے۔ وجود کی معنی جسم کی جو عوام کرتے ہین یہہ دراصل
مجازی ہین آگے چلکر جہان ہم وجود کی تعریف بتلائینگے وہان یہہ معلوم ہو جائیگا کہ اصلی
اور لغوی معنی وجود کی کیا ہین۔ شاید تجھکو اس سے بھی تشفی نہوئی ہو تو اب ہم تجھے
تخلیق عالم کی شمہ کیفیت بتلاتے ہین کہ عالم کو خداوند عالم کے ساتھہ کیا نسبت ہے
مگر توحید ہی کے پیرایہ مین بتلائینگے۔ کیونکہ ہمنے اس کتاب مین صرف مسئلہ وجود یعنے
توحید ہی کا بیان کیا ہے تو ہم یہ نہین چاہتے کہ دوسرے بار کو بھی اسمین شریک
کرین تخلیق عالم کے مسائل اگر تجھے سمجھنا ہے تو بزرگان دین نے تنزلات ستہ کا
مسئلہ بیان فرمایا ہے اوسکو دیکھہ اور تشفی حاصل کر۔ العزیز۔ شروع سے ابتک
ہم بھی کہہ آرہے ہین کہ وجود صرف خداوند عزوجل ہی کے لئے ہے۔ ماسوا ئے
وجود خداوند عالم کے اور کسیکا وجود نہین اور اسکا ہمکو یقین بھی ہے۔ اور عقیدہ ہی
ہمارا یہی ہے۔ پس اب اس بات کو جان کہ جہان وجود ہوگا وہان صفات کمالیہ کا ہونا
ضرور ہے۔ اگرچہ کہ کہین کثرت سے اوصاف پائے جاتے ہین۔ اور کہین قلیل

جلیسے گرم پانی کی گرمی گو وہ آفتاب کی حرارت سے گرم ہو یا آگ کی وجہ سے بہرصورت پانی سے علحدہ ہونیکی صورت مین بھی پائیجاتی ہے۔ اگرچہ کہ وہ ہی عارضی ہے تو کیا اوس گرمی کا خارج مین کوئی وجود پایا جاتاہے تو تو ہی کہیگا کہ نہین۔ اور اگر مانا ہی جاسئے تو ایک خیالی وجود ماناجائیگا۔ ایسا ہی وجود کے اوصاف بھی وجود سے علحدہ ہوکر پائے جاتے ہین جسکے لئے خارج مین کوئی وجود نہین۔ مگر خیال مین پس محققونکا عالم کو موہوم اور متخیل کہنا اس صورت سے ہی صحیح ہوسکتا ہے۔

جزو الرابع - الغریز۔ اسبات کو خوب یاد رکھ کہ مثال کبھی مثل نہین ہوتی مثال اور ہی مثل اور ہے۔ تمثیلاً اگر کوئی بات بیان ہی کیجاوے تو تو اوسکو مثل ہی نہ سمجھ لینا۔ کیونکہ رب العزت خود فرماتا ہے (ضرب الامثال للناس) اور یہہ اسلئے ہم تجھے آگاہ کئے دیتے ہین کہ اگلے بزرگان دین نے اپنی تصنیفات مین جہان کہین آسانی سے سمجھنے کے لئے تمثیلاً۔ حباب۔ ژالہ۔ قطرہ۔ دریا۔ وغیرہ کا ذکر کیا ہے اوسکو عین مثل سمجھہ بیٹھے ہین۔ ہان مشبّہ بہ کا تشبیہات مجازی مین افضل ہونا ضرور ہے مگر تشبیہات حقیقی مین ضرور نہین۔

اس سے زیادہ واضح طور پر ہم بتلاتے ہین تاکہ تیری سمجھہ مین صاف آجائے ہیایجان۔ عالم کو خداوند جلشانہ کے ساتھہ ایسے نسبت ہے جیسے دہوپون کو آفتاب کے ساتھہ ہے طلوع آفتاب سے تمام عالم منور ہوجاتا ہے۔ اور غروب کے بعد تاریک۔ ایسا ہی خداوند عالم کے ارادہ ایجاد سے تمام عالم موجود ہوجاتا ہے اور ارادہ فنا سے معدوم۔ جیسے دہوپونکا مادہ نور آفتاب سے ہے ایسا ہی مخلوقات کی ہستی کا مادہ خداوند عالم کا وجود ہے جو سارے عالم کو

محیط ہی۔ دہوپونکی روشنی کی اصل نور آفتاب ہی ایسا ہی مخلوقات کی ہستی اور وجود کی اصل خداوند عز و جل کا
وجود ہی دہوپونکی شکلین نور آفتاب کے طرف سے صادر ہوکر بادل مین نکلکر جنین آتی مین جو اوسکی عطا اور اوسکا نیض
اور اوسکا وصف کہا جائے۔ بلکہ یون کہا جاتا ہی کہ آفتاب کے سبب سے پیدا ہوئی ہین آفتاب اگر طلوع نہوتا تو
یہہ شکلین پیدا نہوتین ایسا ہی حقایق مخلوقات جیسے اجسام یا ارواح مثل وجود خدا کی ذات
سے ظاہر ہوکر اور اوس سے نکلکر جنین آئین جو انکو فیض خداوندی۔ یا عطائے خداوند
عالم اور حقیقت خداوند عالم یا جز خداوند عالم سے نہ کہئے بلکہ خداوند عالم کی ذات کی بدولت
یہہ تمام حقایق پیدا ہوگئے ہین۔ اگر وہ ارادۂ ایجاد نکرتا تو یہہ کارخانہ پردۂ عدم سے
جلوۂ شہود مین نہ آتا۔ العزیز۔ دہوپون کے اشکال مختلفہ۔ مربع۔ مثلث۔ نصف
دائرہ۔ مستطیل وغیرہ قطعات صحن یا روشن دانون کے عارض ہونے سے
نظر آتے ہین اور یہہ آفتاب ہی کی وجہ سے ہین دراصل اشکال کے لئے کوئی
وجود نہین ایسا ہی مخلوقات کی ہستی اور اونکے وجود کی اصل خداوند عالم کا وجود ہی
اور یہہ اشکال مختلفہ جسکے وسیلہ سے ایک دوسرے مین تمیز ہوتی ہے موافق
علم خداوندی عارض ہوجاتے ہین۔ اسی لئے بزرگان دین نے عالم کو مظہر اور خداوند
عالم کو مُظہِر کہا ہے۔ عالم کے جو کچہہ اوصاف ہین وہ سارے مُظہِر کے ہی اوصاف
ہین بلکہ جو کچہہ ہے وہ مُظہِر ہی کا ہے۔

جزو خامس۔ بزرگان دین نے یہہ کب کہا ہے کہ حق تعالے بمنزلہ کلی طبعی
ہے اور اشخاص ممکنات اوسکے افراد ہین (نعوذ باللہ منہا) یہ تو صریح کفر ہے۔
اونکے نزدیک عالم بمرتبہ وہم کے ہے جیسے آئینہ مین شخص کا عکس یا شعلہ جوالہ کا دائرہ۔
حقیقت مین عکس کا وجود ہے نہ دایرہ کا مگر عکس اور دایرہ ثبوت اور دلیل ہی شخص

اور شعلہ کی چونکہ خارج مین شخص اور شعلہ ہی ہے۔ منشار توہم کثرت یعنی عالم امکان
اوسی وجود حقیقی کو کہتے ہین۔ افسوس تو یہہ ہے کہ بغیر دیکھے بہالے بزرگونکی تصنیفات
کے ناحق اونپر طعن کیا جاتا ہے صوفیہ کرام نے عالم کو اگر باطل کہا ہی تو بیجا نہیں کیا ہی
کہا۔ اگرچہ کلام اونکا مفہوم نہایت غامض ہے تاہم اون کے قول پر آیت کریمہ شاہد ہے۔
جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے (ربنا ما خلقت ھذا باطلا) ایعزیز۔ شاید تو
کہیگا کہ اس آیت شریف کا معنی مفسرین کے خلاف ہے تو جان تو اے طالب پہلے
ہم یہہ کہہ چکے ہین کہ مفسرین کا علم علم ظاہر ہے مانند پوست کے۔ اور محققین کا علم
بمنزلہ مغز کے ہے۔ اس آیت کریمہ کے معنے مفسرین کے تابع ہوکر بھی سمجھا جاتا ہے
تو تب بھی اونکا مطلب حاصل ہے۔ مفسرین اس آیت شریف کا اسطرح معنی کرتے
ہین کہ (اے پروردگار ہمارے نہین پیدا کیا تونے یہہ بے فائدہ۔ یہہ بہی صحیح
اور درست ہے۔ خلق کا پیدا کرنا خداوند عالم کی قدرت بالغہ کا نمونہ ہے۔ پہر یہہ
باطل کیسے ہوسکتا ہے۔ اوسکا فعل کوئی عبث اور باطل نہین۔ ایعزیز۔ رب العزت
نے عالم کو مرتبہ وہم مین اپنے وجود کے استدلال کے لئے پیدا کیا ہے۔
بہائیجان یہہ راز ایسے نہین ہین کہ ہر عامی اوسکو سمجہ سکے بقول کسیکے **شعر**

بلبل چو گل بہ پسند دگو یا بگل نشیند ۔۔۔ بیچارہ زاغ مسکین در بلبلان نگنجد

مولانا روم فرماتے ہین کہ **رباعی**

آن خیالاتی کہ دام اولیا است ۔۔۔ عکس مہرویان بستان خدا است
دور میان بارگاہ الست ۔۔۔ غیر از ین ہیچ نبردہ اند کہ ہست

ایعزیز۔ تیرے دفعیہ اشکال کے لئے اور ایک مثال دیتے ہین اور وہ یہ ہے

کہ اشیا خلق یعنے حقایق ممکنات کا وجود عارضی جو خارج مین ہمکو اور تمکو نظر آتا اور محسوس ہوتا ہے ایک نسبت سے معلوم الغیبۃ اور مجہول الکیفیت ہے جیسے عکوسات کو شخص اور آئینہ کے ساتھہ نسبت ہے۔ یہہ یاد رہے کہ اندر۔ باہر۔ داخل۔ خارج حلول واتحاد۔ واتصال وانفصال۔ شخص کا عکس اور آئینہ مین غیر ثابت ہے ویسا ہی اوس ذات لایدرک لاضدہ ولاندہ جسکا شبہہ ومثال نہین اوس صانع مطلق وجود حقیقی کا جسم خارجی عالم مین غیر ثابت ہے۔ خداوند تعالی وتقدس کی ذات مین خلق کو یا خلق مین ذات کو داخل کرنا ہی الحاد اور زندقہ اور شرک ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ہرگز صوفیہ کرام کا یہہ عقیدہ ہے اور نہ اون کے اقوال سے یہہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ بات تو یہہ ہے کہ ہماری سمجھین اون کے اصطلاح کو پانے سے قاصر ہین اسلئے اونکے باہین ہمکو سکوت کرنا ہی افضل ہے۔

صوفیہ کا قول ہے کہ اصطلاح قوم مین وحدۃ الوجود کے معارف ولایت ظلی ہین اور اوسکے انکشاف کی امید تعلقات ماسوا اور معارضات غفلت کے اٹھانے پر منحصر ہے جو محل سکر ہے۔ اور یہہ بدیہی بات ہے کہ جبتک آئینہ مقابل نہو ظل نمایان نہین ہوتا۔ اور بصورت مقابل جو ظہور ہوگا وہ ظل ہی ہوگا۔ اور یہہ متفق علیہ قول ہے کہ ظل وہمی ہوتا ہے جو قابل اعتبار نہین اسلئے صوفیائے کرام وجود خارجی عالم کو وہمی اور موہوم اور متخیل تصور کرتے ہین اون کے نزدیک محض شخص ہی کا اعتبار ہے۔ الغرض یہان ذراسی کایا پلٹ مین پھر وہی وحدت مطلق کا تشبیہہ کے پیرایہ مین ظہور ہے اور یہہ راز تیری سمجھ سے پری ہے۔ بھائیجان تیرا نفس ہٹ دھرمی اور ضد کا خوگر نہو اور

انصاف اور تامل کو کام مین لاوے تو حق بات یعنی یہہ مسئلہ یون ہی قابل قبول کے ہے
کیا تو یہہ نہین جانتا کہ علم شئے مستلزم وجود آن شئے ہے ۔ جسکو جانتے ہین تو ہم یہہ
کہتے ہین کہ حق تعالی علیم ہے اور اوسکا علم حاضر اور قدیم اور ازلی ہے اور اس
عقیدہ کے تو سب قائل ہین ۔ تو اس لحاظ سے حقایق کلیہ اور جزیہ کا علم اوس خالق
حقیقی کو ہونا واجب التسلیم ہے ۔ یعنے تمامی اشیاء کا وجود علم رب الارباب مین موجود
ہونا ضرور ہے اور علم چونکہ بسیط ہے اور قابل تجزی نہین ہے تو مرتبہ علم مین تقدم
اور تاخر زمانی کو گنجایش بھی نہین ہے ۔ بخلاف وجود خارجی کے تو اب حقایق اشیاء
بوجود خارجی سے لئے ہین یہہ وہی صور علمیہ ہین جنکو صوفیاء کرام اعیان ثابتہ فی العلم
کہتے ہین ۔ یعنے حق تعالی آثار مطلوبہ کو حسب منشاء و مشیت اپنے صور علمیہ سے
ایک صورت خارج مین پیدا کرتا ہے ۔ اشیاء یعنی حقایق ممکنہ کا وجود خارجیہ اور حدوثیہ
دراصل کچھہ حقیقت نہین رکھتا مگر ہان البتہ یہہ کہا جاسکتا ہے کہ عکس وجود علم یا نور
علم ٹھہرا تو بہا پیجان اسبات کو جان کہ علم اوس خلاق عالم و عالمیان کے صفات
ذاتیہ مین سے ہے اور صفات ذاتیہ عین ذات ہین ۔ تو پھر غیریت کا تو کوئی
محل ہی نرہا (سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینھا) اور (ان شئت
قلت حق وان شئت قلت خلق) صوفیاء کرام نے اپنی مقررہ اصطلاح کے
موافق کہا ہے تو لحاظ اسکے جسکو ہمنے اجمالاً اوپر بتلایا ہے محل اعتراض تو نہین پس
ایطالب نگاہ رکھہ تو اسپنے لئے حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تا ہو جاوے
تو راہ پانیوالونمین سے سیدہی راہ کے اور یہی تیرے لئے ذریعہ ہے
بخشش اور نجات کا ۔

فصل بست و سوم

العزیز۔ ہر انسان اپنی عمر کے دوسرے حصہ یعنے سن بلوغ کو پہونچکر دنیا کو ایک حسین خوبصورت نازنین مہہ جبین حسن کی پتلی پاکر اوسکے پہڑکتے ہوے کرشمہ ہاے ناز کے خمار عشق مین مدہوش ہوجاتا ہے۔ حالانکہ جن لوگون نے زمانہ کو آزما چکا ہے وہ اوسکی عیب قبح کو چیخ چیخ کر سناتے ہین۔ شعر

جمیلہ ایست عروس جہان ولی ہوش دار — کہ این مقدرہ در عقد کس نمی آید

اے ناداان اسکی ظاہر بہولی پیاری صورت محض خیال ہی کو آوارہ نہین کرتی دل کو لٹو بنا کر گرفتار بلا ہی نہین بناتی بلکہ رنج و محن کا محشر بپا کر دیتی ہے۔ ہزارون بے خطا نازک دلون کو بیرحمی کے ساتھہ پیرون سے کچل ڈالا ہے۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز اوسکے قریب نجانا مگر۔ سنتا کون۔ اوس عالم فریب صورت کے وصال کی تمنا ایسی گلوگیر ہوجاتی ہے کہ پروانہ وار اپنی پیاری عزیز جان اور عمر کو بے اختیار نثار کردینے پر آمادہ اور مستعد ہوجاتا ہے بمصداق اس حدیث شریف کے (الشباب شعبة من الجنون) قدم بڑہاتے ہی دنیا کے دلچسپ اور دلربا حرکتون کے بادۂ گلرنگ کے بیخود فراموشی مین بہت سارون کو اپنے سے ایک قدم آگے بڑہے ہوے دیکھکر دریاے حیرت مین ڈوب جاتا ہے نظر تعمق سے دیکہا جاے تو واقعی اوس بیچارے نوجوان عاشق نارنا تجربہ کار کا مقام حیرت مین رہنا صحیح معلوم ہوتا ہے اور ہر ذیعقل اوسکے تحیر کو حیرت کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکہیگا۔ چونکہ وہ فتنہ گر مہ پارہ ایسے محل مین جلوہ افروز ہے جسکے گرد رہا درواز نے اور دریچے ہین اور ہر دروازے

اور دریچون پر اوسکے شیداؤن کی کثرت ہجوم اس قدر ہے کہ طلب حصول وصال کی راہین سوجہائی نہین دیتین ۔صرف اوسکے ایک دروازے پر نظر ڈالی جاوے جسکا نام تجارت ہے تو تجارت ذیروح کے علاوہ تجارت غیر ذیروح مثلاً۔روشنی علوفہ ظروفات ،مانوی ،حکاکی ۔خیاطی ۔آہنگری ۔زین ۔ہارنس ۔فرنیچر ۔دوغانی کلین قطب نما وغیرہ وغیرہ ہزارون اقسام ہین قطع نظر اسکے تجارت اور ہی تو صنعت اور حرفت اور ہے ۔اور اون سکے علوم اور تجربیات بہی اور ہین ۔علمی ہنر جغرافیہ اقلیدس ۔طب ۔رمل ۔نجوم ۔معنی ۔منطق ۔بدیہی اصول ۔فصاحت ۔بلاغت عروض ۔انشا ۔سحر ۔طلسم ۔راگ ۔سرود ۔سبکے سب مختلف اور ایکدوسرے سے علٰحدہ ہی علٰحدہ ہین ۔تسخیر حیوانات کا علم اور ہے تو معدنیات ۔نباتات ،ثمنات خواص اشیا کا علم اور ہے ۔ماحصل یہہ کہ ہر مشہ ور کا علم جُدا ۔اصطلاحات جُدا یہہ ایک عجیب و غریب تماشہ ہے کہ علم ایک شئے اور لفظ واحد ہے مگر اوسکے اشکال مختلف گونہ گون محسوس ہو رہے ہین ۔گویا علم ایک ایسا درخت ہے جسکی ہزارہا مختلف شاخین ہین اور ہر ہر شاخ مین اقسام اقسام کے پہل پہول پتے رنگ و بو ۔ذایقہ اور کل کے کل مختلف الانواع ہین آئین مملکت اور ہی تو طرز معاشرت اور تمدن ہی اور ہے نہیں نوع انسان کی کثرت اقوام کی کثرت ۔ واقعی دنیا ایک ایسا طلسم ہے جو آیا اور دام بلا مین گرفتار ہوا یہی ایک حیرت اور انوکہی بات ہے ۔ہومر ۔سقراط ۔افلاطون ۔جالینوس ۔بطلیموس ۔فیثاغورث ارسطاطالیس ۔وغیرہ یہہ وہ لوگ ہین جنکو زمانہ حکما کے لقب سے پکار رہا ہے جو صدہا قسم کے علوم دنیوی کے بانی اور موجد ہین ۔حکمائے عرب ۔بو علی سینا

ابو النصر فاریابی اور علماے عرب حضرت امام غزالی و امام فخرالدین رازی وشافعیؒ و ائمہ اربعہ۔ مجتہدین کبار و محدثین عالی تبار وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جنکی عقل اور فہم و فراست۔ ایمانداری۔ ورع و تقوی۔ اور اعلی علم دانی شہرہ آفاق ہے یہ لوگ ہین جنکو آج بہی زمانہ اونکی شاگردی کی آرزو کرکے استاد پکار رہا ہے جنہون نے اپنے تصنیفات کا اتنا بڑا سرمایہ اور ذخیرہ چہوڑا ہے جسکو دیکھنے والون کی نظرون مین چکا چوندا اندہیری آجاتی ہے۔ اون کے تنزل طبیعتون کے چراغ ارشاد آج بہی عالم کو تاریک غارون اور وحشت ناک جنگلون سے نکالکر علم کے روشن سطح مین لے آرہی ہین اون کے تبلاے ہوے اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل اور مذہب ملت کے علوم کی راہین آج ہی پر کیا موقوف ہے آیندہ آنیوالی نسلون کے لیے بہی بغیر تقلید کرلے نہ چہوڑینگے۔ ہاے افسوس صرف علوم دنیوی حاصل کرنیکے لئے عرب کی شاگردی کو فخر سمجہکر جن قومون نے گوے سبقت لیگیا وہ آج بہی زمانے مین ہر طرح سے ممتاز ہین۔ والا اون لوگون کے جنہون نے اپنے بزرگون کی پیروی کو ترک کر دیا۔ ہان مطلب دور جاتا رہا۔ وہ تو عمر دنیا کا شیدا جسنے ابہی پوری ساری نظر سے دیکہا بہالا نہ تہا تمام عالم کو اوسکا دیوانہ اور اوسیکی امید وصال مین کسی نے کسی تدبیر کو اوٹہا نہ رکہا تہا دیکہتے ہی اس بیچارے کی عقل کی ہر طرف سے راہین مسدود ہوگیئن۔ اب اسکو یہ بہی نہین سوجہتا کہ کیا طریق اختیار کیا جاسے تدبیر معاش مین جسکو دیکہا سر دہنتا پایا۔

بقول کسی کے۔ **رباعی**۔

ہر صبح کہ دورہاے فلک باز کنند | مردم قانون جستجو ساز کنند

قوال فلک بدست گیرد دف مہر   دنیا طلبان پازدن آغاز کنند
ہیچ ظفر از شرق امید دمید   اصحاب غرض راشب سودا بسر آید

باوجود اس حیرانی اور پریشانی اور سرگردانی کے کوئی کامیاب دیکھا گیا نہ سنا جاتا ہے غضب تو یہ ہے کہ اوس عشوہ گر شعبدہ باز سرو سیمینہ کی منزل گاہ کی رفعت و مسافت انتہائے عمر انسانی ہے بقول کسی کے رباعی

زروزگار اگر کام خویش بر داری   بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری
اگر ثروت سامانیا رسی و کیان   وگر بچرخ فرازی الم ز جباری
چہ سود عاقبتش بہ سپری و بسپاری   دریغ کہ آخر از ان بگذری و بگذاری

یہان اسوقت ہم دنیا کی بے وفائی کو نہین بتلاتے ہین اگرچہ کہ ہماری تقریر بہت وسیع میدان کو چاہتی ہے مگر تاہم مشتے نمونہ جو کچھ بھی بیان کیا گیا اوس سے انکار تو نہین ہے - جب یہہ صحیح ہے تو ہم یہہ کہتے ہین کہ صرف کہانے پینے - رہنے سہنے - لینے - پہنے اوڑہنے کے لئے لاکہون کڑورون اقسام کے علوم اور فنون اور اصطلاحات جداگانہ کے طرق جو بیانات سے باہر ہین اور یہہ سب ایک علم معاش کے تابع ہین اور اسکے حصول مین لاگنتی خطرات اور خدشات کا سامنا ہے تسپر بھی کسی نے (کان لم یکن) اوسپر قبضہ پایا اور نہ پورا اسرار کامل طرح پر حاوی و متصرف ہوا - جاہل تو جاہل ہی ہے سکا لموت کے عقول ہی ٹہوکرین کہانیسے بچے نہین - صرف علم معاشرت کی یہہ کیفیت ہے تو علم معاد تو جدا ہی رہا باوجود علم معاش ہور علم معاد کا کچھ حصہ اکتسابی ہونیکے یہہ دقتین ہین تو اوس علوم مین تو زیادہ سے زیادہ مشکلات

اور آفات اور برکات اور اصطلاحات ہوئی جا ہئین جو علوم اکتسابی نہین کہلاتے۔
اس ہمارے بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو علوم حصولی نہین اوس مین غور خوض کرنا
اور فکر کو دخل دیگر اعتراضات کا کرنا بیشک زیادتی اور نادانی سے خالی نہین۔ انبیئ
صوفیہ کرام کا علم حصولی نہین ہے اون کے علوم عالیہ کے مدارج محض علم حضوری
ہی پر مبنی نہین ہین۔ بلکہ اس سے اعلیٰ اور افضل اور اکمل مراتب رکھتے ہین
اور خاصکر وجود باریتعالیٰ مین گفتگو تو نہایت ہی نازک اور پر خطر مقام ہے۔ یہان
بڑا ادب درکار ہے۔ ذرا سی لغزش مین معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔ ابو منصور
ماتریدی حنفی اور حضرت امام غزالی شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کہ قدریہ
اور جبیریہ۔ اہل عدل وتعطل۔ اہل تشبیہ۔ اہل رفض۔ اہل نصب کے ایک
جانب غلو اور اختلاف نے ایک پیارے سے پیارے مستقیم مذہب
کو (۲۷) طریق پر محض کج فہمی اور خودرائے کے بدولت بہوڑ کر ٹکڑے کر دیا۔
قاضی ابوبکر باقلانی۔ ابو العباس قلانسی وغیرہ وغیرہ علمائے متکلمین سے نے
صفات عزوجل جلشانہ مین گفتگو کی۔ واصل بن عطا اور اوسکے تابعین معتزلی
کہلائے۔ بہائیجان امام ابوالحسن اشعری کے تابع اہل سنت وجماعت کے
چارون مذاہب اسوجہ سے ہین کہ سلف کے طریق کے موافق اون کا طریق
رہا۔ پس ہمکو بہی سلف کے طریقہ پر چلنا چاہیئے۔ صفات ذاتیہ حقیقیہ۔ صفات انعامیہ
صفات اضافیہ شانیہ۔ صفات سلبیہ۔ اور علمی مباحثون کو عامی کیا جانتے۔ جب وہ
پورے سارے عالم متبحر باعمل ہین اور نہ متکلم تو ایسی حالت مین حق نہین پہونچتا
کہ ایسی باریک باتون مین گفتگو کرین۔ ایطالب اثبات کو یاد رکہہ کہ چند طلے لفظ

ایسے ہین کہ جنہون نے قرآن عظیم کے اسرار اور معنون مین تدبر نکرکے صرف
ظاہر قرآن کو ہی تمسک کیا اور تشویش و پریشانی مین پڑے - اونکے خیال خام اور
عقل ناقص مین اسپر بہل اعتراضات اور تناقص پیدا ہوا اور اون کے اصل اعتقاد کو
باطل کر دیا اور ان کے دلون مین کفر و انکار پیدا کیا اور اونکو اسبات پر لایا کہ حشر
نشر جنت ۔ و دوزخ اور مرنیکے بعد اللہ کے طرف بازگشت ہونیکا انکار کرین
(معاذ اللہ منہا) پس اونہون نے اس ہی عقیدے کو استوار کیا اور اپنے دلون
مین چھپا رکہا اسلئے اون کے منہ سے تقوی کی لگام اور اون کی گردن سے
ورع اور پرہیزگاری کی رسی چھوٹ گئی - حلال اور حرام کی رعایت نظر سے اوٹھ
گئی جدہر چاہئے حطام دنیا پر منہ ڈالنے لگے - شہوت نفسانی کی پیروی لازم کر لی
جاہ طلبی مال کی محبت اور دنیا کی لذت مین حیران سرگردان رہے - اور پرہیزگارون
اور ورع و تقوی والون نیک مردون کو حقارت کی نظر سے دیکھکر نادان
سمجھنے لگے - افسوس صد ہزار افسوس صد ہزار افسوس مومنون کے ورع اور تقوی
کو دیکھنا ان گمراہونکی سرکشی اور ضلالت کو بڑہا دیا حالانکہ دینداروں کے تقوی
کو دیکھنا مومن کے تقوی کو مضبوط اور استوار کرتا ہے - اور تقوی کا شوق پیدا
کراتا ہے - الغرض - ان اندہون کے انکار کا سبب یہہ ہوا کہ انکو چشم بصیرت نہین
ہے عقل کی آنکھ بند رہی - انکی کوتہ نظری ہر شئے کی فقط ظاہری صورت اور
خیالی کالبد کو ہی دیکھی - اسکے سواے انہون نے ہر شئے کے لیے جو ایک
روح اور حقیقت ہوا کرتی ہے وہان تک اپنی نظر کو بلند نہین کیا عالم شہادت
اور عالم ملکوت کے درمیانی مناسبت کو نہین پہچانا - جب ان قاصر نظرون نے

ارواح اور حقایق کے طرف نپرے بخین لیگئے ظاہری مثالین انکو آپسین ایک
دوسرے کے مخالف نظر آنے لگے اسی سبب سے وہ گمراہ ہوئے اور ونکو
بھی گمراہ کیا۔ (ضلوا و اضلوا) خاک پڑے اونکی زیرکی اور دانائی پر کہ اون
کی آخرت کی ہلاکی کا سبب ہوئی۔ ہان مسئلہ وحدۃ الوجود کے عقیدے
والون نے اوس رب جلیل کو عالم کے ساتھہ نہ ذاتین۔ نہ صفات مین۔ نہ اعتباری
راہ سے اور نہ نسبت اور نہ شبہ سے کسی نوع سے بھی اشتراک کو مطلقاً جایز
نہین رکھا ہے۔ العزیز ہماری سمجھہ سے اولیاء کرام کی باتین بہت پرے ہین
اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ عوام کے ذہنون کے موافق الفاظ اور اوسکی معنی
ہوا کرتی ہین اور وہ اسلئے موضوع بھی ہوئے ہین جب اولیاء اللہ کے
کشف و مشاہدات کے لیے الفاظ موضوع نہین ہین تو اونہون نے اسی تنگی
الفاظ کی وجہہ سے اونہین مقررہ الفاظات کو اپنے استعارات اور اصطلاح
قرار دے رکھا ہے۔ پس جب لوگ اون کے کلام کو سمجھنے کی قوت نہین رکھتے
ہین تو اونپر طعن بھی نکرنا چاہیے۔ کیا سمجھتا ہے تو اس حکایت کو (واذ قال
اللہ علی لسان نبیہ) سمع اللہ لمن حمدہ) ویقضی اللہ علی لسان
نبیہ ماشاء) پس جب قاصر ہے تو ان نکات مین تدبر کرنے سے تو سب سے
آسان اور عمدہ بات ہم تجھے بتلاتے ہین وہ یہہ ہے کہ جو شخص اپنی موت کو
ہمیشہ پیش نظر رکھے گا تو۔ جانکنی کی مصیبت۔ عزیز و اقارب۔ دولت و جاہ
و منزلت کا فراق۔ موت کے بعد قبر کی تکلیف۔ منکر نکیر کی ہولناک صورتین
اور اونکے سوال و جواب نفخ صور کی ہیبت۔ روز قیامت کا خوف میدان

حشر کی رسوائی اور فضیحتی کا سامنا۔ نامۂ اعمال کا بائین ہاتھہ مین آنیکا ڈر۔ میزان
اور پلصراط کی دہشت۔ مدعیان حقدار کا خوف۔ دوزخ کی تکلیف۔ طوق و
زنجیر گرز۔ آتشین سانپ بچھو کے دردناک عذاب۔ بہشت کے خوشگوار ذائقہ
نملنے کا غم۔ دیدار رب العزت کی نہونیکی ساری ارمانون اور حسرتون کی بہت
بڑی حسرت۔ یہہ وہ باتین ہین کہ خواہ نخواہی کچھہ نہ کچھہ اللہ صاحب کے امر و نواہی
کے ضرور پابند کرائینگے۔ کسی نے اتنا ہی اگر کر لیا تو بہت کچھہ کما لیا۔ اور راوس
جنت الماوی کو حاصل کیا جان جس مین اکثر بلہا را کیرینگے۔ بمصداق اس حدیث
شریف کے (ان اکثر اهل الجنة البله وعلیون لذوی الالباب) یعنی
جنت مین اکثر بلہا رہینگے اور زیرکون اور دانشمندون کا مقام علیون ہے۔ یعنے
عالیشان بہشت۔ افسوس ہے اونکی پست ہمتی اور نادانی اور خست اور کم ہمتی پر جو
مراتب عالیہ کے حاصل کرنے سے غافل ہین اور راوس معرفت کے بے بہا جوہر کے
عوض کنکر پتھر پر قناعت کرتے ہین اور اونکی حالت تو اس سے بھی زیادہ افسوسناک
ہے جو شہوت شکم اور شہوت فرج کی لذت مین تو پہنسے ہین اور بغیر سمجھے بوجھے
چھوٹا منھہ بڑی بات وجود خداوندی مین بحث کرتے ہین یہہ فعل اونکا محض جہل ہی
نہین جہل مرکب ہے۔ یعنے نادانی اور ناانصافی سے خسران اور خذلان کے
بیج کو آخرت کہونیکے لئے بوتے ہین۔ العزیز۔ ہماری بات اگر تو سنتا ہے
تو بزرگان دین کے معاملہ مین اپنی نری عقل کو دخل ندے۔ اور جادہ ادب سے
باہر نہو۔ اور اگر اونکی راہ چلنا تجھے مقصود نہین ہے تو خیر کسی کا جبر بھی نہین
ہے بد بولنے سے جب تجھے کچھہ پھل نہین ملتا تو (الصمت للمومنین خیر) نیک بولنی

مین تیرا کیا بگڑیگا - اچھا بولنا بھی اگر تجھے گران ہے تو اتنا ہی کر کہ اون کے معاملہ مین کچھہ بول ہی نہین چھوڑ دے اون کو اونکے حال پر - ایطالب خدا تجھے نیک توفیق عطا فرما دے اور بزرگان دین سے جو تجھے سوء ظن ہے وہ دور فرما دے اور سعی کرنیوالا ہو تو اونکے طریقہ پر چلنے کی شاید پا دے تو اپنی جان کے لئے راحت ابدی -

فصل بست و چہارم

اے مجوِّد سواحل دریاہی پر گھومنے والے کیا سمجھا تو (حقیقت الاشیاء ثابتۃ) کے جملہ کو جو بالعموم کتبہائے عقاید مین لکھا پاتا ہے - پس کیا ہے حقیقت اشیا کی - نہین جانتا تو اوسکو مگر یہ کہ گھیر لی ہے تیری بصارت نے اشیاء کی صورت ظاہری کو اسلئے ہم کہتے ہین تجھکو کہ پہلے ذرا ابداع حقایق ہی کے جانب تو دیکھہ - اور اوسکے ایجاد پر غور تو کر کہ بدون مادہ شئے کا موجود ہونا کیا ہے جیسے نفس ناطقہ انسانیہ وقت حدوث بدن اور ایجاد عقل کیا تھا جبکہ شئے موجد بادی مجرد زمانی و غیر زمانی کا اطلاق ہو نہین سکتا تھا - کیونکہ اختراع یعنے شئے بدون سبقت ایسکے کہ اوسکے ہمجنس کوئی موجود ہو یعنے جوہر محل مادہ ہی تھا نہ ہیولے - اور نہ جوہر حال صورت جسمیہ تھی نہ صورت نوعیہ - پھر کیونکر ہوسے آدم علیہ السلام جبکہ سبقت مثال ہی نہ تھا - اور پھر کیا ہی مراد اس سے (خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً) یعنے خمیر کیا مینے گل آدم اپنے دونون ہاتھہ سے چالیس روز اور فرمایا رب العزت نے تنزل الروح من امرہ) یعنے اوتارا اللہ تعلے جانکو حکم سے اپنے اور پھر

فرمایا (ما امرنا الا واحدة) یعنے نہین حکم ہمارا مگر ایک بجز اسکے کہ کن ہو فیکن۔ پس ہو گیا وہ بھی (کلمح البصر او ھو اقرب) یعنی ایک چشم زدن مین بلکہ اس سے بہی نزدیک زیادہ۔ الطالب ان امورات دقائقہ و رموزات غامضہ کے اسرارات کا انکشاف منحصر ہے پیروی پر اوس ذات مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ہدایات کے پس مضبوط تہام اوس حبل المتین کو اور یہ یاد رکہہ کہ جبتک طاقدان نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھہ نصیب ہنو ورطۂ غفلت سے نکلنا دشوار ہی نہین بہت مشکل ہے۔ پس آپکا یہ ارشاد عالی ہے کہ (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) یعنے جسنے پہچانا اپنے نفس کو پس اوسنے پہچانا اپنے رب کو۔ پس جمع حقیقیہ کیاہے۔ یعنی وجود مین ایک امر کا ثابت ہونا اور اصطلاحاً ایک شئے کا محقق ہونا۔ اور وہ ہر شئے واحد علامت اور دلیل ہے وجود او تعالے پر۔ کیا تو یہ نہین دیکہتا کہ جبتک محل منظور فیہ یعنی شئے آخر نہو اپنے آپ کو دیکہہ نہین سکتا اور وہ شئے آخر کیاہے یعنے آئینہ جسکو صوفیہ عالم سے تعبیر کرتے ہین۔ اور یہ اوسوقت تک بے جلا تہا جبتک کہ جز ہی خمیر تہا تجلی دائمی اور فیض مقدس کے تہلنے اور امانت اور بدیعت کے اوٹہانیکی قابلیت اور استعداد نہ رکہتا تہا۔ مطلب کی بات تو یہ ہے کہ اسمائے حسنی اور حقایق اسمار خلقت انسانیہ جمعیت الہیہ سے ہے۔ کیونکہ خالق اور مخلوق مین اسمائے حسنی کے لحاظ سے جو نسبتین کہ پائی جاتی ہین اوسکو ہر وہ شخص بخوبی جانتاہے جسنے بجز ذات کے اسمار اور صفات الہیہ مین غور اور تامل کیا ہو۔ ہم ایک چھوٹی سی مثال تجھے دیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ ایک شخص ایسے محل

اور مقام پر ہو جہان ظلمت اور تاریکی اپنے درجہ کمال پر ہو ۔ اور یکایک آناً فاناً وہ مقام روشنی
سے منور و متجلّی ہو اسوقت وہ شخص اپنی آنکھ سے یہہ دیکھتا ہو کہ پہلے سے وہ جہان تھا
اور ایک عالیشان شاہانہ مکان ہے ۔ اور اقسام اقسام کے فرش فروش پردہ ہائے رنگا رنگ
اور نقش و نگار گوناگون کے سوائے تمام در و دیوار آئینہ بندی سے آراستہ و پیراستہ
ہین ۔ اور بہزاروں شمع ہائے مومی و کافوری جہار ہانڈی ۔ لانٹھ جیمین کئی کئی نین روشن
ہین ۔ اوسوقت یہہ شخص ضرور یہہ خیال کرلیگا کہ یہہ مکان جہان لاکہون شمع اقسام کے
روشن ہین جبتک کہ آتش کا شعلہ اپنا اثر نہ بخشا تھا سکے سب حالت عدم مین تھے پس
ایطالب یہی حال ہے عالم کا اپنے مالک حقیقی سے (کنت کنزاً مخفیاً) یعنے تہا مین
خزانہ پوشیدہ ۔ یہہ ایک رمز اور اشارہ ہے کسکے لیے جو صاحب عقول ہین ۔ اور اس سے
واضح اور بین دلیل یہہ ہے کہ خداوند کریم کے مقدس کلام سے یہہ بات ہمکو ہر جگہہ ملتی
ہے کہ اسمار حسنیٰ کے نسبتون کے سوائے اوسکی معیت اور قربت ہر طرح سے شامل
حال ہے ۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچہہ متجلّی ہو رہا ہے وہی بے قید ایک ذات
لا مندہ و لا نذہ ہے ۔ پس اگر تجہے عالم کا خیال ہے تو اتنا ہی سمجہہ لے کہ عالم مین جو کچہہ
بھی ہے وہ صرف مشارکت اسمی ہے اور ان باتون کا معلوم کرنا آسان نہین کیونکہ
روحی معلومات ۔ قلبی کیفیات ۔ باطنی اسرارات کا ایک بہت گہرا علم ہے جو پاک
دلون پر کشف ہوتا ہے ۔ کیا تجہے اسکا یقین نہین ہے کہ زمینی فرشتے جو نوع انسان
پر موکل ہین جنہون نے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کیا اور وہ شیاطین جو آدم کو سجدہ نہین کیے اور
انسان پر مسلط ہین ۔ اور آسمانی فرشتے اور ان مین بھی معظم اور مقرب کروبیان ہیں یعنے وہ
فرشتے جو کعبہ قدس کے گوشہ مین بیٹھکر اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال کے مشاہدہ مین

ایسے شیفتہ اور مستغرق ہین جنکو عالم اور آدم بلکہ غیر حق کی خبر ہی نہین اور حق تعالی کی تسبیح کے سواسئے اونکو دوسرا خیال ہی نہین ہی - تو خدا کے بندون مین بھی کوئی بندہ ایسا ہونا کیا عجب ہے کہ جمال وجلال الٰہی کے مشاہدہ کا استغراق آدم اور اولاد آدم بلکہ تمامی ماسواسئے اللہ سے اوسکو غافل کردے اور غیر خدا کے خیال سے باز رکھے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مقرر حق تعالی کی زمینون سے ایک روشن تر زمین ہی کہ آفتاب کا سیر دو روہان ایسا ہے جیسا دنیا مین تیس روز کا ہوا کرتا ہی اور اوس سرزمین مین جو لوگ رہا کرتے ہین ذکر الٰہی مین ایسے مستغرق ہین کہ اونکو خبر بھی نہین کہ حق تعالے کا کوئی بندہ گناہ بھی کرتا ہے خالق تعالے آدم کو بنایا اور ابلیس کو بھی پیدا کیا - خبردار یہ نہایت غامض اسرارات ہین جو لوگ محض عالم حس وخیال پر اڑے ہین وہ ایسے ہین جیسے کسی نے بادام کے پوست یا صرف انسان کو دیکھا بادام کے مغز اور انسان کی ذات مین کیا کیا عجایب وغرایب مخفی ہین اور اوسکی جامعیت کیسی ہے بے مغز لیگیا - العزیز - اس سے زیادہ بیان کرنیکی اجازت نہین ہے اسلیے کہ بزرگان دین نے اپنی حالت ذوقیہ اور وجدانیہ سے جو باتین کہ حاصل کیے ہین وہ بیان کی قید مین کیونکر آسکتی ہین -

پس اپنی جان کو بزرگان دین کے بد کہنے اور ہلاکت مین ڈالنے سے بچا اور مانگنے والا ہو تو مدد کا اللہ غالب و برتر سے شاید پہونچے تجھکو رحمت تیرے رب کے جانب سے -

فصل بست وپنجم

العزیز - اب اصل لفظ وجود کی معنی ہی معلوم کرے شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک

ہر شئے کی نفس ذات ہے متکلمین کہتے ہین کہ وہ ایک بسیط صفت ہے جو منضم
ہے ذات ہر شئے سے ۔ اشراقین کہتے ہین کہ ثانی کلّی مشکک ہے ۔ مشائین کا
مذہب ہی کہ وجود واجب کا عین ذات ہے ۔ اور ذات ممکن کی ممکن کا غیر بعضون
کے نزدیک متکثر الافراد کلّی ہے اور بعضون نے یہہ کہا ہے کہ وہ ایک خاص ارتباط ہے
جو ذات واجب کے ساتھہ ذات ممکن کو حاصل ہے ۔ اور اہل لغت مثل کشاف اور صراح
کے نزدیک وجود کا معنی پانا مطلب اور ہستی کا ہے ۔ اور صاحب لغت نے یہہ بھی صاف
بتلادیا ہے کہ وجود کی معنی جسم کی جو کرتے ہین وہ عرفاً بطریق مجاز مستعمل ہے حالانکہ
وجود کی معنی جسم کی نہین لغت نے اس امر کی تصدیق اور تصریح کردی کہ عرفاً اور
مجازاً جسم کی معنی کرتے ہین ۔ جو جہال وجود کے اصلی معنی ۔ کون و ہستی و بودن
و حصول و صیرورۃ سے ابا کر کے جسم سے خواہ لطیف ہو یا کثیف تعبیر کر کے اہل وجود
پر طعن کی راہ سے کہتے ہین کہ تمہارا اور ہمارا لکڑی پتھر کل عالم کا جسم اور خدا کا جسم
جب ایک ٹہیرا تو (نعوذ باللہ من ذالک) وجودیون سے بھی بڑہکر کوئی
مشرک ہین کہ خدا اور تمام اشیائے عالم کو ایک کہتے ہین ۔ یہہ اونکا کہنا صحیح
نہین جہل ہی جہل ہے ۔ اسلئے کہ خود ہی تو غلط لغت کے خلاف لفظ کا معنی کرتے ہین
اور سپر طرہ یہ کہ بزرگان دین کو برا بہلا بھی بولتے ہین ۔ حالانکہ حکما اور متکلمین کے
نزدیک بھی اس سے اوپر کوئی معنی نہین ہے ۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ لفظ
وجود سے ذہن مین جو متبادر ہوتا ہے کہ بہت سارے اشیاء و مشترک ہین
یہ صریح غلط ہے (ولا یحیطون بہ علما) ان اسباب پر غور کر کہ ہستی کا لفظ
کسکی ذات کے لئے کہنا موزون ہوگا ۔ بظاہر ہستی اوسیکا نام ہے جو عدم اور

فنا کی ضد مین بولا جاتا ہے۔ جب یہہ جان لیا تو اب یہ بھی سمجھ لے کہ فنا اور عدم
کسکی ذات کے جانب خطاب ہوسکتا ہے تو عقل یہی کہتی ہے کہ جس مین حدوث
ہوگا وہی عدم اور فنائیت کی صفت مین داخل ہے۔ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ حدوث
تمامی عالم ہی کے لیے ہے اور عالم فانی ہے اور معدوم۔ اور یہ مسئلہ تو متفق علیہ
ہے۔ جہال نادانون کا یہ خیال کہ صوفیہ عالم کے وجود اور خدا کے وجود کو ایک
کہتے ہین (استغفر اللہ من ذالک) ہرگز ہرگز اوسکا یہہ عقیدہ نہین ہے۔ بہانتک
حقایق ممکنہ خدا سے بھی مغایر ہین اور باہم بھی مغایر ہین جیسے کشتی اور کشتی مین بیٹھنے
والونکی حرکت گو ایک ہی ہوتی ہے مگر کشتی اور کشتی مین بیٹھنے والے باہم مغایر ہین
ایسا ہی خداوند عالم اور عالم کا وجود باوجود کسیطرح کی نسبت ہونیکے واحد مان بھی
لیا جاوے تب بھی خدا اور ہے اور عالم اور ہے۔ البتہ مادہ حقایق وہ وجود
مشترکہ ہے جسکو خدا کی ذات سے وہ نسبت ہے جو آفتاب کی شعاعون کو
اوسکی ذات سے نسبت ہوتی ہے۔ مخلوقات اپنے وجود اور ہستی مین اوسکے
ایسے محتاج ہین جیسے دہوپین اپنے وجود مین شعاعون کے محتاج ہین۔ پس ہستی
کا لفظ عالم کے لئے کہنا کسیطرح موزون ہوسکتا ہے اور نہ سزاوار۔ تو محالہ یہی کہنا
پڑا کہ ہستی کا لفظ اوسی کے لئے سزاوار ہے جسکی ذات تمام عیب و قبح ضرر اور
نقصانات سے پاک اور منزہ ہے۔ اور بہمہ وجوہ تمامی صفات کمالیہ اوس مین
موجود ہون ایسی ذات خداوند تعالی و تقدس کی ہے اور اوسیکے لیے ہستی سزاوار
ہے اور وہی ہست ہے۔ ولو بالغرض تہوڑی دیر کے لئے عالم کی ہستی کا اقرار
کر بھی لین تو ہستی کے شرایط اور ان صفات کا جامع ہونا لابد ہوگا جو بالذات

عالم مین پائے معین جاتے تواس سے یہی نتیجہ نکلا کہ ہست وہی ایک ذات واحد
متجلی ہے۔ اور اوسکے مد مقابل یعنے ماسوائے اوسکے عدم اور نفی ہی کا اطلاق ہوگا۔
ایعزیز۔ ایک اور بات ہم بتجھے اسکے ضمن مین بتلاتے ہین وہ یہہ ہے کہ عرب کی لغت
مین سلوک چلنے کو کہتے ہین اور چلنے والے کو سالک۔ اور چلنا جہل سے علم کے جانب
ہے یا اخلاق ذمیمہ سے اخلاق حمیدہ کی جانب یا اپنی ہستی موہوم سے خداوند تعالے
وتقدس کے جانب۔ اہل شریعت سالک کو متصل اور سلوک کو تحصیل کہتے ہین اور
اہل طریقت سالک کو مجاہد اور سلوک کو جہد کہتے ہین اور اہل حقیقت کے نزدیک
سالک باقی اور مشیت سلوک منفی اور اثبات سے ہے یعنی نفی خود و اثبات خداوند تعالے
وتقدس۔ سلوک محض طلب ہے۔ اور اذکار وغیرہ اوسکے شرایط ہین۔
وجد کی معنی عرب کی لغت مین پانا ہے اور اہل تصوف کے نزدیک عالم
غیب سے قلب سے ادراک ہونا ہے۔ اور جب وجد زیادہ ہوتا ہے تو اوسکو
کشف کہتے ہین۔ اور جب کشف زیادہ ہو تو اوسکو معرفت کہتے ہین اور معرفت زیادہ ہوئی تو اوسکو
مشاہدہ کہتے ہین۔ اور جب کل حجابات دور ہو جاتے ہین تو اوسکو معاینہ کہتے ہین
جب تو یہہ معلوم کر لیا تو اب اسکو بھی جان لے کہ ذات۔ یا صفات۔ یا اثر صفات
کے ظاہر ہونیکا نام تجلی ہے۔ اور حال سے مراد الہام ہے۔ صاحب قرب
وصال ہمیشہ خوف ومحبت مین رہتا ہے۔ زیادتی علم باعث قرب ووصال ہے
جب سالک اپنے سلوک مین ہمہ تن محویت پیدا کر لیتا ہے۔ تو اوسکے دل مین
عشق کی مشعل بھڑکتی ہے۔ جب حضرت عشق تشریف لاتے ہین تو تفرقہ تلوین
سے مقام تمکین مین لیجاتے ہین یہی حضرت عشق ہین کہ ہستی عالم کو جلا کر فقط

ہستی خداوندی کو باقی رکھتے ہین - جب ہستی عالم ہی چلگئی تو پہر وہی ایک وجود نمایان ہوتا ہے - اسی موقع پر نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ شعر

اگر از ہستی حق خبر داشتے ۔۔۔ ہمہ عالم را نیست پنداشتے

صوفیائے کرام وجود کی معنی جو ہستی کے کرتے ہین تو از روئے لغت بہی تو صحیح ہے اور ہستی کو خداوند عالم کے طرف منسوب کرتے ہین جو در اصل ہستی مطلق اوسکی ذات کے لئے ہے تو پہر وہ بیجا کو لسنا راستہ چل رہے ہین - جو قابل اعتراض ہین جب وجود ایک ٹہرا اور وجود بمعنی ہستی کی ہین اور ہست خداوند عالم کی ہی ذات ہے تو جو ہی کچہہ ہے پس وہی وہ ہے - جاہلون کا طعن حسد کی راہ سے ہے - یہہ یاد رہے کہ جوہر اگر کیچڑ مین بہی گرسے تو اوسکی نفاست کہین جاتی نہین - غبار اگر افلاک پر ہی جاوے تو اوسکا خسیس پن کہین جاتا نہین - چاند پر خاک اوڑانے سے کچہہ چاند میلا نہین ہوتا بلکہ اولٹی خاک انہین کے منہہ پر گرتی ہے -

ایعزیز - اسبات کو جان کہ کوئی کتنا ہی عقلمند اور دانا کیون نہو وہ کسی حجرہ مین بیٹھکر گہڑی دیکہہ کر یہہ کہے کہ آفتاب غروب ہوگیا - اور ایک جاہل نادان بالاخانے پر سے آفتاب کو دیکہہ رہا ہو کہ ہنوز غروب نہین ہوا تو وہ صاف کہیگا کہ تو جہوٹا اور تیری گہڑی جہوٹی ہے آفتاب تو برابر موجود ہے ایسا ہی کوئی خداوند عالم کو ہست اور مخلوق کو بھی ہست کہیئے تو ایک نادان جاہل بہی اوسکی بات باور نکریگا - اور یہی کہیگا کہ تو جہوٹا ہے خداوند تعالی و تقدس کی ذات ہست ہے - اور عالم کو ہستی نہین - آنا اور جانا تغیر و تبدل خود اسبات کی

دلیل ہے کہ عالم کو اثبات نہین سا سپر بہی کوئی نادان یہہ کہے کہ خدا کی ہستی اگر بڑی ہے
تو ہماری یعنے عالم کی ہستی تہوڑی ہے۔ اوسکی ہستی کی انتہا نہین ہے تو عالم کی
ہستی چندہی روزہ سہی بہرصورت ہستی تو ہے۔ ایسے شخص کی ایسی مثال ہے۔
فرض کرو کہ ایک شہنشاہ جمجاہ کے استنے خزانے ہون کہ زمین اور آسمان مین سما
نہ سکین۔ اوسکا ایک شخص کے پاس تین دمڑی کا پیسہ ہے اور وہ بھی کہوٹا اور وہ
شخص اوس پیسہ کو شہر کے بازارون اور گلی کوچون مین لئے پہرتا ہے اور اہل
شہر سے یہہ کہتا ہے کہ مجھے بھی مالدار کہو بلکہ مجھے بھی ویسا ہی شہنشاہ جانو جسکے
خزانے زمین اور آسمان مین نہین سماتے اوسمین اور مجہہ مین فرق ہی کیا ہے
وہ بہی انسان ہے اور مین بھی انسان ہون وہ بھی مال رکہتا ہے تو مین بہی
مال رکہتا ہون۔ کمی اور زیادتی کا اعتبار ہی کیا ہے۔ نسبت کے لحاظ سے
تو مجہہ مین اور اوسمین کچہہ فرق نہین تو پہر مجھے مالدار کہنے مین کیا شبہہ ہے۔
لوگ اوسکو پاگل سمجھکر نزدیک پھٹکنے نہ دینگے اور یہ اوسنے لڑمرتا ہے۔ تو لوگ
اوسکو بہنراسکے اور کیا کہینگے کہ ارے نادان تیرے پاس مال ہی کیا ہے فرد
چہ نسبت خاک را بعالم پاک ۔ رہنے کو تجہو پڑا نہین خواب دیکھے محلون کا جس
تین دمڑی کے پیسے کے زعم مین تو لڑتا پہرتا ہے صدہا عیب ونقصانات سے
بہرا اور نرا کہوٹا صرف تو صرف جاہل ساجاہل بھی اوسکو چھوگا نہین آنکھون
والا تو خیر اندہا بہی تو اوسکو لیگا نہین۔ تین دمڑی کا پیسہ ہونا بہی جب تیرے
پاس ثابت نہین تو پہر کیونکر تو مالدار کہلا سکتا ہے اور جس تلمبہ کے ٹکڑے
پر تجھے زعم ہے وہ بھی تو اوسیکی حکومت کا سکہ ہے۔ مگر وہ کہان سنتا مرغی کی

ایک ٹانگ اپنی ہی گاۓ جلے ۔ ایسا ہی خداوند عالم کی ہستی کے مقابلہ مین
عالم کی ہستی کا اقرار کرنا بچہ پاگلون کے اور کسکا کام ہے ۔ نیست کو ہست کہنے والا
ایسا ہے جیسے رات کو دن سمجھنے والا ۔ اوس نادان کو اتنی بہی سمجھہ نہین کہ جب
دن نکل آتا ہے تو تاریکی اور ظلمات کا نام تک نہین رہتا ۔ بظاہر عالم کی اس عارضی
ہستی کا جو تجھے زعم ہے تو یہہ یاد رکھہ کہ یہہ اوسی ہستی مطلق کے آثار اور احکام
ہین ۔ اے ظاہری الفاظ کے معنون پر اڑ رکھہ رہنے والے کب تک اندہون کے مانند
سواحل دریا کی سیر کریگا ۔ وہان کے عجائب وغرائب تماشون اور عمدہ عمدہ نہرون اور
بہتر سے بہتر میون اور نادر نادر حالات معلوم کرنیکے لئے اوسکے ٹاپون پر گذر کرنیکا
ساماں مہیا کر خواب غفلت سے بیدار ہو ۔ رشد اور سعادت کی کشتی پر سوار ہونیکی قدرت
حاصل کر اور اوس دریاۓ وحدت کی عمیق گہرائی مین غواصی کر تا بیش بہا انمول در رحم
جواہر ذوراہیلے اور تو مالا مال ہو سکے ۔ کیا تو نے اگر دیکھا نہین ہے تو سنا بہی
نہین کہ اوس دریا کے پکے پیراکون نے اوسکی ڈوبکی سے یاقوت احمر ۔ زبرجد
اخضر نکالے ہین ۔ اور اوسکے کنارون سے عود رطب النضر ۔ تریاق اکبر ۔ مشک
اذفر حاصل کئے ہین ۔ محض الفاظی جھگڑون مین پھنسکر ایسے نفیس نعمتون سے کیون
بے خبر اور بے نصیب رہا جاتا ہے ۔ یہہ یاد رکھہ کہ افعال الٰہی بے شمار ہین جو کچھہ کہ ہست
ہے وہ اللہ ہی ہے ۔ اور اوسکے افعال ہی ہین ۔ اور جو ما سواۓ اللہ ہین سو وہ
بہی اللہ ہی کے افعال ہین مگر بات یہ ہے کہ ہر کسیکا مقدور نہین جو ان رموزات کو
پہچان سکے ۔ اسکی پہچانت کے لئے چشم بصیرت ہی چاہیے ۔ حواس ظاہری اسکو
پا نہین سکتے ۔ باطن کی بینائی درکار ہے ۔ اور باطنی آنکھہ مین اوسوقت تک نور نہین

پیدا ہوتا جبتک کہ اوسکے علوم معلوم نکئے جائین ۔ اور وہ علوم عالیہ علاقہ رکھتے ہین عالم ملکوت اور فرشتون اور روحانیات سے ۔ اور یہہ سارے اسرارات کا جامع علم قرآن عظیم ہے ۔ اور اسکا سبق حاصل ہوتا ہے ماہر فن سے اور اس فن کا پورا ماہر وہ پیارا خداے پاک کا مجسم نیک بندہ افضل الانبیا معصوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنپر وہ کتاب وحی کیگئی ۔ پس اگر شوق ہے تجہے اوسکے حصول کا تو اوس ہادی خاندان نبوت سے سیکھ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن عظیم سات لغت پر ہے تو ایطالب کیا مراد لیتا ہے تو اوسنے اور کیا ہین وہ سات لغت ۔ اینہیں ہم تجہے سکہہ دیتے ہین کہ خیالی معنون کے جال مین عمر بہر پہنسا رہا ہی تو تیری وہی مثال ہوگی جو گولر کے اندر کے کیڑون کو حاصل ہے ۔ یعنے دنیا اون کے نزدیک اوتنی ہی ہے جتنا کہ دور اوس گولر کا ہے ۔ پس اے طالب فراخی اور کشادگی چاہ اور ڈہونڈ تو استقلال کو اور ثابت قدم رہو طریقہ پر اولیا اللہ کے کیونکہ اونکا مسلک کتاب وسنت سے باہر نہین ہے شریعت مطہرہ سے وہ ایکقدم بہی تجاوز نہین کرتے ۔ جب تو اونکی راہ پر چلیگا تو شاید پانیوالا ہو جاے تو راہ مستقیم کا جسمین تیری سعادت دائمی اور ابدی ہے ۔

فصل بست و ششم

اے ظاہر کے بینا اور باطن کے اندہے ۔ اور دنیا کے شاغل افسوس ہے تیرے حال پر سچ تو بتا کہ ظاہر دنیا سے تجہے کیا نصیب ہوا تیری جستجو تریاق اکبر تک تو نہین پہنچائی جس سے زہر قاتل کا کہایا ہوا شخص شفا پاتا ۔ اور نہ عود ارطب النضیر پایا

جو آگ پر رکہنے سے دماغ ہی تازہ ہوتا اور نہ مشک اذفر ملا جسکی خوشبو چھپائی ہی
نہ چھپتی۔ نہ کبریت احمر ہی ہاتہہ آئی جس سے حقیقت شیٔ ہی بدل جاتی پتہر سے
یاقوت اور تانبے سے سونا بنانا جانتا نہ تو تیرے پاس یاقوت اصفر ہے نہ
یاقوت اکہب ہے اور نہ یاقوت احمر ہے۔ اے میرے بچے سارے اشیاء بہزار
محنت و مشقت شاہی خزانون ہی مین ہوتے ہین۔ عوام الناس کے ہاتہہ آنا النادر
کالمعدوم کا حکم رکہتے ہین۔ زر۔ زمین۔ جاہ و حشم۔ مال و منال یہہ بہی بادشاہونکا ہی
حصہ ہے۔ رہا عورت اور اولاد علی قدر مراتب اسمین سب شامل ہین مگر خدا کے
لئے انصاف سے کہنا کہ یہہ ساری چیزین زوال پذیر ہین کہ نہین۔ اگر ہین تو اور وہ
سب چیزین فنا ہونیوالی ہین۔ پہر ان ظاہری آرایش سے تجہے کیا نصیب ہوا۔
نہ تو تیری آنکہون کو سکہہ ملا اور نہ تیرے دل کو سرور ہوا۔ اب شاید تیرا دل یہہ
کہیگا کہ پہر کونسی چیز عمدہ ہے تو ہم یہہ تبلاتے ہین کہ سب سے بڑی دولت دولت عظمیٰ
قرآن مجید ہے۔ سبکا پیچہا چہوڑ۔ اور قرآن عظیم جو خزانہ لازوال ہے۔ اوسکے حاصل
کرنیکے درپے ہو۔ اور اوسمین بہی اس طریقہ کو مرعی رکہہ جو ہم تجہکو تبلاتے ہین اس
دولت پائدار کے حاصل کرنیکے بہی ظاہری علوم جیسے الفاظ قرآن سے علم لغت ہے
اور اوسکے الفاظ کے اعراب سے علم نحو ہے۔ اور اوسکے اعراب کی وجہون
سے قرائت اور اوسکے حروف کی آواز نکالنے کی کیفیت سے علم مخارج حروف اور
اوسکے بعد ظاہری معنون پر علم تفسیر ہی علم فقہ بہی اسی دریا کی ایک نہر ہے جو نظم و نسق و سیاست مدن و اصلاح تمدن کو بتلاتا ہی
جیسے بیع۔ ربا۔ و رہن۔ و میراث۔ اور نفقہ۔ اور غنایم کی تقسیم۔ اور صدقہ
اور مباحات۔ اور غلام و لونڈی کا پکڑنا اور آزاد کرنا۔ اور نکاح۔ طلاق۔ رجعت

خلع - مہر - ایلا - اور ظہار - لعان - اور حرام نکاح ہے - اور رضاعت - اور مصاہرت
قسم - اقرار گواہی - جہر کی - مار - اور کافرون اور باغیون کا قتل - چور اور رہزنون
کے لئے حد اور تعزیر - کفارہ - اور خون بہا اور قصاص وغیرہ - اور ان سبکو
ظاہر سے تعلق ہے - اور آپس مین ایکدوسرے سے مراتب مین بہی علی قدر ہین علی
علم کلام ہی ہے - محدثین حامل علم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور متکلمین
اور مفسرین - اور فقہا یہہ سب علی قدر مراتب حصہ پانے والون مین ہین - ایعزیز
یہ لوگ اگر صرف ظاہر ہی پر اڑے نہ رہکر خدا کی راہ کے سلوک اور نفس کی گہاٹیون
سے طے کرا دین اور دنیا ردی سے منہہ پہیر کر حق تعالے کے طرف توجہ دلا دین تو اونکا
مرتبہ دوسرے علوم والون پر ایسا ہے - جیسا کہ آفتاب کا مرتبہ چاند پر - ورنہ ادنیٰ ہی
درجہ مین رہینگے - سبہی تجہے اگر اجمال کی تفصیل دیکہنا ہے تو بزرگان دین کی کتابون کو
دیکہہ علی الخصوص محققان کامل حضرت امام غزالی وحضرت امام فخرالدین رازی
مقتدایان ہذا الفن رحمۃ اللہ علیہم کے جنکے ظاہر کرامات یہہ ہین کہ اون کے تصنیفات
فوراً دل کو راہ خدا کے جانب لوٹا دیتے ہین - کیا تجہے اس آیۃ کریمہ کا کچہہ خیال
نہین اور کیا تیرا دل نڈر ہوگیا ہے جو فرمایا اللہ تعالی نے (کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ
رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ) بہایجان سب عذابون سے
بڑا عذاب دیدار الٰہی کی نعمت سے محروم رہنا ہے - خدارا ہمارا کہا مان اور
چہوڑ دے تو اون علوم ظاہری کو جس سے تیرے آخرت کی خرابی کا باعث
ہے - اور اختیار کر تو اون علوم کو جسمین تیری دائمی بہلائی ہے - شاید اب تو
یہہ سوال کریگا اور خدا تیرے دل مین اس سوال کی خواہش ڈالے کہ دائمی

بھلائی کے علم سے سوال کرے کہ وہ کونسا علم ہے۔ ایمیرے پیارے دوست خدا تجھے اپنی محبت عطا فرماوے سن کہ سب علمون مین شریف اور شریف تر علم معرفت الٰہی کا علم ہے اور اوسکے مدارج ہین۔ یعنے علم ذات اور علم صفات اور علم افعال۔ اسکے بعد معرفت آخرت کا علم ہے۔ اور اسکے بعد راہ خدا کے سلوک کا علم ہے۔ یہ وہ علوم ہین جس سے قرب کی دولت اور دیدار الٰہی کی لذت جو ابدالآباد رہنیوالی ہے ہدست ہوتی ہے۔ کبریت احمر۔ تریاق اکبر۔ عود اطلب انص مشک اذفر یہہ سب اوسکے ٹھوکر کے مقابلہ مین بہی نہین آتے۔ ملاء اعلے اور خلد برین کی سیر یہہ سب اوسکے تحت ہین۔ حور و غلمان بہشتی بعد کروفر ٹے طمطراق سے آراستہ و پیراستہ ہوکر خدمتگزاری مین اپنے کیلینے کی تمنا مین ظاہر کرکے دست بستہ حاضر باش رہینگے۔

پس اگر چاہتا ہے تو ایسی دولت ابدی کو تو مت۔ اٹک کر رہ تو ظاہری الفاظ کے معنون پر۔ اور در پے حصول ہو تو اوسکے شاید راہ بتلادے تجھے خداوند کریم جیسا کہ فرمایا۔ (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا) یعنے جو مجاہدہ کرتے ہین اونکو ہم ہماری راہین تبلاتے ہین۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (من عمل بما علم ورثہ اللہ تعالٰی علم ما لم یعلم) یعنے جو اپنے علم کے مطابق عمل کریگا حق تعالٰی اوسکو علم لدنی دیویگا۔ اب اگر تو اوسکی معرفت حاصل کیا چاہتا ہے تو پہلے تجھے چاہئے کہ غیر خدا سے کل علاقون کو توڑ دے۔ اور رجوع کر تو اپنے کو خدا کے جانب جیسا کہ فرمایا اللہ تعالٰی نے (وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا) یعنے سب علاقے کاٹ دے۔

اور حق کے ہی طرف رجوع ہو اور یہ تبتل اوسوقت تک حاصل نہ ہوگا جبتک کہ تمام علاقے توڑ کر اللہ ہی کے طرف رجوع نہ لاوے۔ اور کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ) کی یہی معنی ہین۔ اور مسئلہ وحدۃ الوجود بھی یہین سے ہے۔

فصل بست و ہفتم

(یٰبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذالک خیر ذالک من آیات اللہ لعلھم یذکرون)

ترجمہ۔ اے بنی آدم تحقیق کہ بھیجا ہمنے تمپر لباس چھپاتا ہے شرمگاہین تمہاری اور بھیجا ہمنے لباس اوس سے آرایش کرو اور لباس تقوی بہتر ہے نرم اور تکلفی لباس سے یہہ نشانیون اللہ کی سے ہے توکہ نصیحت پکڑین۔

جانتو ایطالب خداوند عالم کا یہہ حکم عام ہے ہمنے اس آیت کریمہ سے جو کچھہ حصہ لیا وہ بظاہر شرمگاہون کی حفاظت کی اور یہ ہمنے جان لیا کہ لباس شرمگاہون کے چھپانیکے لئے ہے تو شرمگاہون کے چھپانیکے احکام شریعہ کو ہمنے فرض مان لیا چونکہ اس حد تک مان لینا ہمارا ظاہر نص کے مطابق ہی ہے اسلئے کہ ستر عورت پر قیمت لے ہے اور لباس تقوی کا معنی پرہیزگاری کا کر لئے۔

الغرض ہمنے جو کچھہ ہی لیا وہ فقط ظاہری الفاظ کے معنون ہی کو لیا اور جسم ظاہری کو چھپا کر اوسی پر اکتفا کر بیٹھے اور رہو تاہی ہے وتناہی ہے۔ مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ادنی سے اوسط اور اوسط سے اعلی مین امتیاز بغیر اسکے کہ کچھہ خصوصیت ہو مراتب کا جو برتاؤ کیا جاتا ہے اوسکی وجہ ضرور ایسی ہوتی ہے کہ مراتب ادنی سے

گذر کر وہ ترقی کرتا جاتا ہے اور ترقی کے اسباب یہ نہین ہوا کرتے کہ خلاف قانون
فطرت عمل بھی ہو اور مدارج مین ترقی پاتا جاوے ۔ بلکہ یون ہوتا ہے کہ امورات
ابتدائی پر پورا اسپار احاوی ہو کر آگے قدم بڑھاتا جاتا ہے جیسے علم مین ترقی کرنیوالا
(الف با) پڑہنیکے سبب ہی آگے پڑہیگا یہہ تو نہین ہوتا کہ (الف با) کو بھولجاوے یا اوس
قاعدہ کو لغو تصور کرکے اوس سے کام نہ لے اور آگے علم مین عبور بھی حاصل کرے
یہی حال اولیاء عظام کا بھی ہے کہ اس آیت کریمہ کو فتوی اکی حد تک تسلیم کرکے
عمل پیرا ہوے اور آگے کو ترقی کی چونکہ ارشاد باری ہے کہ (لباس تقوی بہتر ہے)
اسلیئے اونہون نے بہتر لباس کے حاصل کرنیکی کوشش اور اوسکے درپے ہوے
اسلیئے وہ محقق کہلاے ۔ اون کے نزدیک لباس تقوی الطاعت ہے کہ اوس سے
آدمی کا عیب چھپتا ہے جیسے کہ شرمگاہین کپڑے سے پوشیدہ ہوتی ہین ۔
اور بعضون نے کہا ہے کہ لباس تقوی عفت یا حیا ۔ یا خوف الہی یا راہ نیک کا
لازم کرنا ہے ۔ صاحب بحر الحقائق نے لکھا ہے کہ لباس کے قسمین دو ہین ۔ ایک
لباس تقوی اور وہ حکم شریعت پر مفوض ہے ۔ اور دوسرا لباس تقوی ہے
اور وہ حکم حقیقت سے متعلق ہے ۔ کیونکہ لباس فتوی سے بدن ظاہری بہرہ مند
ہوتا ہے کہ اوسکا ستر عورت ہوتا ہے ۔ اور لباس تقوی سے دل اور روح
اور سر اور خفی یہہ سب بہرہ مند ہوتے ہین اور ہر ایک کی ایک چیز اوس
سے پوشیدہ ہوتی ہے ۔ لباس تقوی سے دل کا حصہ صدق ہے طلب
ہوے الہین اور اوس سے دنیا اور ما فیہا کی طمع جو شرمگاہ ہے چھپتی ہے
اور لباس تقوی سے روح کا حظ حق سبحانہ تعالی کی محبت ہے اور اوس سے

غیر مولیٰ کے ساتھہ پوشیدہ ہوتا ہے اور سر کا نصیبہ اس تقویٰ سے انوار لقا کا مشاہدہ
ہے اور اوس سے ماسوا اللہ کو دیکھنے کی شرمگاہ چھپتی ہے - اور خفی کا حصہ لباس تقویٰ
سے ہویت حق کے ساتھہ اوسکی بقا ہے اور اوس سے ہویت خلق پوشیدہ ہوجاتی
ہے یعنے سب تعینات مضمحل اور پراگندہ ہوجاتے ہین اور رسم وجودات متکثرہ سے
پندار اوٹھہ جاتا ہے (اور لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ) کا سرغرفہ وحدت قہاری پر جلوہ نما
ہوتا ہے - رباعی -

ملک ملک اوست او خود مالک ہست — غیر ذاتش کل شیٔ ہالک است
کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ — اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْمٌ ہَاطِلٌ
ہالک آمد پیش وجہش ہست نیست — ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اب سمجھا تو ایطالب مسئلہ وحدۃ الوجود کو جو ثابت کیا گیا ہے اپنے موقع
پر اور یہہ ایک حالت اور بشارت ہے اون لوگون کے لیے جیسا کہ سورہ
توبہ مین ارشاد باری ہے (اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ
الرَّاکِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاہُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ) یعنے توبہ کرنیوالے ہین عبادت
کرنیوالے ہین - تعریف کرنیوالے ہین - اور راہ مین پہرنیوالے ہین رکوع کرنیوالے
ہین سجدہ کرنیوالے ہین - حکم کرنیوالے ہین ساتھہ بہلائی کے اور منع کرنیوالے
ہین نامعقول سے اور نگاہ رکہنے والے ہین حدون اللہ کی اور بشارت ہے
ایمان والون کو) جو اوٹھے بیٹھے لیٹے کہڑے چلتے پہرتے خدا کی یاد سے غافل
نہین رہتے - دنیا اور نہ دنیا کے کام اونکو اپنے مشغلہ سے باز رکہہ سکتے ہین

اسلئے کہ اسباب ظاہری پر اونکی نظر ہی نہین پڑتی۔ توحید حقیقی اور وریاے وحدت مطلق
کے پرجوش محبت مین ایسے گہرجاتے ہین کہ کثرت کا اوراک تک باقی نہین رہتا
واقعی یہی لوگ ہین بڑے مرتبہ والے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ کیا اسباب ظاہری توحید حقیقی کے مانع ہین اور اگر
یہ صحیح ہو جائیگا تو اولیار کے مقابلہ مین انبیار کی توحید ناقص ٹھیرگی اس لیئے
کہ کل انبیا علیہ السلام پر اسباب ظاہری کا ورود ہوا ہے (ماشااللہ) سوال
تو ایسا ہے کہ کوئی ساری کتاب سنکر یہ پوچہے کہ زلیخا مرد ہے یا عورت۔

ایعزیز۔ دنیا ہی تو کمائی کی جگہہ ہے (جو یہان اندہا وہ وہان اندہا اور
وہی ہے راہ بہولنے والا) جو یہین سے نہ تہا جائے تو آخرت کے بازار
مین کیا لے سکتا ہے۔ کمائی تو ضرور ہے اور اوسکے لئے اسباب ہین مگر ہان
اسباب ظاہری سے کیا مراد ہے اسکو تو سمجہا نہین۔ پس جان تو کہ کہا مولانا
روم رحمتہ اللہ علیہ نے بیت

چیست دنیا از خدا غافل بدن نہ قماش و نقرہ و فرزند و زن

خاک پڑے اون اسباب پر جنکے سبب سے خدا کی یاد بہول جائے
اور (قالو بلیٰ) کا اقرار نسیاً منسیاً ہو۔

بات تو یہ ہے کہ خدا کے امر پر چلنا اور اوسکے نہی سے دور رہنا یعنے
غیر کی مرضی کے موافق چلنا ہی اطاعت اور فرمانبرداری اور اظہار آثار محبت
کی کامل دلیل ہے جسکا مدار محض (اشد حبا للہ) پر ہے اور یہی زینہ
ہے توحید حقیقی کا اور یہین سے ہے اشارتاً کنایہ مسئلہ وحدۃ الوجود کا

العزیز۔ ہمارے اس بیان نے تیرے اس شبہہ کو بھی دور کردیا ہوگا جبکہ باوجود اسباب کے توحید اولیاء مین کوئی خلل عظیم واقع ہوتا تو انبیاء کی اعلیٰ توحید مین اسباب کی وجہہ سے کیونکر فرق آسکتا ہے اسلیئے کہ وہ معصوم بھی تو ہین۔

اور یہہ تیرا سوال زیادتی کی مادہ سے ہے کہ اولیاء کی معرفت توحید کو انبیاء کی معرفت توحید پر ترجیح دیتا ہے۔

ایک ادنی جاہل سے جاہل کا بھی یہہ عقیدہ نہو گا اسلیئے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر وہ انسان کتنا ہی بڑا الوالعزم ولی کیون نہو اوسی طاقدان نبوت کا فیض یافتہ اور اسرار انبیاء کا جامع اور انوار نبوت سے کامیاب ہوگا۔ پس جانتو اے طالب اولیاء اللہ علوم انبیاء ہی کو حاصل کرکے اون کے شریعتون کے اسرارات کو معلوم کرتے ہین اسلیئے اون مین سے ہر ایک کو ہزار ہزار عابدون پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

العزیز۔ خدا کا بہت بڑا احسان ہے کہ قرآن عظیم نازل فرمایا اور اوس کے رموز و اسرارات اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے ہمپر کہولے کیا سمجھتا ہے تو اسکو فرمایا رب العزت نے سورہ انفال مین۔

(فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) ترجمہ پس نہین مارا تمنے اونکو لیکن اللہ نے مارا اونکو اور نہین پہینکا تونے جس وقت کہ پہینکا تہا تونے ولیکن اللہ نے پہینکا تہا اور تو کہ آزمایش کرے ایمان والونکو ساتہہ نعمت کے اپنے طرف سے آزمایش نیک تحقیق اللہ سننے والا جاننے

والا ہے ۔ اے میرے پیارے دوست غور تو کر تو فعل کی نسبت کو اور داخل
ہو جاتو (والراسخون فی العلم یقولون کل من عند ربنا) کی تعریف
مین اور لاتو ایمان (علمناہ علما الدنا) پر اور مت ہو تو (تؤمنون ببعض
وتکفرون ببعض) کے مصداق بھی ہین امور نازک اور ادق اور غامض ہین مت
طعن کر تو اہل وجودیہ پر وہ نہین ہین باہر شریعت مطہرہ کے بلکہ وہ تمنا کرتے ہین
حاصل کرنے مین پورے اور کامل شریعت کے ۔ اور چھوڑ دیا ہے اونہون نے
ماسوا اللہ کو جیسا کہ فرمایا رب العزت نے سورۂ انعام مین (قل تعالوا اتل ما
حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً) کہ آؤ
پڑھون مین جو حرام کیا ہے رب تمہارے نے اوپر تمہارے یہ کہ نہ شریک لاؤ
ساتھ اوسکے کسی کو اور ساتھ مان باپ کے احسان کرنا ۔ ایعزیز اب کیا کہتا ہے تو مسئلہ
وحدۃ الوجود کے عقیدے والون کے نسبت جو وہ خداوند عزوجل جلشانہ کے وجود
کے سوا اور کسیکا وجود نہین کہتے ۔ خبردار یہ نازک باتین ہین اپنے کو طبیعت کے
غلو سے بچا اور رہبر کامل کا ہاتھ پکڑے بغیر آگے نہ بڑھ ورنہ تیری ہلاکت کا موجب
ہے کیونکہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث (کہا ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ نے کہ یاد رکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (دو باسن) یعنے
دو علم ۔ پھر ایک اون دونون مین سے پھیلایا مین نے تم مین اور دوسرا کہ پھیلاؤن
مین اوسکو کاٹا جاوے ۔ یہہ گلا یعنے کہنا نا اور نرخی حلقہ) رواہ بخاری ۔

ایعزیز عالم ممکنات گو تیری نظر مین گل وگلشن متمثل ہو رہا ہے دراصل تو
ایک ایسے لق ودق بیہ وحشت وادی مین گھر گیا ہے جہانسے تجھکو جلد باہر آنیکی

فکر کرنی چاہیے کہ ہستی ظاہری کے ساز و سامان نے تیرے دل کو ہر طرف سے ہٹا
لیا ہے جدھر دیکھتا ہے ادھر ممکنات ہی کا جلوہ ہے اسلیئے ہستی عالم کا معتقد ہوگیا
خدا بچادے تجھکو اس عقیدہ باطلہ سے کہ ہستی حق تیری نظر سے گر گئی۔ اگر تو دونون
وجود کا قائل ہے تو گویا دونون وجود کو حقیقی جانا حالانکہ ذات ممکنات اوسکے
وجود کا غیر یعنے زاید از ذات ہے اور یہہ اپنے موقع پر طے ہوچکا ہے کہ اللہ اسم
ذات ہے اور وجود اور ہستی اوسکی ذات کا غیر نہین اور نہ زاید از ذات ہے
اور یہہ تیری سمجھ کا حجاب ہے کہ دو وجود کا قائل ہوکر ایک کو قدیم دوسرے کو
حادث ایک کو فانی دوسرے کو باقی تصور کرتا ہے حالانکہ تجھکو اسکا عقیدہ ہے
کہ ذات اوتعالے شانہ (لاحد له ولا انتہا له) ہے کیا تو یہ نہین جانتا کہ جمہور
مجتہدین جو روساے ملت اور بانی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہین وہ کل کے
کل اسپر متفق ہین کہ (حصول مغایرت بین الشیئن بدون انفکاک از یکدیگر محال ہے)
جب تو دو وجود مان لیا تو انقطاع وجود باہم دیگر بہی ماننا پڑیگا اسلیئے کہ جبتک وجود
اولی مین انقطاع انتہا واقع نہو وجود ثانی متصور نہین ہوسکتا۔ پس وہ تیرا عقیدہ
(وحدہ لاشریک له ولا انتہا له) تیرے ہی خیال باطل سے غیر صحیح
ہوا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے وجود ممکنات کو اگر تو صحیح سمجھیگا یعنے ماسواے وجود
حقیقی کے اوسکے غیر کو بہی ثابت کرنیکی کوشش کریگا تو وجود ممکنات کا ازلی
ہونا لازم آئیگا جس سے (وحدہ لاشریک له اور قل هو الله احد)
جو نص صریح سے اوس ذات لا یدرک کی وحدانیت ثابت ہے اوس سے
تجاوز کرنیوالون مین سے ہوگا اسلیئے کہ ایسا عقیدہ کسی مومن مسلمان کا نہین ہے

پس صحیح اور اصح اور بین عقیدہ یہی ہے کہ اوتعالی شانہ لاشریک لہ ولاضد
ولاانتہالہ ہے جیسے وہ منزہ ہے اوسکے جمیع صفات کمالیہ بھی منزہ ہین
برحق وہی ایک ذات واجب الوجود وحدۃ الوجود ہے اوسکے ماسوا سے
کسیکا وجود نہین اور نہ کوئی اوسکے سوا سے موجود سمجھا جاسکتا ہے۔ اور
یہہ کلام نہ سول ہے نہ مبہم ہے اور نہ شائبہ توہم کی اسمین گنجایش ہے نہ تاویل
کی راہ سے کہا جاتا ہے نہ تسویل کی راہ سے اور نہ یہہ اصطلاحی کلام ہے
اور نہ سکر و استغراق ہی کی حالت مین بولا جاتا ہے اسلیئے کہ اوسکی وضاحت
سے تصریح کردیگئی ہے کہ فی الحقیقت وجود ایک ہے۔ اور وجود دیگر ازلاً
وابداً معدوم۔ کیا تو یہہ بھی نہین جانتا کہ معدوم ہمیشہ معدوم ہی ہے اور موجود
ہمیشہ موجود ہے موجود معدوم نہین ہوسکتا اور نہ معدوم موجود کیونکہ شئے
معدوم کا وجود مین لانا قلب حقیقت ہے اور یہہ محال اور باطل ہے۔ پس پابندی
عمل پیراہین اولیا اللہ اوس حکم کے جیسا کہ ارشاد باری ہے سورۂ نساء مین۔
(وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا ٥) ترجمہ۔ اور عبادت
کرو اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھہ اوسکے کسی چیز کو۔ اور تصدیق قلبی کے
ساتھہ یہہ کہتے ہین جیسا کہ سورۂ جن مین ارشاد ہے (فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ
بِرَبِّنَآ اَحَدًا) ترجمہ۔ پس ایمان لائے ہم ساتھہ اوسکے اور ہرگز ہرگز نہ شریک
لاوینگے ساتھہ رب اپنے کے کسی کو۔ العزیز۔ اب کیا ہے تجھکو شک و شبہہ
(ہمہ اوست) سے کہتے ہین کہ وجود ایک ہی ہے اور وہ ذات اوتعالی شانہ ہی
خبردار خبردار کلمہ طیبہ کی میزان توحید کے دونون پلہ برابر برابر رکھکر اپنے اعتقاد

سکے انمول جواہر کو تول جو تیری عافیت کی بہلائی کا موجب ہو گیا تو یہہ نہین جانتا
کہ ترازو کا سیدہا پلہ اوٹھہ جانے سے بایع کا نقصان ہے اور بایان پلہ اوٹھہ
جانے مین مشتری کی نا رضامندی ہے چونکہ تیرے اعمال کا مشتری خدائے واحد ہے
صرف ربوبیت ہی کو ترجیح دیکر عبدیت سے انکار کر مسلوب الشی ہو اور نہ عبدیت ہی کو اسطرح ترجیح دے کہ مصنوع
ہی کے توہم مین صانع مطلق نظر انداز ہو کیونکہ ایک جانب صانع کی ناخوشی
ہے تو دوسرے جانب تیری متاع ہی غارت ہونیکا اندیشہ ہے۔ اور یہہ
خوب یاد رکہہ کہ کسی مرتبہ مین بہی عبد رب نہین ہو سکتا اور نہ رب عبد
ہو سکتا ہے ہان مسئلہ وجود کو سعدی علیہ الرحمۃ نے بہی کیا خوب سمجہایا ہے۔

رہ عقل جز پیچ در پیچ نیست ✤ بعارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفت این باحقایق شناس ✤ ولی خردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند ✤ بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند ✤ جوابت بگویم گر آید پسند
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک ✤ بنی آدم و دیو و حور و ملک
ہمہ ہر چہ ہستند ازان کمتر اند ✤ کہ با ہستیش نام ہستی برند

نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ۔

پناہ بلندی و پستی توئی ✤ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اگرچہ کہ وحدۃ الوجود ایک لفظ مطلق ہے مگر یہ اسکے معارف و رموز و اسرار
کا ایک بہت بڑا وسیع دریا ہے جسکی تہہ مین لاگنتی انواع و اقسام کے
نعمات غیر مترقبہ ہین جبتک خطرات ظاہری سے سبکدوشی نصیب نہو ان نعمات

لازوال تک پہونچنا دشوار ہی نہین بلکہ محال ہے۔ جن لوگون نے اسکے معارف کو
آسان سمجھہ لیا ہے وہ نہایت غلطی مین ہین۔ کیا اونہون نے یہہ بھی نہین دیکھا کہ
جہان خزانہ شاہی ہوتے ہین وہان اہتمام حفاظت بھی بڑے ہی درجہ پہ ہوتا ہے ہر ہر تہیلی پہ
توڑہ مہرین ہوتی ہین جسکو خاص ہی لوگ سرکار ہی کے حکم سے توڑنے پر
قادر ہوتے ہین۔ کوڑیان ہی تو راستے پر پڑی نہین رہتین چہ جائے کہ انمول
جواہرات ہون اور لوگ اوسکو بلا روک ٹوک بغیر محنت ومشقت کے چن لین۔

ایعزیز۔ اب بہی اگر تجہے مثل احول کے دو وجود کا اقرار ہے تو اس مرض کا
علاج اون نسخہ جات سے کر جسکو اون لوگون نے مرتب کیا ہے جنہون نے
اپنی عمر کے بڑے حصہ کو معرفت بارگاہ بے مثالی مین صرف کیا ہے۔ یہہ بہی
اگر تجہے منظور نہین ہے تو اس تیرے جہل مرکب کا علاج خدا ہی
کے سپرد ہے۔

اے خواہشات نفسانی کے بندے عبداللہ ہم چندروزہ آرام وآسائش
دنیاے فانی کیلئے آخرت کے اعلے اعلے مراتب حاصل کرنے سے
کیون غافل ہو بیٹھا ہے۔

بیدار ہو بیدار ہو اے خواب غفلت مین پڑے سونے والے بیدار ہو
علوم احسان کے چشمہ آب حیوان سے توحید خداوندی کا جام نوش کرکے
قرب الی اللہ کی منزل گاہ مین گزرنے کیلئے حیات جاودانی حاصل کر شرمسطر ہو کیونکہ اپنی غافلی سے تو خود کو گم کر رہا
ہے یہہ اوسی نبی کریم امی لقبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہر طرف سے ہدایت کے
دروازے ہمپر مفتوح فرمایا۔ پس ایطالب مت جان تو برا طریقے کو صوفیہ کے

اور کوشش کر تو اسکی کہ کامل اور بارونق ہو دین تیرا اور حاصل ہون تجھے مراتب اعلےٰ جانب سے اللہ غالب بزرگ وبرتر کے فقط

خاتمۃ الکتاب

آجکل اہل اسلام مین ایک مرض صعب پیدا ہو گیا ہے یعنے اون مسائل مین بحث ہوتی ہی جسمین گفتگو کرنے سے روکا گیا ہے۔ اونہین مسایل مین سے مسائل علم عرفان بھی ہین جو گلی گلی کوچہ کوچہ ہر کس وناکس کے زبان زد ہورہے ہین ہر شخص اپنے کو موحد اور خدا رسیدہ کہتا ہے گو وہ اوسمین لاعلم ہی کیون نہو۔ بظاہر اسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جہال مشایخین نادانون کو دنیاطلبی نے یہ شوق دامنگیر کرایا ہے کہ اپنے مرید کثرت سے ہون تحفے تحایف دعوتین کثرت سے آئین عزت دنیوی کا شہرہ ہر ہر محلہ اور گھر گھر ہو لوگ اوندہے منہ قدمون پر گرین اور آنکھون سے قدوم میمنت لزوم کے بوسہ لیکر سعادت دارین حاصل کرین۔ ہائے افسوس یہہ بدعت سیئہ ایسی پھیل گئی ہے کہ عیب بھی ہنر اور گناہ بھی اجر معلوم ہو رہا ہے کیا ان دنیاپرستون کو یہہ بھی سوجھتا نہین کہ سلف مین جو باتین نہ تھین اونکو کیون ہم جاری کرین (بدنام کنندہ نیکو نامے چند) انہین کی راہ وروش نے بزرگون کو بہی ناحق بدنام کر رکہا ہے۔ اون کے دربارون کی یہہ شان وشوکت ہے کہ مریدین دو دو قدم دور ہی سے لرزتے کانپتے سر نیچے کیے ہوئے نشست گاہ پیر تک پہونچتے ہی سر بزانو ہو کر قدمون پر گر پڑتے ہین کسکی مجال کہ پیر صاحب سے بات تو بات

آنکھہ تو ملالے۔ واے سے حال پر اون خالی الذہنون کے کہ خدا کے گھر یعنے مسجد
مین جاتے وقت اتنا خوف نہین کرتے نماز ہی مین اگر ایسا خشوع اور خضوع ہوتا تو
کیا اچھا ہوتا مراسم حج مین ہی تو یہ قواعد نہین زیارت حرم شریف کو جائین تو وہان
بھی تو یہہ بدعتین نہین (السلام علیک یا نبی اللہ) کے بجز اور کچھہ نہین کہا جاتا
مگر یہان لکھو کھا مراسم آداب ہین کہ پیر صاحب کی خوشنودی کیلئے کئے جاتے ہین
مریدون کے آداب گو ہمارے ہی اسلاف کے مقرر کردہ ہین لیکن وہ اہل دل
کس پایہ اور مرتبہ کے تھے کہ ایک چشم زدن مین ادنی سے ادنی بدتر کو بھی اپنی
صحبت مین رنگ کر اعلی مراتب پر پہونچا دیتے تھے۔ جسکے جانب آنکھہ اوٹھاکر
دیکھا اوسکا بیڑا اپنے پار ہوتا تھا اسکی وجہہ بجز اسکے اور کیا تھی کہ اونکی ریاضت
اونکی خدا طلبی۔ اونکی دنیا سے نفرت تقوی ورع کمال درجہ کا تھا اونکے عادات
ایسے نہ تھے جو اب پائے جاتے ہین اگرچہ کہ اب بھی (اللہ) کے مقبول بندے
موجود ہین مگر ہماری بصارت پر غفلت کے ایسے پردے پڑ گئے ہین کہ بھلے
برون کی تمیز کر نہین سکتے۔ ہان وہ آداب کس لئے مقرر کئے گئے تھے۔
یہ تک بھی تو معلوم نہین اوسپر یہہ دعوے کہ (ہمچو من دیگرے نیست) خیر
بات بہت دور جاتی ہے حیرت۔ تو اس بات کی ہے کہ لوگ مرید کیون ہوتے
ہین مرشد سے تو آنکھہ ملانیکی طاقت نہین مرید اپنے اشکال کس سے بیان
کرے اور مرشد صاحب کب اوسکی تسکین کرین مریدون سے اگر یو چھا
جائے کہ بھائی تم مرید تو ہوے کس لئے اور کیا ملا تو اس موقع پر خوش عقیدہ
لوگ کیا خوب کہتے ہین کہ (کر مزدوری کہا کچوری) جو خدمت کریگا وہ اجر پائیگا

نعمت کچھہ امان باوا سکے گھر کی روٹیان نہین کہ چپکے سے سامنے رکھدی گئین بعضے جو ثقہ ہوتے ہین اونکا یہہ قول ہے کہ حضرت پیر و مرشد کی خدمت بابرکت مین رہنیکا زمانے نے موقع نہین دیا۔ ورنہ ہمارے حضرت کے پاس کیا کمی ہے جو چاہو دکہا دین لوگ تو قال ہی قال مین پہنسے ہین ہمارے حضرت کے یہان قال وغیرہ کے ڈہکوسلے تو مطلق نہین (شنیدہ کی بود مانند دیدہ) وہ تو ہمیشہ حالت استغراق ہی مین رہتے ہین اور جہٹ سے طالب کو مقصود تک ایکدم مین پہونچا دیتے ہین۔ اور بعضے یہہ کہتے ہین کہ حضرت کے ارشادات کی تعمیل ہمسے کہان ہوسکتی ہے وہ تو لوہے کے چنے ہین اور ہم دنیا کے کتے اتنی فرصت کہان جو حضرت کے ارشاد کی تعمیل کرین۔ واہ ماشاء اللہ کیا کہنا (اطلب العلم ولو کان بالصین) دین کی طلبگاری اسیکا نام ہے۔ اور بعضے اپنے خیال باطل مین مسئلہ وجود کے سمجھنے مین افراط و تفریط کے ساتہہ ایسا غلو کیا کہ حد سے نکل گئی اونکے عقاید باطلہ کا اندازہ ہی نہین ملتا کہ آیا وہ آخرت مین (نعوذ باللہ) وہ خدا سے منقسم ہو نگے یا کیا نہ تو اونہون نے مسئلہ وحدۃ الوجود ہی کو سمجہا اور نہ قرب و وصال ہی کو سمجہے اور تعلیمی اغراض کے مقاصد تک اونکی عقل کی رسائی ہوئی پس خطا کی اونہون نے اپنی غلط فہمی سے۔ اور بعضے خرافات بھی بکتے ہین کہ ہمنے یہہ دیکہا وہ دیکہا پہر پایا ــ وہ پایا۔ یہانتک پہونچے وہان تک پہونچے ایسی مریدی پر تف ہے اور ایسی مرشدی پر بھی خدا کی مار۔ ایسے کہنے والے صریح جہوٹے دغاباز ہین وہ تو درگاہ لاابالی ہے وہان کا معاملہ ہی اور ہے جیسے شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ سے اونکے ایک دوست نے پوچھا تہا کہ (ازین بوستان کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را۔ گفت بخاطر داشتم

کہ چون بذرخت گل برسم دامن پرکنم ہدیہ اصحاب را۔ چون برسیدم بوی گل چنان
مست کرد کہ دامنم از دست برفت) بات تو یہ ہے کہ ۔ رباعی
گرکسی وصف او ز من پرسد بیدل از بے نشان چہ گوید باز
عاشقان کشتگان معشوق اند برنیاید ز کشتگان آواز
کیا خوب کہا مصنف معارج النبوہ رحمۃ اللہ علیہ نے رباعی
تو گمان میبری کہ یافتہ تو بجز این دروغ بافتہ
ھرکہ گوید یافتم مپسند کہ بایادہل گفتگو نرسند
دم زدن مانع وصال بود وصل را گفتگو محال بود
ھرکہ او را بیافت خود گم گشت قطرہ محو بحر قلزم گشت
چون نماند وجود قطرہ کیش لاف مجوی اندر حیرت کیش
سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ شعر۔
این مدعیان در طلبش بیخبر انند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
بقول کسی کے یہہ لوگ ایسے ہین کہ (کہان سے گئے ۔ تھے کہین نھین کیالائے
کچہہ نھین) مرشدون کا کیا کہنا وہ تو اپنی ڈول ہی ٹرہانیکی فکر مین ہین حضرت
پیر و مرشد صاحب کے فیض صحبت کا یہہ ادنی اثر ہے کہ حضرت کے مریدون
مین الفت اور محبت تو درکنار اتفاق تک پایا نھین جاتا۔ آپس کا اتفاق
تو ایک جدی بات ہے یہان مرشد صاحب ہی سے خلوص ندارد۔ جو کچہہ
ادآب ہین وہ صرف ظاہری جاپلوسی ہے ۔ اخلاص و نسبت اداب و تعظیم
تو جب ہی ہو کہ پیر صاحب کے ارشادات کے موافق منزل عشق الہی مین

چست وچالاک تیزگام رہی۔ جن بیچارون کو دنیا یا عزت دنیا پیدا کرنا ہے اون کو
معرفت حق سے کیا نسبت نہ تو اونکا علم فائدہ دے اور نہ ریا اور مکاری کا زہد
وتقوی کام آوے اور نہ معرفت کا کچھہ ثمرہ ہاتہہ آئے۔ جتنا اونکی ذاتون سے
نفع دہونڈا جائیگا وتباہی نقصان اور خسارہ نصیب ہوگا **بیت** پس قالب خوش
نہ زیر چادر باشد • چون باز کنی مادر مادر باشد • انکی مثال اون سکار شعبدہ باز
کارڑوڑیون کی سی ہے جو آنا نا روپیے کے روپیے نکالکر لوگون کو بتاتے
ہین مگر اون روپیون سے نہ تو اونہین کمبختون کو فائدہ ہے اور نہ غیر اوس
سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔ یہی حال اون علمائے سوء اور مشایخین دنیا
طلب کا ہے کہ اون کے علم وغیرہ سے خود اونہین کو فائدہ نہین تو غیر کیا
نفع اوٹھا سکتا ہے۔ سچ کہا سعدی علیہ الرحمۃ نے (تلمیذ بے ارادت •
عاشق بے زراست • و رونده بے معرفت مرغ بے پر • و عالم بے عمل
درخت بے بر • زاہد بے علم خانہ بے در • مراد از نزول قرآن تحصیل
سیرت خوب است۔ نہ ترتیل صورت مکتوب۔ عامی متعبد پیادہ رفتہ
است و عالم متہاون سوار خفتہ عامی کہ دست بردارد بہ از عابد کہ در سر دارد •
خدا ایسے مرشدون کو سمجہے جو اسلاف کو بہی مطعون کر رہے ہین۔ وہ کس
نیند سوے بیٹھے ہین۔ قیامت مین جب رب العزت اجلاس فرمائیگا اور بڑے
بڑے نبی نفسی نفسی کہینگے اوسوقت اِن حضرت پیر صاحب کو اپنے ہی
اعمال کی گہٹری سر پر دہر کر چلنا مشکل ہوجاویگا بقول حکیم ثنائی رحمۃ اللہ
علیہ کے رباعی

خر لنگ و ضعیف بار گران | منزلت سنگ لاخ تو حیران
خانہ تار و چراغ کم روغن | باد صرصر و باد خانہ شکن

اور ان حضرت کے پیچھے بنجاروں کے تانڈے کے مانند مریدوں کی لتاڑا ئے نادانوں تمہاری ہی رہائی اور چھٹکارہ مشکل ہوگا خدا جانے کون کون جرم کی پاداش میں مبتلا ہونگے تو ایسی خطرناک حالت میں مریدوں کے شفیع کب ہونگے ۔ سچ کہا کسی صاحب دل نے ۔ **ابیات**

چون جان ز تن گردد جدا از فعل تو پرسد خدا | پس تو چہ گوئی ای گدا آنگہہ بگو احوال خود
انواع نعمت میخوری بہر نفس تن را پروری | چون جان ز تن گردد جدا آنگہہ بگو احوال خود
زیر زمین قطعا شوی من ربک پیش شوی | در جواب این حیران شوی آنگہہ بگو احوال خود
این استخوانت پختہ در گور گردد ریختہ | با خاک پس آمیختہ آنگہہ بگو احوال خود
در دار دنیا مبتلا با غیر ماندی دلا | تو این سبب بینی بلا آنگہہ بگو احوال خود
رجم سخن شیطان عمل مصحف بکف در دل دغل | گیرند چون زین اے دغل آنگہہ بگو احوال خود
میزان تو چون کم شود تعدیل حق تو رود | دوزخ ترا مادر شود آنگہہ بگو احوال خود

پیر کا تو یہ کام ہے کہ جب مرید کا ہاتھ پکڑا تو اوسکو کمالات دین سے کچھہ نہ کچھہ نصیب کرا کر ہی چھوڑا آگے اوسکا توشہ بہروسہ اوسکے ساتھہ ہے جب مرید کو عشق کی لو ہیں لگا دی تو یہ آگ کبھی بجھتی ہی نہیں ہمیشہ تیز اور بھڑکتی ہی رہتی ہے جبکہ وہ طالب صادق ہے تو اپنی عافیت کا وہ آپ ہی سودا خرید لیگا ۔ ہدایت اور راہ پر لانا الحاد اور زندقہ سے بچانا مرشد کا کام ہے ورنہ مرید بننے کی حاجت ہی کیا ہے ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ ذکواۃ ۔ اوامر و

نواہی کا پابند ہونا کافی ہے۔ جن لوگون نے آیندہ حاصل ہونیوالی آخرت
کی نعمت و لذت پر سر دست بالفعل لذت دنیا کو مقدم جانا واقعی وہ محبت
دنیا مین غرق اور اوسکے دام بلا مین پھنسگئے عالم ملکوت کے اسرارات اونکے
دلون سے بالکل پوشیدہ ہوگئے اسلئے کہ صرف ظواہر ہی پر اونکی نظر اڑگئی
عقل وفہم سے ہرگز ہرگز وہ اون اسرارات کو نہ پہونچینگے۔ پس اب ہاتھہ اوٹہاتے
ہین ہم بارگاہ خداوندی کے جانب کہ اے (اللہ) اس مرض لاحقہ سے
یعنے رسمی پیری اور مریدی کے طوفان بے تمیزی سے اہل اسلام کے عقاید
کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دلا کر سلامتی کے کنارہ پر پہونچا۔ اور
بزرگان سلف کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما جس مین تیری اور تیرے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔

اے پادشاہا واے بے نیاز اس عاصی پر معاصی کی اس
کتاب کو جسکو کہ مینے خالصاً (للہ) اون لوگون کے جواب دینے کے
لئے لکھا ہے جو تیرے پیارے دوستون کے مسلک پر طعن اور
اعتراض کرتے ہین اسکو بطفیل حضرت رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم قبول فرما۔ اور جو کچھہ خطا ہوئی ہو تیری ستاری اور غفاری
رحیمی اور کریمی کو اس حقیر ناچیز کے حال زار پر مبذول فرما کر بخشدے
اور صدقے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے پیارے
دوستون کے اس سراپا گناہ گار نابکار عاجز و ناتوان اور کل مومنین
و مومنات کے گناہون کو جیسا کہ ستاری کرکے دنیا مین پوشیدہ رکھا

آخرت مین بھی شرمسار نکر اور اپنے پیارے بندون کے زمرہ مین اوٹھا اور
اپنے دیدار کی نعمت و راحت و لذت نامتناہی سے سرفراز فرما کیونکہ جو کچھہ
ہے وہ تیرا فضل ہی فضل ہے اسلیئے کہ ہماری حالت اوس سے بہی بدتر
ہے جیسا کہ مولانا شاہ بو علی قلندر رحمتہ اللہ نے کہا۔ رباعی

چو زمین سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد | کہ تو مرا خراب کردی بہ سجدہ ریائی
چو بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند | بیرون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے پاس نہ کچھہ ذاتی کمائی ہے اور نہ کچھہ سرمایہ البتہ گناہونکا
بوجھ سر سے اونچا بجز عاجزی اور لاچاری کے کچھہ نہین ہے جبتک تیرا فضل
نہین ہوتا کوئی بات ہماری کام پر نہین آتی پس تو ہی اپنے فضل و کرم سے
اپنے پیارے دوستون کے زمرون مین شمار فرما کر توحید خالص کامل و اکمل
عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔ فقط

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	او	+	۱۱۲	۴	شئی ء	شئی ء
۲۴	۶	قاوری	قاری	۱۱۳	۶	المنا	آتینا
۲۶	۱۰	صوفیہ	صوفیاء	۱۱۵	۱۵	شئی ء	شئی ء
۲۷	۱	وہ	+	″	۱۸	شئی ء	شئی ء
۳۸	۱	اور	+	۱۲۸	۱۴	کتا	کہا
″	۵	کفر	کفر	۱۲۹	۳	صوفیہ	صوفیاء
۳۹	۱۲	جبر	جبر	″	۸	جاتا ہے	چاہتا ہے
۴۲	۸	گئین ہین	گئی ہے	۱۳۰	۸	صوفیہ	صوفیاء
۴۳	۸	صفتین	صنعتین	۱۳۱	۲	جسکو جانتے ہین	جسکو سب جانتے ہین
۵۲	۹	واحسن	وحسن	″	۴	جریہ	جزیہ
۵۳	۸	علمناھو	علمناہ	۱۳۳	۱۵	بنی نوع	بنی نوع
″	۱	ذکر	ذکرا	″	۸	صحر	سحر
۵۷	۲	انتہوا	انتہوا	۱۳۴	۳	وراء	ورع
۵۹	۱۹	جس	جس	۱۴۰	۱۷	صاجباً	صباحاً
۶۴	۵	مسوس	منصوص	۱۴۱	۲	کلمح البصر	کلمح بالبصر
۷۶	۱۹	نورکہ ہی النار	بورک من فی النار	″	۱۴	بدیوت	ودیوت
۷۷	۱	ہی ہوتا	نہوتا	۱۴۲	۳	اورایک	وہ ایک
۷۷	۲	سیعولون اللہ	سیقولون للہ	۱۴۴	۶	اوسکا	اونکا
۸۰	۸	الطواب	التواب	″	۱۴	کسطرح	کسیطرح
۸۱	۷	واللہ	وللہ	″	۱۷	اشیاء دو مشترک	اشیاء مشترک
۹۳	۱۸	مین	ہین	۱۴۸	۲	ییہی	سہی
۱۰۲	۱۴	قطر	قطرہ	″	۱۳	فرد	مصرع
۱۰۴	۱۴	اس اشد	اشد	۱۵۳	۷	ارطب النفر	ارطب النفر
″	۱۷	بہی	ہی	۱۵۴	۶	ایلت اللہ	آیت اللہ
″	۱۹	موحد	موجد	۱۵۶	۸	غنیم	عتیم
۱۰۵	۵	کیونکہ اوس	کیونکہ وہ اوس	۱۷۱	۵	چو بزمین	بزمین چو
۱۰۶	۱۷	بہی	ہی	″	″	کہ تو مرا	کہ مرا
۱۰۷	۶	جرارت	حرارت	″	″	کردی سجدہ	کردی تو سجدہ
۱۰۸	۱۱	کچہہ ہی	کچہہ بہی	″	۶	چو بطواف	بطواف
۱۱۰	۱۱	اورراگ	اور آگ	″	″	بیرون در	کہ بیرون در
″	۱۸	ہوتا	ہونا				